

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مختار القرآن

* حضرت شیخ محمد صاحب قادری الملتانی اور آپ کے صاحبزادوں کی مکمل سوانح عمری و قابل
کرامات مفید نصائح و موثر ملفوظات۔ اور آپ کے آبا و اجداد کے مفصل دلچسپ حالات۔
چمن کے مطالعہ سے

طریقت کے طالبوں کو براہ نمائی۔ شایقین تاریخ کو تاریخی آگاہی اور اہل بیت
کو خلسا کا ایک موثر سبق حاصل ہوتا ہے۔



مترجمہ و مرتبہ

محمد کریم الدین

برادر زادہ عباس علی صاحب خانسانان پیشینہ علی حضرت
حسب ارشاد

جناب خانسانان صاحب مذکور پہلی مرتبہ ۱۳۲۰ھ ہجری میں

مطبع رحمانی واقع چہیت بازار حیدر آباد کین

سید محمد حسن برادر محمد سلطان خاں خاں مولوی مرحوم کے اہتمام سے چھپی

پاکستان اسلام آباد سے شائع ہوا۔ مزار مراد آباد سے شائع ہوا۔

التماس ترجمہ

مین اپنے سرگز کرم فرما اور اُن بزرگواروں کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مادل جذبہ حسن اور سیرت دیگر ترجموں کو نہایت شوق و دلچسپی سے ملاحظہ فرمایا اور تقریبی خطوط لکھے۔ یہ مرحلہ اوجی نہرانی تھی جو انہوں نے مجھ ناچیز کے کام کو وقت سے دیکھا اور عزت افزائی فرما کر میرا حوصلہ بڑھایا۔ ان بزرگواروں کی قدر دانی کا سبب تھا کہ فتح احمد مسلسلہ تالیف و تصنیف جاری رکھنے کا ارادہ مستقل ہوا اور اسی ہمت افزائی کی بدولت آج اس کتاب کو ایکی خدمت عالی میں پیش کر کے کرم حاصل ہوا مین اس موقع پر حضرت زرد علی شاہ صاحب قلم مرحوم کے صاحبزادے صاحب نام حضرت سید شاہ غلام محمد صاحب حضرت سید شاہ ملک محمد صاحب اور حضرت سید شاہ حماد صاحب قادری کا تہ دل سے شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتا جنہوں نے مجھ عنایت سے معدن الجواہر کی ایک کاپی مرحمت فرمائی اور ترجمہ کر کے شائع کرانے میں انجی دلی خوشی ظاہر کی۔

دوران ترجمہ میں میرا ارادہ ہوا کہ حضرت ملتان صاحب اور آپ کے آباد اجداد کے تاریخی حالات بھی اسکے ساتھ شامل کروں تاہناظرین کی مکمل سوانح عمری اور آپ کے حسب و نسب کے اصلی حالات سے آگاہ ہو جائیں۔ اگرچہ مدیم الفرمی مانع تھی لہذا الحمد للہ میرے خاطر خواہ پورا ہوا۔ بڑی تلاش سے چند تاریخین مجھے ملین مین نے اُن سے حضرت سومت کے حسب و نسب کے کسی قدر حالات اور آپ کے آباد اجداد کی زندگی کے مشہور مشہور واقعات اخذ کر کے حضرت مذکور کے صاحبزادوں کے حالات کے آخر میں شامل کر دیے مین اس سے کتاب مکمل ہو گئی ہے

مین ناظرین یا تلمیذین کی خدمت عالی میں اس بات کو عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اصل فارسی کتاب معدن الجواہر میں حضرت غوث پاک حضرت شیخ محمد صفا ملتان اور آپ کے صاحبزادوں کی ذات خاص کو مصنف صاحب نہایت اعلیٰ الفاظ میں بیان فرمایا ہے اور گزشتہ زمانہ کے مصنف و مولفوں کے قاعدہ کے موافق اُن بزرگواروں کی بہت بڑا جہاں کر تعریف کیا ہے۔ ان حدود ترجمہ کی بڑی ہوتی تھی لہذا کوئی دیگر گزشتہ زمانہ کے رسم و رواج سے ناواقف صاحبان بلا سوچے سمجھے اسکا اعتراض مین مجھ پر عاید نہ کریں مین ابھی انکو صاحبزادہ جانا ہوتا ہوں کہ مین اس کتاب میں حضرت ملتان صاحب اور آپ کے فرزندوں کے حالات مین جو کہ لکھا ہے وہ اصل فارسی کتاب معدن الجواہر کا نقل ترجمہ انکے علاوہ آپ کے آباد اجداد کے متعلق جو حالات ترجمہ مین وہ مین تو اس نسخے سے اخذ کر کے لکھے مین البتہ مین انکا ذمہ دار ہوں مگر تذکرہ بالا اعتراضوں کا جواب دہ اور ان تقریفوں کا ذمہ دار مین ہرگز نہیں ہو سکتا اسلئے کہ میرا منصب ترجمہ کا ہے مصنف کا نہیں ان کی باتوں کے ذمہ دار اصل مصنف صاحب ہیں۔ اوکے اصل خیالات کو ظاہر کرنا میرا کام تھا مین جو کہ لکھا ہوتا ہوں اسکو مین نے مجھے اردو زبان میں پیش کر دیتا۔

مین انوس کی اس یا کو ظاہر کرتا ہوں کہ اس ترجمہ میں بے ترتیبی رہی۔ اسوجہ میری کجیا ترجمہ ہوتا گیا ساتھ ہی ساتھ چھپتا گیا چنانچہ اس جگہ کے کیا غث کتاب بھی حسب وخواہ دھچپ کی کتابت کی غلطیاں تو اس قدر گشتیں مین جس کا مجھے بہت ہی انوس ہے انشاء اللہ طبع ثانی مین مین یہ سب رفع کروں گا مگر درست مین نے اغلاط کا صحت نامہ آخر میں شامل کر دیا ہے پس مناسب ہوگا کہ ناظرین کتاب سے پہلے حسب وخواہ نامہ اغلاط کی صحت فرمائیں اور پھر کتاب ملاحظہ فرمائیں فقط

المکتس محمد کریم الدین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ویباچہ از مستزحم

بسم اللہ الحمد سر آن چیز کہ خاطر میخوانست * آخر آمدن پس پروردگار تعالیٰ پدید

میں خدا کے عزوجل خالق کون و مکان موجد زمین و آسمان رازق انس و جان کا ہزار ہزار شکر ادا کرتا ہوں کہ اوس نے مجھ جیسے بے
سے ایسی چیز کا کتاب کریمہ کو محض اپنی تائید سے بے کم و کاست انجام کو پہنچایا۔ یہ اسی کا کام ہے کہ اوس نے اپنی قدرت کا کمال و حکمت بالغہ پر مشتمل خاک
وہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ اس سے کارہائے بزرگ اور خجماں شرک جو احاطہ و غم خیال انسانی سے باہر ہیں اتمام کو پہنچتے ہیں یہ انکی شان پروردگار
ہے کہ اس نے کارخانہ دنیا کو اپنے جن نظام سے مرتب فرمایا ہے۔ وہ سب پر اختیار کامل رکھتا ہے۔ اُس نے جہاں جس شے کی ضرورت تھی وہاں کو پیدا کیا
انکے کا ہون میں عقل حیران ہے۔ یہ انکی عیب صنعت ہے کہ ایک کی صورت دوسرے سے ہرگز نہیں ملتی۔ اُس نے اپنی صنعت میں وہ جن و انفس
لو کہا ہے کہ جسے جاننا اگر دشمن نے ایک عالم کو دیوانہ بنا دیا ہے کسی کیسی رنگ برنگ کی پیاری پیاری و لظرب چیزیں پیدا کی ہیں جو خیال
میں بھی نہیں آسکتیں اور انکی تعداد اس قدر ہے کہ انسان اُن کا اندازہ اپنے ناچیز خیال میں ہرگز نہیں کر سکتا۔ اوس نے صرف و زلفاً و
کن کارخانہ عدم پر کیا تاکہ اپنی قدرت کے یہہ سارے کرشمے دکھائے۔ اور بہر حق چیزیں کائنات میں ہیں سب اوسکے حکوم۔ اوسکی تائی
پرستی قدرت ہے کہ اگر وہ چاہے تو ہر کل موجودات عالم کو ایک لمحہ میں متغیر و فنا کر دے۔ اور اوسکے کام اس قدر عجیب ہیں کہ اُس نے
اپنی ہر چیز میں نرالی طرز رکھی ہے۔ اور ہر طرف جلوہ گوناگون نظر آتا ہے۔ سبحان اللہ! اوسکی ذات کسی عجیب و بزرگ ہے۔ اس پر خالق
مطلق کی حمد و ثنا میں زبان ناظر لال ہے۔ انسان ضعیف البیان کی کیا مجال ہے کہ اوسکی کاریگاریوں کے اور اکبر بھادی ہو سکے
اُس نے انسان کو پیدا کیا۔ اپنی نوازش سے اوسکو اشرف المخلوقات بنایا۔ قوت تعلق عطائی۔ مادہ فہم و ادراک بخشا۔ اور ساتھ
ہی طرح طرح کے اہیاد کی قوتیں مرحمت فرمائیں۔ لاکھوں قسم کی صنعتیں بتائیں اور اُس کو سب پر تفوق و امتیاز بخشا۔ تمام دنیا
کا مالک بنایا۔ ہفت اقلیم کی بادشاہت عنایت کی۔ انہیں نیک جنس سے انبیاء بھیجے اور انہیں میں اولیا بنائے۔ یہہ محض
اُس کا کرم تھا جو ان نے یہ درجہ پایا۔ ورنہ اوسکی غیر محدود قدرت میں یہ بھی ایک ذرہ بے مقدار ہے جیسے سمندر کا
ایک قطرہ۔ مگر اسی میں اُس نے ایک ایسا مجید چھپا رکھا تھا جس سے آگاہ ہونا اور اس کی اصلیت کو پانا سبب خدا سب
تیمبرون کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن ہدایت پر منحصر تھا۔ خدا نے فرجیل نے ہماری ہدایت
کے لیے آپ کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے مخلوق کو خدا سے واحد کی تلقین کی۔ عارفوں کو کل رموز حقیقت سے آگاہ کیا۔
اور عقدہ وحدۃ الوجود کا انکشاف فرما کر انھیں عجائب و غرائب کا جلوہ دکھا دیا اور ایک عالم کو تہہ فضا لہا سے راد
ہدایت پر لگایا۔ لب تشنگان ناکامی کو حیرت نہ کہ کامیابی تک پہنچایا۔ سبحان اللہ آپ کی ذات کیسی مقدس ویر نور و
بزرگ ہے۔ آپ کی لغت کا حقہ نامکن ہے۔ جب خدا نے خود آپ کی تعریف کی ہے تو جلال بشر کی زبان سے
آپ کی توصیف ہو سکے۔ پس اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ کے اسم گرامی پرورد و بھیجے۔ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم
آپ کے بعد آپ کے بزرگ اصحاب خلفاء ہوئے۔ ان کے بعد ائمہ ہدایت کے جنہوں نے آپ کی اتباع کی اور بہت لوگوں
کو نیکی کی تعلیم دی۔ انہیں میں بہت سے انبیاء ہوئے اور انکی ایک اسماء و معرفت سے آگاہ ہو کر اولیا ہوئے۔ اولیائے اسرار

افضل حضرت قطب الصمدانی شفیع الربانی محمد بن الدین السید عبدالقادر جیلانی ہوئے۔ آپ نے براہِ طریقت کی راہِ غامی کا سلسلہ
 قائم کیا۔ آپ ہی کی بدولت طالبوں کو دولت جاودانی اور نعمت لایزال حاصل ہوئی۔

اب میں اپنے دلی جوشِ مسرت و قنادارانہ سے اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ میرے اس ناچیز ترجمہ کو جو زبان کے اعتبار سے
 نہایت سادہ اور صاف ہے مگر اپنے اصلی واقعات کے اعتبار سے نہایت قیمتی اور قابلِ قدر ہے) طبع سے آراستہ ہو کر شائع
 پائے گا۔ فرما رہے بادشاہِ عالم پناہ علیہ حضرت خداوندِ نعمت رستم دورانِ ارسطو کے زمانہ منظر الدولہ
 منظر الممالک نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ نواب سرسبز محبوب علی خان بہادر فتح جنگ
 جی۔ سی۔ ایس۔ آئی والی دکن خلد اللہ ملکہ و مظلہ العالی کے عہد ہمارے دین و دہل ہو رہے۔ آج کل جیسی آپ کی
 سلطنت سرسبز ہوئی ہے۔ زمانہ سلف میں دکن میں کوئی بادشاہ ایسا نہیں گذرا جس کی سلطنت کو یہ بات نصیب ہوئی ہو یہ صرف
 آپ کی خاص توجہ کا باعث ہے کہ ملک دکن دن و رات جو گنگی ترقی کر رہا ہے۔ آپ ہی کے مبارک عہد میں نئی نئی زمینیں
 بنیں۔ ریلوے اور ٹیلیگراف کی توسیع کل میں آئی بہت سی برائی یادگاروں کی مرست ہوئی۔ اولیاءِ کرام کا احترام نظر رکھا
 اون کے اعزاز میں اوج و تکلف قائم رکھتے معتمدین کی نظروں میں اون کی وقعت بڑھائے اور احکام کی بزرگی نبھائے
 کیلئے عطا مقرر ہوئے۔ کروڑوں روپے قحط زدوں کی پرورش میں خرچ کیے گئے۔ تعلیم کے لیے باجیاد رہے اور مکتبہ
 کھلے۔ ہزاروں کوس خیر و افتاد زمین سرسبز و آباد ہوئی۔ ملک کی آبادی بڑھی۔ ہزاروں کی روزی مقرر ہوئی
 تمام ہند میں آپ ہی ایک عظیم الشان بادشاہ ہیں آپ کی عام فیاضیاں لاکھوں نفوسِ خلائق پر شامل ہیں کل مسلمانان
 روئے زمین کیلئے آپ ہی کا ملک بجا و ماویں ہے۔ اس وقت مختلف ممالک کے لوگ یہاں موجود ہیں اور مختلف اقوام
 کے کروڑوں نفوس آپ کے جہد و دولت میں پرورش پا رہے ہیں۔ آپ اپنی کل رعیت پر نہایت رحم فرما۔ غریب پرور
 اور معدلت گستر ہیں۔ سب طرح آپ ہی کے لطف سے ہر چیز تروتازہ ہے اور آپ ہی کی ذات والاضفات و بلند درجہ
 سے باغ دکن ہر طرف پھولا پھلا نظر آ رہا ہے۔ اعلیٰ سے لیکے ادنیٰ تک آپ سے شاد اور جان و دل سے فدا ہیں۔
 یہ ملک کی کمال خوش نصیبی ہے کہ اس کو نہرِ اکسلسی جہا را جہ شبن پر شاد و بہادر جیسے مدارِ المہاجر نے
 آپ اعلیٰ درجہ کے صاحبِ تدبیر والا منشی معدنِ فرنگ و دانش ہیں۔ جب سے آپ کو وزارت ملی ہے۔ کوئی ٹھکے اور کوئی
 صیغہ ایسا نہیں جس کی اصلاح اور ترقی پر پورے زور سے آپ نے توجہ نہ کی ہو۔ آپ کے ماتون رفقاء خلائق کے
 سے کام عمل ہیں آ رہے ہیں آپ کی حکمرانی سے ہر شخص کا دل شگفتہ و خندان ہے اور روزِ افروز ترقی و بہبود
 آثار ہر طرف نظر آ رہے ہیں۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اے اللہ تو ہمارے خداوندِ نعمت ذوی الاحترام علیہ حضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ اور آپ کے
 صاحبِ زادہ والا مقام اور غامی بناب جہا را جہ مدارِ المہاجر کی عمر میں برکت عطا فرما۔ آپ کے مقاصد ملی کو پورا کر اور آپ کو
 ہمیشہ صحت و تندرستی سے سلامت و اکرامت رکھہ آمین ثم آمین ۵ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد۔

قطعہ

ہمارے سر پہ سلامت رہو شہ آصف
اوسیکے فیض کا شہر ہوئے جس طرف دیکھو
یہی دلیل ہے کافی خدا رسول کے بعد
پناہ سایہ میں اُس کے مدام لیتے ہیں
اوسی کا نام جہان میں تمام لیتے ہیں
کہ اکرم آپ جو آصف کا نام لیتے ہیں۔

سبب ترجمہ و تالیف

کتاب سعدن الجواہر جس کا یہ ترجمہ اس وقت آپ کے مبارک ہاتھوں میں ہے فی الواقع اسم باسی اور بہت
عہد کتاب ہے۔ یہ مفید مضامین سے ملبوس ہے۔ اس میں حضرت شیخ محمد صاحب قادری الملتانی اور آپ کے فرزند کی
زندگی کے دل چسپ حالات روشن کرامات اور موثر ملفوظات مندرج ہیں۔ علاوہ ان کے علم و فضیلت اخلاق
و طریقت معرفت و ولایت اور بہایت و نصیحت کی بہت سی عمدہ باتیں لکھی ہیں۔ اس کتاب کو حضرت موصوف کے
پوتے حضرت شیخ عبدالقادر صاحب نے سلاطین و ملوک فارسی میں لکھا تھا یوں تو زمانہ کبھی لایق آدمیوں سے بھی خا
شہین رہتا اور زبان اردو کا رواج ملک و کن میں ایک مدت دراز سے چلا آتا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ اسرار و افکار
و کرم و محترم بزرگ کے متبرک و مفید اقوال و افعال اور آپ کی قابل دید سوانح عمری کو اردو میں ترجمہ کر کے ان
قوم کو آگاہ کرنے کا خیال کسی کو نہ گذرا۔ الحمد للہ میں اس کو اب اپنی کمال خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ میرے آقا ولی نعمت
حضرت جناب عباس علی صاحب قبلہ خانسانا انیشی علی حضرت حضور پر نور خلد اللہ ملکنے نے اُس کو ملاحظہ فرما کر اس کے
ترجمہ کا کام میرے سپرد فرمایا۔ خدا آپ کو سلامت رکھے۔ آپ کو اپنے حفظ و امان میں خوش و خرم رکھے۔ خدا آپ کے
تمام دینی و دنیوی بر لاوسے اور آپ کا سایہ و ملطفت ہمیشہ میرے سر پر قائم رکھے۔ یہ صرف آپ کی خاص سرپرستی
اور ارشاد کا باعث تھا کہ آج مجھے ایسی عمدہ کتاب کے ترجمہ کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔

حضرت شیخ محمد صاحب قادری الملتانی کا دربار مبارک شہر بیدریں سے۔ گذشتہ سال جب میں بیدریں گیا تو فاتحہ پڑھنے
اور آپ کی زیارت سے مستفیض ہو چکے تھے۔ درگاہ شریف کو بھی گیا تھا۔ آپ کی درگاہ قلعہ کے باہر آبادی میں واقع
ہے اور وہ نہایت پر رونق مقام ہے۔ درگاہ شریف کے گرد قبریں پہلی ہوئی ہیں۔ اور بعض قبروں پر خوبانہ
پر سونے والوں کے نام بھی کھدے ہوئے ہیں۔ آپ کی درگاہ شریف میں ایک غنیمت و رونق پرستی ہے اور
زائیں میں کے دلون ہر ایک عجیب کیفیت ظاہری ہوتی ہے۔

میرے خیال میں دکن کے خاص باشندوں میں ایسا کوئی نہ ہوگا جو آپ کو نہ جانتا ہو۔ آپ کی شہرت دور دور
میں پہلی ہوئی ہے۔ آپ کی عظمت و کرامت کے بابا جاجنڈے گڑے ہیں۔ طائر خیال آپ کے مراتب فضیلت کی
بلندی کو ہر گیر و از نہیں کر سکتا حضرت سید محمد صاحب گیسو دراز بندہ نواز کے بعد ایک آپ ہی ایسے بزرگ گذشت
ہیں جنہوں نے اپنے فیض سے دکن کو سرباب کر دیا۔ طریقت کے باریک سائیل کو لوگوں پر ظاہر کیا۔ کل اسرار معرفت
کو منکشف فرمایا اور قطیعت و کرامت کے پیرائے کو تمام دکن میں روشن کر دیا۔ سبحان اللہ آپ کی ذات کیسی ہمدرد
بزرگ ہے۔ آپ کی عظمت و فضیلت اب تک ہر قرار چلی آتی ہے۔ اہل دنیا اور اہل طریقت آپ کے کرامات باہر سے ہمیشہ

فیضیاب ہوتے رہتے ہیں۔ ہر شخص کو آپ سے حسن عقیدت ہے اور اسی طرح آپ کا نام زندہ و برقرار چلا آتا ہے
زمانہ کی زبردست سے زبردست قوت بھی آپ کے نام کو مٹا نہیں سکتی۔ حد بایں تک کیا بلکہ قیامت
تک آپ کا نام صفحہ روزگار پر قائم و برقرار رہے گا۔

شعر۔ اگر گیتی سراسر باد گیسر د۔ چسراغ اولیا ہرگز نہ میرد
اس وقت اگرچہ کئی ایک آپ کے تذکرے لوگوں میں شہور ہیں مگر آپ جیسے قطب زمانہ و مشائخ گانہ
کے جہان تک مفصل حالات معلوم ہوں وہ اسی قدر ان کے لئے زیادہ مفید ہیں۔ آپ کے اور آپ کے
صاحب زادوں کے حالات ایسے موفہ ہیں کہ جن کے ملاحظہ سے ناظرین کے آگے نیکی بھلائی۔ عبادت الہی
اور بقا و فنا کا نقشہ کھینچ جائیگا اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ ہماری ہستی تو ہر حالت میں نقش قدیم کی طرح مٹ جائے
والہی ہے مگر نیکی اور عبادت الہی بھی ایسی چیزیں ہیں جو انسان کا نام دنیا میں زندہ و برقرار رکھتی ہیں۔
اب میں قدر وہ ان ناظرین کی خدمت میں تمس ہوں کہ ان اولیاء اللہ و بزرگ لوگوں کے حالات کو بہتر
و مقدس سمجھ کر جس قدر اس کتاب کو آپ عزیز رکھیں کم ہے۔ آپ کی قدر دانی سے مجھے کامل امید ہے کہ اس کو
بہت جلد قبولیت کا درجہ حاصل ہوگا اور باتوں ہاتھ فروخت ہو جائیگی۔ مجھے یہ بھی امید ہے کہ قطب راحۃ
غواص بحر معرفت حضرت شیخ محمد صاحب ملتانی کے حالات سے آپ اپنے اعتقاد کی بنیاد کو مستحکم فرمائیں گے۔
تاریخی معلومات کی ترقی کا اسکو بھی ایک ذریعہ سمجھیں گے اور ان نیک بزرگوں کے حالات سے آپ اپنا حق
کا سبق حاصل کر لیں گے اور بان آخرین میری رہ بھی عرض ہے کہ میری جو حالت ہے میں ہی جانتا ہوں
بہلا وہ کون سا عیب ہے جو مجھ میں نہیں۔ پس جو صاحب اس کتاب کو ملاحظہ فرمائیں خاک بار کے حق میں
دعاے خیر کریں کہ خدائے تعالیٰ مجھے بھی ان بزرگوں کی اتباع کی توفیق دے کہ ان کے اقوال پر عمل نہ
کر کے کہیں میں خود محروم نہ رہ جاؤں فقط

آپ کا خادم کستریں

محمد کریم الدین

برادر زادہ عباس علی صاحب خان سامان پٹنہ علی حضرت

دی الثانی ۱۳۲۲ھ ہجری

سی میان حیدر آباد دکن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وِیَیَا حَیُّ مَوْلٰی

خاص اوس خالق کی بے انتہا حمد میں زبان تعریف کرنے والوں کی عاجز
اور بے شمار تعریف میں سمجھنا کرنے والوں کی قاصر ہے جس نے عالم والوں کی
ہدایت کے لئے ساتھ ہیجرات ظاہرہ کے انبیاء علیہ السلام اور سب سے
زیادہ کامل حضرت پیغمبر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ و بارک و مسلم جمیعین
کو مبعوث فرمایا۔ اور ان کے قائم مقام طالبون کو ہدایت کرنے اور راہ راست
دیکھانے کے لئے اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمیعین اور سب سے زیادہ
افضل ہدایت کرنے والے امام علی مرتضیٰ اور انجمن حضرت صمدیت کے
قبول کئے گئے قطب الاقطاب رئیس الاولیاء و الاجاب امام المتصرفین
سلطان المعشوقین قطب الصمدان شیخ الزبانی سید السادات صاحب الکرامات

ابا محمد محی الدین سید عبد القادر الحسینی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عنہا (راضی رہے اللہ تعالیٰ اُنسے اور راضی کرے اوں کو ہم سے) کو ساتھ روشن کراستون کے نواز آ آ پکڑ تمام دیون میں سرفراز فرمایا اور آپ کی اتباع کو کل اقیار جمہم اللہ اجمعین پر مقدم کیا۔

درود بے شمار حضرت سلطان الانبیاء برہان الاصفیاء حاجہ کائنات خلاصہ موجودات امام الاولین والآخرین شیخ الخلائق اجمعین سرور عالمیائے تمامہ ووزمان جان جانیان حبیب آلہ ابوالقاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والد الابرار واصحابہ الکبار کے روح پر فتوح کو ہونے

اب اس کے بعد بندہ گنہ گار خاکسار پروردگار کی رحمت کا اسید وادب من اللہ الناصر عبد القادر بیٹا عالمون اور مشایخون کے پیشوا بعدۃ الاکابر والفضل المحض لبوا طیف اللہ الصمد شیخ المشایخ شیخ احمد کا اور وہ غرزد

حضرت قطب زمان یگانہ دوران شیخ الاسلام والمسلمین مرشد ابراہیم بن ہدگی مخدوم شیخ بدر الدین بن حضرت قطب الانام غوث الکرام شیخ النظام الدین الخاص والعام مخزن اسرار الہی معدن انوارنا متناہی شمس الملتہ والدین

بندگی مخدوم شیخ مجد الشریف القادری الملتانی الغوری الغزنوی غفر اللہ عنہ ووالد یہ کے بین عرض کرتا ہوں کہ زمانے کے عالم وقت کے فاضل

اللہ کے مقبول شیخ شمس الدین بن حضرت ولی - شوق والے صاحب مشایخون کے شیخ - بندگی مخدوم شیخ اسحق بن حضرت قطب الباری ابوالفتح شمس الدین بندگی مخدوم شیخ مجد الشریف القادری قدس سرہم نے

اپنے جد حضرت توحید کے پیروں کا گنجینہ۔ ترک دنیا کے نکات کا خزانہ
 ملک ولایت کے الی ام ولایت کی رہبری کرنے والے اللہ کے جلوہ گریوں سے
 جلوہ گریوں والے ابو الفتح شمس الدین الشیخ محمد الشریف القادری رحمۃ اللہ
 علیہ دام برکاتہ علینا (انہی برکت ہو ہمیں) کے چند کرامتوں کی حکایتیں ایک ہی
 مقامات سے عربی عبارت میں جمع کی تھیں۔ لیکن وہ ابھی آپ کے دست
 مبارک سے اختتام کو نہ پہنچی تھیں کہ آپ کو حکم خدا۔ ارجی الی ربک راضیہ
 مرضیہ (رجوع کر اپنے رب کی طرف و حالیکہ تو راضی ہو اور پسند کی گئی ہو) کی
 تعمیل کرنی پڑی اور حق کی رحمت کے ہمسایہ میں پھونک گئے۔ بنسراں فقیر
 کے بندہ اور انکی دہلیز کے خاکروب نے عزیزوں کی کوشش اور دوستوں
 اصرار سے اور مطابق قول نبیؐ کے (حیث) سخن را بنوک قلم بردار
 اگر نہ گزیرد زیادت سخن چاہا کہ ان حکایات کے مفہوم کو اعلیٰ درجہ کی فارسی
 عبارت میں تحریر کرے اور جو کچھ رہ گیا ہے اسکو تمام کو پھونکا ہے۔
 پس وہ چند کلمات حضرت قطب زمانؒ کے دوران شیخ الاسلام و المسلمین
 سہاج الدارین سراج السالکین منظور حضرت رب العالمین میرے پیروم شد
 حضرت جدی بندگی شیخ بدر الدین قدس سرہ کے عادات و معجزات اور حسن
 بین لینے والی تعریفوں اور حضرت قطب الانام شیخ الاسلام بندگی و معجزات
 محمد الشریف القادری الملتانی قدس سرہ کے دوسرے فرزندوں کی فضیلتوں
 کی بلند پایہ و معتبر باتیں اور روشن عادات کو جو اس فقیر کو پھونکے اور سچی روایت
 کرنے والوں اور معتبر نقل کرنے والوں نے جنکی تصدیق کی اور جنہیں کوئی شک

و شبہ نہ رہا حکایتوں کے طور پر مختصر عبارت میں بخشش کرنے والے اللہ کی مدد سے
اس کتاب میں میں نے جمع کیا ہے

اور ان حضرات کی ماہیت و کیفیت کی ان کے آباؤ اجداد سے اس زمانہ
تمام تفصیل سے شرح لکھی۔ اور مکتہ نوادر عیان کر دیا ہے

میں نے اسکا نام سعد بن الجواہر رکھا تاکہ اس سستان کے مقتدون اور
اس گھرانے کے مریدوں کو یہ جواہر بے بہا کے شرف مطالعہ سے نفع

پہنچے انتہا حاصل ہو اور اس سے وہ اپنے اعتقاد کی بنیاد کو مضبوط کریں
اور اس مقام کے حاصل کرنے کی طمع میں مردانہ وار اس راہ طریقت میں

قدم ماریں۔ اور اس حضرت کے پیرو ہو کر منزل مقصود کو بچھو پھین اور اپنی
مراد سے بہرہ ور ہوں جیسا کہ کہا گیا ہے بیت

گر نشاید بدوست رہ برون * شرط یار سیت و طلب مرد
اس فقیر کو دعا کے مغفرت سے یاد کریں اور مصالح العباد الیہ المرجع والمآب

جلالہ و عظمیٰ (بہیدون کا حال درست کرنے والا) اسکی طرف ہے باز گشت
اور بزرگ ہے اسکی بزرگی اور عام ہے اسکا احسان) کی درگاہ

میرمی یہ استدعا ہے کہ وہ اس کتاب کو ختم تمام پھونچائے۔ خطا و سهو اور
نسیان سے نگہ رکھے اور اپنی اور خاصان خدا کی مقبول کر کے اسکو زمانہ

کی پسندیدہ بنائے
آمین یا رب العالمین برحمتک یا ارحم الراحمین *

پہلی حکایت

سچے حضرات اور معتبر اصحاب سے نقل ہے نیز جو انہوں نے زبان گوہر نشان سے فرمایا تھا اور جس کو ہم نے گوش دل سے سنا اور یاد رکھا یہ ہے کہ صاحب تحقیق اور دانشمند و باریک بین - مشکوٰۃ کو حل کرنے والے صاحب حالات و کشف و کرامات اور بہشت پانے والے حضرت مخدوم شیخ ابراہیم قرزید - صاحبون کے پیشوا - عالمون کے بہتر - اللہ تعالیٰ کے قبول کیے گئے حضرت شیخ فتح اللہ کے تھے - اور حضرت شیخ فتح اللہ بیٹے شیخ ابی بکر بن شیخ فخر الدین بن شیخ بدر الدین بن ابی فخر الدین بن ابی ہبیلار شاہ مینا بن شاہ غوری بن سلطان شہاب الدین غوری غزوی دہلوی رحمہ اللہ علیہم اجمعین کے تھے - اور منقول ہے کہ حضرت شیخ ابراہیم اپنے نسب میں اپنے کو (یعنی اسماعیلی) لکھا کرتے تھے - اوو مضروب مع یہ دو لون حضرات ایک دوسرے کے بہائی ہیں - اور شرار بن معد بن عدنان کے صاحبزادے ہیں اور حضرت عدنان کا سلسلہ سردار انبیا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک میں شامل ہے نیز

مذکور ہے کہ حضرت مخدوم شیخ ابراہیم رحمہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھ کو ایک لڑکا تھا او سکا نام شیخ احمد تھا - جب کہ وہ جوان ہوا اور سن بلوغ کو پہنچا تو اوس نے میرے رسوم کو چھوڑ دیا اور میرے علم و فضل سے کچھ بھی

خضہ لیا۔ پس مانند اس شخص کے کہ جسکو کوئی لڑکانہ ہو اور غریب ہو
 میں نے ہی اپنے کو ایسا ہی سمجھ لیا کہ مجھے فرزند ہی نہیں ہے اور میں
 مانند ابرے منہ اور درخت بے پھل کے ہوں۔ پس میں حضرت
 ذوالجلال قادر پر کمال کی طرف متوجہ ہوا کہ وہ مجھے ایک لڑکا اس سے بہتر
 عطا فرمایا ہے اور وہ فرزند نیک اور معتبر ہو۔ اس معاملہ میں میں نے
 حضرت سلطان الاولیاء رئیس الاقیاء امام العشاق والعرفاء قطب الارض
 السما و غوث الصمدانی شفیع الربانی سید السادات ابی محمد محی الدین السید
 عبد تقی الحسنی الحنفی الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عتقا (راضی رہے
 اللہ تعالیٰ اسے اور راضی کرے انکو ہمسے) کو وسیلہ گردانا۔ نصف
 شب گزرنے کے بعد نماز استقارہ ادا کرتا تھا اسی طرح چالیس راتیں میں
 یہ نماز پڑھتی ہی اور ہر رات نماز کے بعد عراق کی جانب کہ اسی جانب گنجینہ
 روضہ مبارک آنحضرت ہے گیارہ قدم جاتا تھا۔ ہر رات یہی سلوک
 جاری رکھتا تھا کہ کو بھونچا یا بیٹھے چالیس راتیں پوری کیں۔ آخر رات
 میں آنحضرت کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے ایک ٹکڑا کاغذ کا لپٹا ہوا مجھ
 عنایت فرمایا۔ جب میں اسکو کہولا تو اُس میں سے مجھ پر ایک موتی بیش بہا
 ملا۔ پھر حضرت نے مجھے فرمایا کہ میں تجھے خاص کر ایک لڑکے کی بشارت
 دیتا ہوں۔ وہ لڑکا صاحب اسرار ہوگا اور میرے جہ حضرت محمد رسول
 صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کے نام مقدس سے موسوم ہوگا۔ جب
 میں نیند سے جاگا تو یہ واقعہ کا قصہ اپنے عورتوں سے بیان کیا۔

ایک نے اُن میں سے کہا کہ میں حاملہ ہوں۔ تین مہینے پر چند روز زیادہ گزرے ہیں۔ یہ سنگرمین نے اوسکو کہا کہ اب تجھکو چاہئے کہ گرم شیارے پہن کر گئے اور مضر پانیوں سے بھی پرہیز رکھے۔ کیونکہ تیرے پیٹ میں بچہ ہے اور وہ ولی ہے۔ جبکہ شیخ احمد کی والدہ اس واقعہ سے آگاہ ہوئی تو حیرت اور حسرت سے بہت کشیدہ و پیچیدہ ہوئی اور عرصہ تک قحطی سے ہاتھ اوس حاملہ بیوی کے پیٹ پر مارا۔ مارے ہی اوستی وقت ہاتھ اوسکا انگلیوں کے سروں سے لیکر شانہ تک سوج گیا اور سخت درد کرنے لگا۔ جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے شیخ احمد کی والدہ کو ملاہمت کی اور کہا کہ تو نے ایسا کیوں کیا اور ایسی بے ادبی کی ترکیب کیوں ہوئی۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ اوسکے پیٹ میں کون ہے۔ کیا میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ اوس کے پیٹ میں ولی ہے؟ خبردار ایسے جہاں سے باز آ۔ اور اوسکی اطاعت میں سر تسلیم خم کر۔ اور اوسکی خدمت گزاری اپنے پر لازم سمجھ۔ اوسکو حضرت کبریائے حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاء عنہا (راضی رہے اللہ تعالیٰ اسے اور راضی کرے اوسکو ہم سے) کے وسیعے مجھے عطا فرمایا ہے۔ ایسے گناہ سے توبہ کر۔ اور ایسی دشمنی کو ول سے دور کر۔ اب اوس کے پیٹ کو دہو اور اوس دہوئے ہوئے بائی میں اپنے سوبے ہوئے ہاتھ کو بگوتا اوس سے خدائے تعالیٰ شفا بختے۔ یہ بہترین دوا ہے پس ایسا ہی کیا گیا اور وہی عمل برتا گیا

اس سے ہاتھ درست ہو گیا اور درد بھی بالکل دفع ہو گیا۔
 راویان مذکور فرماتے ہیں کہ شیخ المشایخ شیخ ابراہیم فرماتے تھے
 کہ شکریہ خدا کے پاک کا اور حمد و ثنا خاص اوس کے لئے ہے کہ اوس نے
 وہی ظاہر کیا جو مجھے خواب میں دکھایا تھا اور جسکی خبر قطب الاقطاب
 العظام رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عنا (راضی رہے اللہ تعالیٰ اسے
 اور راضی کرے اوندکو ہمسے) نے مجھے دی تھی۔ جب میری منگوچہ کو
 وضع حمل ہوا تو مجھے فرزند پیدا ہوا۔ اس سے چھو بے انتہا فرحت
 و شادمانی حاصل ہوئی۔ بزرگی کے آثار اوسکی پیشانی سے ظاہر تھے۔
 میں نے اوسکا نام محمد رکھا اور خدا کے تعالیٰ نے اوسکو اولیا میں
 گردانا۔ کنیت اوس کی ابو الفتح رکھی اور لقب شمس الدین رکھا۔
 اللہم اجعلہ فی روضۃ اقطاب العالمین (اے اللہ کر اوسکو گروہ میں
 جہان کے قطبون کے)۔

میری ولایت شہرہ بلتان میں ہوئی تھی اور میرے اس میں
 شیخ محمد کی ولادت اعظم البلدان دکن میں واقع ہوئی جو خاص اوسکا
 بہترین وطن ہے شہر محمد آباد معروف بہ بید رہے۔ جس میں بہت سے
 اوتاد و اہل دگرے ہیں بنو بیت

از شکم مادر کی شست و لی نلی * مرجع اجاب حق و وارث علم نبی

دوسری حکایت

صحیح روایت کرنے والوں اور معتبر کہنے والوں سے نقل ہے۔ جو
 ہنوز نے فرمایا تھا اور جبکہ ہم نے سنا اور یاد رکھا وہ یہ ہے کہ حضرت
 شیخ ابراہیم مذکور رحمت اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب شیخ محمد تولد ہوئے
 تو اویس وقت بابے کی آوازیں مثلاً تاشے نوبت نقارے سوائے
 اس بکے اور مختلف باجون کی آوازیں سنیں گئیں۔ مین نے دریافت
 کرایا کہ یہ بابے کہاں بجائے گئے۔ معلوم ہوا کہ پادشاہ کی ڈیوڑھی
 وغیرہ مین کہیں بھی بابے نہیں بجائے گئے۔ مین اسی صرت مین
 تھا اور فکر کرتا تھا کہ یا الہی یہ آوازیں کہاں سے آئی ہیں۔ یکایک
 ایک کہنے والے نے غیب سے ندا دی اور اس بات کو بیان کیا کہ اے
 ابراہیم تو کس فکر میں ہے خاص تیرے ہی لئے بشارت ہے کہ تیرے
 بیٹے شیخ محمد ولی حضرت صمد کے پیدا ہونے سے فرشتوں مین خوشی
 ہو مچ گئی۔ اور فرط انبساط نے انہیں بے خود کر دیا۔

فلک اور عالیشان محلات کے رہنے والوں مین حورون اور ملائکو
 نے انہیں سرور ترتیب و ما اور عرش مجید پر خوشی کے بابے بجائے
 نقارہ شادمانی کی آواز گونج اُٹھی۔ وہ آواز جو تونی سنیں تھی وہ یہی
 اس بات کے سننے ہی مین بہت خوش ہوا اور شکر حضرت پروردگار کا بجا
 لایا اور یقینی طور پر سمجھا کہ میرا فرزند ولی تعالیٰ کے پاس کچھ قدر اوقیت والا اور

تیسری حکایت

چنانچہ جب نہ تہ ہزار ہو جا

نیک بات کے روایت کرنے والوں اور انہماک کے نقل کرنے والوں سے نقل ہے۔ وہ حضرت شیخ ابراہیم بن مخدوم شیخ فتح اللہ قدس سرہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت مذکور فرماتے تھے کہ اوسوقت کا بادشاہ اور ملک دکن کا خلیفہ سلطان ہمایون بن سلطان احمد البہمنی نہایت ظالم و جابر تھا۔ خدا نے تعالیٰ کے بندوں پرستم کیا کرتا تھا۔ آدمیوں کو بے شبہ مروا ڈالتا۔ اور جب تک کوئی بندہ بے گناہ کو قتل نہ کرتا دن اور رات کھانا نہ کھاتا تھا۔ نہ اوسے روز جزا کا خیال تھا اور نہ وہ خداوند و ادخواہ سے ڈرتا تھا۔ چنانچہ شہر کی بہت سی مخلوق اوسکے ہاتھ سے ہلاک ہوئی اور باقی مانے اوسکی تکلیف دہی سے تنگ آکر ارادہ کیا کہ اپنے گھروں سے جواو کے وطن مالوف اور محل مانوس تھے جدا ہو کر اوس کے ملک سے باہر نکل جائیں نیز پس جبکہ میں نے اونکو مظلوم اور گریان دیکھا تو اوں پر شفقت کی اور خاص اپنے فرزند و لبند شیخ محمد کو کہ اوسوقت اوس کی عمر تین سال کی تھی اور حالت کودکی میں گہوارے میں گھس رہا تھا کھا کہ وہ خاص ہمایون ہی کو لئے دعائے بدر کرے اور اوس کے فوت ہونے کی کوئی بات زبان سے نکلے تا خلائق اوسکے شر سے امان پائے اور مکر سے اوس کے ایمن رہے۔ اوس وقت میر

فرزند کی زبان مبارک سے یہ جاری ہوا ہمایون مات ہمایون مات ہمایون مات ہمایون مات (ہمایون مرگیا - ہمایون مرگیا - ہمایون مرگیا -) تیسری مرتبہ جملہ ابھی تمام نہ کھاتا تھا کہ قول اوسکا صحیح ثابت ہوا اور قرین اجابت پہ ہونچا خداے تعالیٰ کی قدرت سے آواز گریہ وزاری کی اوس کے گھر سے سنی گئی اور آدمیوں نے خوشی سے کہنا شروع کیا کہ ہمایون فوت ہوا ہے آج زندگی کا سہراے عاقبت کو لے گیا اور اپنا کام مشیت ربانی کے سپرد کر دیا۔ اناؤ مذنب و اناؤ غفر (اگرچاہا اوس نے عذاب کیا اگر چاہا اوس نے معاف کیا) پس میں سمجھا کہ میرا لڑکا ولی اور صاحب باطن ہے اور جو کچھ شان میں اُسکی حضرت قطب الاقطاب رضی اللہ عنہ وارضاه عنہا نے مجھ کو خواب میں فرمایا تھا وہ تحقیق اور کمال صحیح ہے واللہ اعلم بالصواب ۛ

چوتھی حکایت

حضرت ولی ذوالاشوق بندگی مخدوم شیخ اسحق قدس سرہ سے نقل ہے۔۔۔ آپ فرماتے تھے کہ جو کچھ زبان دربار گوہر نثار سے حضرت قطب العارفین امام العاشقین سیر میر شد و الدا ابو الفتح شمس الدین بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادر فی الملتانی قدس سرہ نے فرمایا تھا اور حکو میں نے سنا اور یاد رکھا وہ یہ ہے کہ آپ فرماتے تھے

کہ جب میرے والد حضرت مخدوم شیخ ابراہیم قدس اللہ سرہ نے بہشت کو رحلت فرمائی اور اسبابا زندگانی کا سر اسے فانی سے طرف عالم جادوانی کے روانہ فرمایا تو مجھے یتیم و غریب چھوڑ کر اور میری غمخوارگی سے سو نہ ہوڑ کر مجھے اور میرے کام کو میرے پروردگار کے حوالے کر دیا۔ اسی وقت میں چھوٹا تھا اور کوئی بات نہیں جانتا تھا۔ اس شہر کے علماء اور مشائخ صاحب نظر سے کسی نے یہی میری غور و پرداخت اور ہدایت کی طرف توجہ اور سعی نہ کی اور ظاہر میری امانت بھی نہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت شیخ الاسلام مرشد الخاص والعام ولی اللہ الغنی الباری مخدوم شیخ المشایخ شیخ حسن جمیلی القادری قدس اللہ سرہ الغریزہ ساتھ ایک کثیر جماعت کے جہین پیادے اور سوار اور چھوٹے بڑے آدمی شامل تھے بنگالہ سے تشریف لائے اور حصار وائے شہر کے باہر صاحب وقار ملک شرف کی مسجد میں فروش ہوئے۔ آپ نے اپنے خاص مصاحبین کو فرمایا کہ شیخ محمد بن شیخ ابراہیم کے مکان کو جائیں اور اس جوان کو جو مجھے بھی بڑے مرتبہ والا ہے نہایت تعظیم و تکریم کے ساتھ یہاں لائیں۔ پس اس حضرت کے پیچھے ہوئے اصحاب میرے پاس آئے۔ اور انہوں نے حضرت بیغام مجھے بھونچا یا۔ میں اسی وقت ان کے ہمراہ روانہ ہوا۔ اور جب آپ کے فرودگاہ کے بلند منزل کے دروازے پر کھونچا تو خود حضرت شیخ قدس سرہ الغریزہ نے میرے استقبال کے لئے بہت عجلت فرمائی

مانند بہائیوں کے مصافحہ کر کے اپنی مسند پر لے گئے اور اپنے سامنے
 بیٹھ لیا۔ مجھ سے فرمایا کہ اس مقام میں میرے آنے کی آرزو و وجہ
 یہ ہے کہ میں نے ایک رات حضرت سلطان الاولیاء امام العشاق
 والبعرفا قطب الارض والسماء حضرت سید السادات سید محی الدین
 ابامحمد السید عبدالقادر الحسینی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ وارضاه عنہما کو خواب میں دیکھا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ شیخ محمد علی
 کی طرف جا اور بہت جلد جا کیونکہ اوسکا باپ ابراہیم اس جہان سے
 نقل کر کے طرف بہشت برین کے کوچ کیا ہے پس تو اوسکو مرید کر کے
 میرے دائرہ طریقت میں لے آ۔

یہ ارشاد حضرت کے زبان گوہر فشان سے شنکر میں نے عرض کیا
 کہ یا سیدی وہ محمد ولی کہاں ہے۔ مجھ کو اوس سے آگاہ فرمائے
 اور خبردار کیجئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ وہ صاحب نظر شہر بیدر
 میں جو دکن کے شہر و ن سے ایک بہترین شہر ہے اور اوسکا
 وطن ہے رہتا ہے۔

جب میں بیدار ہوا تو اس اسرار کی حقیقت معلوم کی۔ اور اسباب
 سفر کا ہیا کر کے اپنی جگہ سے روانہ ہوا۔ اور مسافت دراز طے کر کے
 اور سخت مشکلون کو قطع کر کے یہاں پہنچا۔ پس اس خوش خبری
 کے ساتھ انہوں نے مجھے مرید کیا اور دائرہ قادریہ میں بیٹھ لیا
 میں اوس حضرت کی ہدایت اور مفید صحبت سے مستفید و بہرہ

ہوا اور اوکا ویدار حاصل ہونے سے میرا انجام روشن ہوا اور
 اونکی توجہ مبارک پڑنے سے میرا حال زیادہ ہوا اور اسرار روحانی
 منکشف ہوئے۔ بہت سے آدمیوں اور بیشمار خلائق کو زمرہ قادری
 میں داخل کر کے اور بہت سے طالبوں کو ارشاد فرما کے حضرت
 تشریف لے گئے۔ لیکن مجھ کو دلِ خلافت کا نہ پہنایا اور نہ اجازت
 عام عطا کی۔ یہاں تک کہ اسی حال میں میں مزد کمال ہوا اور
 بوڑھے ہونے کے قریب پہنچا۔ میں نے ایک رات حضرت قطب
 الاقطاب امام الاولیاء والا جناب غوث الصمدانی شفیع الربانی سید
 السادات ابو محمد السید عبدالقادر الحسینی الحنفی الجعفری البجلانی رضی اللہ
 عنہ وارضاه عنا کو خواب میں دیکھا کہ آپ عربوں کی پوشاک پہنے ہوئے
 لابی ڈاڑھی اور سمیت ناک صورت میں جلوہ گرہیں۔ اور مجھ سے فرمایا
 ہیں کہ میں خاص تجھ کو اجازت عام کی اجازت دیتا ہوں اور نعمت
 قادریہ عطا کرتا ہوں تاکہ تو بندگانِ خدایتعالیٰ سے جو کوئی چاہے
 اسے میرے دائرہ طریقت میں لے آئے۔ اور آدمیوں کو قادری بنا
 اور طالبان طریقت کو بزرگون کے طریق پر راہ نمائی کرے جب میں نیند سے
 بیدار ہوا تو حضرت کو نہ دیکھا۔ بعدہ میں نے ارادہ کیا کہ بعد از تشریف کو
 جاؤں اور دلِ خلافت حاصل کروں اور جو شخص قادری ہو اور اجازت
 عام حضرت قادریہ سلسلہ پہ سلسلہ اس تک پہنچی ہو اس کے ہاتھ
 سے اجازت مطلقہ ہوں۔ میں اسی اندیشہ میں تھا اور اسکی طلب

حضرت سلطان الاولیاء قطب الارض والسماء سید السادات منیر البرکات
 محی الدین السید عبدالقادر رضی اللہ عنہ وارضاه عنا سے جا ہٹا تھا۔
 غرض اس فکر میں میں اپنے حجرہ میں بیٹھا تھا کہ ناگاہ پچھلی رات ایک شخص
 میری نظر پڑا۔ میں اوسکو دیکھا کہ پہچان نہ سکا۔ صورت اوسکی بدور
 نور سے منور اور ڈاڑھی خوبصورت تھی۔ اہل عرب کی پوشاک پہنے ہوئے
 نہایت سفید لباس میں حاضر ہوا اور میرے سامنے بیٹھا۔ میں نے
 اوس سے کہا کہ تو کون ہے اور یہاں کیوں آیا ہے۔ فرمایا کہ میں شیخ
 شیخ عبدالقادر ہوں۔ میں اس لئے آیا ہوں کہ تجھکو طریقت کی
 تعلیم کروں۔ اجازت مطلقہ دون اور اپنی نعمت سے مستفیض کروں
 پھر حضرت رضی اللہ عنہ وارضاه عنا نے ارشاد فرمایا کہ قدم پر میر
 کاری کا اوٹھا اور شرع کا راستہ اختیار کر۔ اور جو کوئی مجھکو چاہے
 اور طریقہ قادریہ میں شامل ہونے کی آرزو کرے اوسکو میرے دائرہ
 میں داخل کر۔ اور نعمت قادریہ تجھکو دیجائی ہے اور اجازت مطلقہ
 کی بھی تجھے اجازت ہے اور خرقہ خلافت ظاہری عنقریب میں ایک
 مشایخ قادریہ العظام تیرے پاس لائینگے وہ خاص تیرے لئے اون کے
 حوالے کیا گیا ہے اس بات کے سنتے ہی میں اوٹھا اور حضرت
 کے پاس مبارک کایہ سہ لیا۔ اور لوازم تعظیم و شریک ادب بکالایا۔
 پھر کایہ میری سید ہے جانب سے حضرت غائب ہو کر نظر سے
 گم ہو گئے۔ حضرت پیر و مرشد کی اسی اجازت پر میں نے شیخ اکبر اعظم

بمخدوم جی اور شیخ شہناگوری کو خلافت کی ہدایت کر کے خرقہ قادریہ پہنایا اور پھر طالبان طریقت کی تلقین میں مشغول ہوا۔ یہاں تک کہ حضرت مرشد العظام ہادی الخاص والعام منبع انوار الہی سعدا سرار نامتناہی شیخ الاسلام والمسلمین بندگانِ مخدوم شیخ بہاؤ الدین القادری الدہلوی الدولت آبادی الانصاری نے شادیاباد سے جو ماند کے نام سے مشہور ہے پوشاک خلافت اور فرمان اجازت پہنچوایا اور لکھا کہ میں نے خود اس خرقہ خلافت کو نہیں پہنچا ہے بلکہ حضرت غوث الثقلین قطب الکونین رئیس المجوبین سید المعشوقین سید السادات محی الدین ابی محمد السید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عنا کے حکم مبارک سے پہنچوایا ہے۔

راوی مذکور فرماتے تھے کہ اس کے بعد حضرت والدی بندگانِ مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہ نے جھکو میرے بہائی شیخ ابراہیم المعروف بمخدوم جی - شیخ اسماعیل - اور شیخ بدالدین کو فرمایا کہ میں تمہیں پوشاک خلافت عطا کرتا ہوں اور آدمیوں کو مرید کرنے کی عام اجازت بھی دیتا ہوں تا بندگان خدا کو تم ارشاد کرو اور راہ طریقت بتلاؤ اور انہیں زمرہ قادریہ میں داخل کرو۔ پھر نصیحت فرمائی کہ ترک دنیا کو اپنے پر لازم سمجھو ظاہر اور باطن میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو۔ اور ہر دم اسکی یاد سے غافل نہ رہو۔ توحید کے مراقبہ میں اور خدا شناسی کی جستجو میں رات دن مشغول رہو۔

ابن علی علیہ السلام نے فرمایا: (در از کربے اللہ تعالیٰ تپس
ظاہری اور باطنی لیت)۔

حضرت نے بجائے خرقہ خلافت کے مجھے اپنا خاص پیرا بہن کر
مرحمت فرمایا۔ میرے بڑے بہائی شیخ ابراہیم کو اپنا وہ جبہ جو حضرت
مخدوم شیخ بہاء الدین قدس سرہ سے پھونچا تھا۔ منجھلے بہائی شیخ
اسماعیل کو ایک دو عسراجبہ اور میرے چھوٹے بہائی شیخ بدرالدین کو
اپنا وہ عمامہ مبارک اور فرمان اجازت جو حضرت کو پھونچا تھا عنایت فرمایا
واللہ اعلم بالصواب

پانچویں حکایت

حضرت ولی العظم مرشد اکبریم مخدوم الحادیم بندگی مخدوم شیخ
ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی قدس سرہ سے نقل ہے آپ فرماتے
تھے کہ میں شہر بیدرین حضرت والد قطب الاکان بالاتفاق شیخ
العظام غوثہ الکرام مرشد الصمد ابو الفتح شمس الدین بندگی شیخ محمد
القادری قدس سرہ کے پاس۔ چھ مہینہ رہا کرتا تھا۔ اور
اپنی بیوی کے ہاں شہر گلبرگ شریف میں چھ مہینہ بسر کرتا تھا
پانچویں میں اس طرح زندگی کرتا اور عمر گزارتا تھا۔ اور جن ایام میں
حضرت والد بزرگوار کے پاس رہتا تو وہ بھرنا بطریق ہماجر کے

اور رہنا بطور مسافر کے ہو کر رہا تھا اور اسباب ضروری سے کوئی حیر سیر
 پاس نہ رہتی تھی اور جو اسباب تھا وہ میں اپنی بیوی کے پاس جوڑ
 آتا تھا۔ اور دونوں شہروں کے درمیان فاصلہ تین دن کا تھا
 اسی طریقہ پر کئی سال اور بے شمار دن گزر گئے۔ اتفاقاً ایک رات مجھے
 احتلام ہو گیا اور میں اس سے متفکر ہوا کیونکہ رات ختم ہونے کے
 قریب تھی اور طلوع آفتاب سے صبح ہونے کے آثار ظاہر ہو رہے
 تھے اور سردی شدت کی پڑ رہی تھی۔ اس وقت میں مجھے گرم پانی
 میسر نہ تھا اور ایسی حالت میں سرد پانی سے غسل بھی نہ کر سکتا تھا۔
 مجھے خوف ہو رہا تھا کہ میں نماز صبح فوت نہ ہو جائے اور طوق
 ناکامی کا گردن میں نہ پڑے۔ میں اسی اندیشہ میں حضرت والد قبلہ
 کے پاس گیا اور حضرت کو غسل کے ارادے سے تختہ پر بیٹھے ہوئے
 پایا حضرت کے پاس ایک ظرف گرم پانی سے بہا ہوا رکھا تھا۔
 جب حضرت کی نظر مبارک مجھ پر پڑی تو حضرت نے مجھ سے پوچھا کیا
 تجھے غسل کی حاجت ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ حضرت نے فرمایا کہ
 اسی پانی سے غسل کر کے اپنا کام پورا کر پس میں نے حسب الاستیاضہ
 غسل کر کے امر مبارک بجا لایا۔ حضرت والد کو دیکھا کہ آپ نے وضو کر کے
 نماز فجر پڑھی۔ اور غسل نہ کیا۔ اس کا مجھے خیال ہوا اور یہ سمجھا شاید
 خاطر مبارک سردی کی طرف مایل ہوئی۔ طبیعت بشری میں شگستگی واقع
 ہوئی ہوگی لیکن میں حضرت کے رعب و ہیبت سے اور بے ادبی کے لحاظ

سے کچھ بوجھ نہ سکا۔ میں اپنے بہائی شیخ اسحاق کے پاس گیا اور اسے صحیح قصد بیان کیا اور کہا کہ آپ حضرت کی طبیعت کے موافقت اور مزاج کی حالت دریافت فرمائیے میرے بہائی یہ سن کر حضرت والدہ قدس سرہ العزیز کی بندگی کو تشریف لے گئے اور عرض کیا کہ اے میرے پدر بزرگ صاحب اسرار آج آپ نے کیون غسل ترک فرمایا۔ اور وضو سے نماز فجر پڑھی۔ اسکا سبب مجھے فرمائے۔ کیا حضرت کے فیض کی نشانیاں رکھنے والے دل کو کوئی چیز مرض کی قسم سے عارض یا مزاج مبارک میں سرور غالب تو نہیں ہوئی؟ البعد ہا اللہ تعالیٰ عنک (دور کرے اللہ تعالیٰ اسکو آپ سے)۔

حضرت والدہ قدس سرہ نے فرمایا کہ میں بالکل تندرست ہوں کسی قسم کا ہرج مجھے نہیں بھونچا ہے اور وہ جو کچھ تو نے کہا اس سے بھی کوئی ضرر ظاہر نہیں ہوا ہے۔ اس بات سے آگاہ رہ کہ سونے کے بعد ہر رات اور دن نیند میں سر (حیاں) میرا عالی مقام میں سیر کرتا ہے اور حضرت والی کے عین گلشن صال میں میرا ظاہر ہے روح پرواز کرتا ہے۔ اگر اس قرب و مشغولی میں آنکھ کھل جاتی ہے اور دیدار حاصل ہوتا ہے تو تھکاؤ وضو سے پڑھ لیتا ہوں ورنہ غسل کر لیتا ہوں اور آج مجھے اپنے یقین میں کامل دیدار حاصل نہیں ہوا اس لئے عادت کے موافق غسل کرنا چاہا ایسے وقت میں میرا بیٹا شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی ضرورت سے مجبور ہو کر میرے

چلا آیا۔ میں نے وہ پانی جو اپنے لئے مہیا کیا تھا اوندھو دیر یا اوندھو
وضو پراکتفا کیا۔ کیونکہ مجھے بلحاظ احتیاط غسل کرنا تھا اور اسپر غسل فر
تھا۔ بیس سال سے میرا طریقہ ایسا ہی رہا ہے اور میں برابر اسکا
پابند چلا آ رہا ہوں۔ ولم یا خذ لی فی ہذا البال من غفلتہ لوم و ستم
(اور ہنیں لیتی ہے مجھکو اس حالت میں نیند او غفلت)۔ ہنیں
پس راوی مذکور فرماتے تھے کہ اصحاب کرام کے سوا کوئی اس مقام
پہنچ سکتا۔ ایسے خاص بزرگون کے لئے عالی درجات ہیں۔ انہیں
کہا نے کو نور اور پرہیز نے کو لباس ہستی ہے۔
واللہ اعلم بالصواب

چھٹی حکایت

شیخ العظیم بندگی شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی قدس سرہ
مقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ میں نے اپنی والدہ حضرت جاندلی پی
ساجہ قدس سرہ سے کہ وہ بھی عبادت اور ریاضت کے
کاموں میں نہایت ثابت قدم نہیں سنا وہ کہتی تھیں کہ اکابر
میرے شوہر ولی اللہ العظام غوث الکرام مقتدا کے زمانہ پیشوا
اہل دو جہان قطب الباری بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری
قدس سرہ اسراحت فرماتے تھے اور میں حضرت کی پہلوئے

مبارک میں پیشی پتی کہ یکایک میں نے آواز اللہ اللہ کی سنی اور ذکر اسم ذات (اللہ) کا معلوم کیا۔ نہایت تعجب ہوا کہ یہ آواز کہاں سے آرہی ہے۔ جب اچھی طرح جستجو کی تو یہ دیکھا کہ وہ آواز حضرت شوہر کے ہر موئے مبارک سے آرہی ہے اور حضرت کا ہر ایک عضو مبارک ذکر کر رہا ہے۔ یہ دیکھ دیکھ کر میرے دل میں خوف طاری ہوا۔ یہاں کہ جب حضرت بیدار ہوئے۔ تو میں نے جو آواز سنی تھی وہ حضرت سے عرض کی۔ کہ آپ کے ہر بال سے اللہ اللہ کی آواز نکل رہی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ تو نے کیوں کہا اور اسکو آشکارا کر دیا۔ تو اگر اس اصرار کا مہید آشکارا نہ کر کے پوشیدہ رکھتی تو تجھے ہر رات ایسا ہی معائنہ ہوتا اور یہی آواز سنائی دیتی۔ مگر اب یہ آواز میرے تجھے سنائی نہ دیگی۔

حضرت والدہ فرماتی تھیں کہ دوبارہ کہہ دو آواز حضرت سے سنی نہ گئی۔ اور نہ کچھ معلوم ہوا حضرت والدہ نے حضرت والد بنزرگوار کی زندگی میں کہہ مجھے یہ حال نہیں کہا۔ حضرت کے وقت کے بعد فرمایا تو جب مجھے معلوم ہوا۔

واللہ اعلم بالصواب

ساتویں حکایت

حضرت ولی کامل شیخ فاضل مرشد الافاق بندگی شیخ اسحاق قدس سرہ سے نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ میں نے ایک روز حضرت جد مخدوم شیخ ابراہیم قدس اللہ سرہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ اپنی قبر سے نکل کر میرے نزدیک تشریف لائے۔ اس زمانہ میں میسری منکوہہ حاملہ تھی۔ اوپر تین مہینے گزر چکے تھے۔ جب میں نیند سے جاگا تو سمجھا کہ یہ خوش خبری اوسى بات کے متعلق ہے کہ مجھ کو ایک فرزند عطا ہوگا۔ میں اوس وقت حضرت والدی قطب العظیم مرشد الکریم ولی الباری بندگی مخدوم شیخ محمد قادری قدس سرہ کے پاس گیا اور خواب کا قصہ جس طرح میں نے دیکھا تھا عرض کیا اور یہ بھی کہا کہ اسے پدر بزرگوار عمدۃ الاجراء میں چاہتا ہوں کہ اگر حق تعالیٰ مجھے فرزند بخشے تو میں اس کو میرے دادا کے نام نامی سے موسوم کروں گا یعنی اوسکا نام ابراہیم رکھوں گا۔ یہ سن کر حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے اپنے بڑے بیٹے کا نام ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی رکھا ہے تو اپنے بیٹے کا نام اوس کے ہم نام کیسے رکھ سکتا ہے۔ اور خاص تم کو خوشخبری دیجاتی ہے کہ جب تیری منکوہہ وضع حمل کرے اور فرزند فرشتہ بنے تو تم کو چاہئے کہ اوسکا نام محمد رکھے اور اوس کو میرے ہم نام کرو میں نے کہا یا سیدی آپ کی حیات مبارک لا ذال غلاک علیہ (زال نہون تیرے سارے ہمیر) کی موجودگی میں اوسکا نام تم کیسے رکھ سکتا ہوں آپ کے سامنے مجھے ایسی حیرت نہیں ہو سکتی

بہر حضرت نے بہارک الفاظ سے فرمایا کیا تو نہیں جانتا ہے اور مجھے بہار
سے آگاہی نہیں ہے کہ میرے تین نام ابو الفتح - شمس الدین اور
محمد - ہیں پس تجھ کو چاہئے کہ اوسکا نام محمد رکھے اور شمس الدین
پکارے۔

حضرت راوی مذکور فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان
ہے کہ اوس نے مجھے فرزند زینہ عطا فرمایا۔ جیسا میرے حضرت
والد نے مجھے فرمایا اور آگاہ کیا تھا ویسا ہی میں نے اوسکا نام
محمد رکھا اور شمس الدین کہہ کر پکارتا تھا۔

واللہ اعلم بالصواب
اکٹھوین حکایت

حضرت عالم فاضل مرشد کامل شیخ الاسلام و المسلمین مخدوم شیخ
بدر الدین قدس سرہ سے نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ ایک قاضی
اور ایک جماعت کثیر اور بہت سے اکابر علماء و مشایخ فضلاء وغیرہ
حضرت والدہ قطب الزمان یگانہ دوران عمدۃ الاتقیاء العارفین
قدوة الاولیاء الکاملین المتجلی بہ تجلیات الغافر (جلوہ گریز)
واسے اللہ کی جلوہ گریز سے) بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف
القادری قدس سرہ الغریز کے مجلس راگ میں حاضر تھے۔
اور خدمت بہارک میں بکمال فروتنی اور نہایت ادب سے

بیٹھ تھے۔ یکایک میں نے دیکھا کہ آفتاب محبت کا قلب میں
حضرت کے طلوع ہوا اور اسمین الشریاک کا وجود مبارک روشن
ہوا۔ مقام النیت میں شراب محبت کا دوز چلنے لگا۔ اور حضرت
پر حالت وجد اور ذوق و شوق کی طاری ہوتی ہی آپ کے قبض سے
جمال محبوب لائزال سے تمام حاضرین جماعت کے قلب پر نسیم صبا
چلنی شروع ہوئی اور اشتیاق و الفت کی خوشبو شیدایوں کے
دماغ کو معطر کرنے لگی۔ سب کے سب مست ہو گئے اور انیسویں
کی حالت ایسی طاری ہوئی کہ وہ اپنے سے بالکل بے خبر ہو گئے
اوسی حالت وجد اور ذوق و شوق میں میرے حضرت والدہ
سرہ کی زبان درفشان سے الفاظ جل جلالہ (بزرگ ہے اوسکی
بزرگی) جاری ہوئے۔ اور جس جانب توجہ کی تھی حضرت نے
اوسی جانب سجدہ کیا اور ساتھ ہی اس حضرت صاحب اسرار کی
مطابعت میں تمام حاضرین محفل نے بھی جس طرف وہ رخ کئے ہوئے
تھے اوسی جانب سجدہ کیا۔ جب سب لوگ وجد سے ہمہ تن
ہوئے اور اپنی حالت میں آئے تو اوہنوں نے اس وقت قسمیں کھائی
اور کہا کہ واللہ اس کام میں ہمارا کوئی قصد و ارادہ نہ تھا اور
یہ بھی نہیں چاہتے تھے کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور کس واسطے کر رہے ہیں
در اصل یہ کہ ہمارے سجدے کی خبر ہی نہ تھی۔
واللہ اعلم بالصواب۔

نویں حکایت

حضرت ولی الباری بندگی مخدوم شیخ بدر الدین الشریف القادری قدس سرہ سے نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ ابراہیم گوگنبدی سے جو سنا تھا وہ یہ ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ایک روز حضرت قطب الامام غوث الکرام عالم اسرار الہی ناظر انوارنا متناہی شیخ المشایخ بندگی مخدوم شیخ فخر الشریف القادری قدس اللہ سرہ الغزیر نے مجھ بلا کے اور ایک مکان کی طرف دست مبارک سے اشارہ کر کے زبان گوہر بار سے فرمایا کہ اے ابراہیم اوس مکان کے صاحب خانہ کی طرف جا اور کہہ کہ وہ اور اوس کے آدمی گھر سے باہر نکل آئیں کیونکہ اوس کی چہت ابھی گرنے کو ہے اور اس کام سے اللہ تعالیٰ جل شانہ الغزیر نے مجھے اطلاع دی ہے۔ پس میں گیا اور گھر والوں کو اوس حال کی خبر دی وہ سب سیرا تہمتہ تسخر سے پیش آئے۔ ہر آدمی مجھے منہ سے من اڑانے لگا۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس بات کو صحیح نہیں سمجھتے اس لئے کیچٹ اس مکان کی مضبوط و مستحکم ہے اور یہ زمانہ بارش کا بھی نہیں ہے۔ اور لا خوف علیہما (ہمیں خوف نہیں) کھکریا ہر آنے سے انکار کیا اور نہ آئے۔ میں نے اُن سے پھر کہا کہ اے میرے دوستو یہ میں اپنے سے آپ شہیدین نہیں کہہ رہا ہوں۔ اور تمہارے ساتھ یہاں دل لگی کرنے نہیں آیا ہوں بلکہ حضرت قطب جہان ولی زمانہ

شیخی مرشدی شیخ محمد قادری قدس سرہ نے یہ بات فرمائی ہے اور آج
 از روئے شفقت مجھے تمہارے پاس پہنچایا ہے۔ اگر اب تم نے اس
 نہ کیا تو رنج و نقصان سے متنبہ کرنے والی خبر لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ
 (مذلولو اپنے ہاتھ سے خود کو ہلاکت میں) کی آفت میں گرفتار نہ ہو
 ہو جاؤ گے۔ اور اپنے آپ کو ملک الموت کے حوالہ کر دو گے جب
 انہوں نے حضرت شیخ قدس سرہ کا نام مبارک سنا تو فوراً اند
 سے باہر آ گئے اور ابھی انتہائے صحن میں قدم نہ رکھا تھا کہ چہیت
 اوس مکان کی ڈہم گئی اور قول مبارک تصدیق کو پہنچا۔ جب
 آدمیوں نے یہ حالت دیکھی تو سخت متحیر ہوئے اور قادر ذوالجلال
 کی جناب میں شکرانہ بجالایا اور کہا کہ یا رب تو حضرت کو اپنی پناہ میں رکھ
 عیسا کہ حضرت نے اس خطرہ سے ہم کو محفوظ اور اس خوف سے خبردار کیا

واللہ اعلم بالصواب

دسویں حکایت

قدوة الصلی علیہ السلام شیخ ایوب تلواری سے نقل ہے۔ وہ کہتے
 تھے کہ میں نے ایک رات حضرت قطب الاقطاب سلطان الاولیا
 والاجباب امام العشاق والعرفادۃ البیضا (روشن سوتی) قطب الوجود
 سیف اللہ الموجود غوث الصمدانی شفیع الربانی سید السادات ابی محمد
 محی الدین السید عبدالقادر الحسینی الحنفی الجعفری الجیلانی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ وارضاهُ عناکو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ اسے
ایوب توشیح محمد قادری کے شہر کی طرف روانہ ہو اور اُس کے پاس پہنچ کر
اُن کے ہاتھ سے دلق خلافت لے۔ جب بین میند سے جاگا تو مجھے یہ
فکر لاحق ہوا کہ میں جیستی ہوں اور شیخ محمد قادری ہیں۔ اس صدمہ
میں میں اوس حضرت سے خرقہ خلافت کیسے لے سکتا ہوں۔
میں اسی فکر میں تھا کہ دوسری رات سید السادات مخدوم المناویم
مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ جو میرے شیخ کے شیخ
تھے میرے خواب میں تشریف لائے۔ اور فرمایا کہ اے ایوب شہر
محمد آباد کی طرف جا۔ وہاں میرے بہائی شیخ محمد قادری کے پاس
پہنچ کر اُسے خرقہ خلافت حاصل کر اور وہاں میرے بیٹے ابی الحسن سے
بھی تبرک خرقہ خلافت لے۔ جو وقت میں بیدار ہوا تو پھر وہی فکر میرے
دائیں گیسو میں اور وہی خیال ملحوظ رہا۔ آخر میں نے اس سے بے پروائی
کی اور غفلت کر گیا۔ پھر میں نے تیسری رات بھی خواب میں دیکھا کہ
ایک وسیع صحرا میں خیمہ ہائے نورانی ایستادہ کئے گئے ہیں اور ایک
نمذہ نورانی تخت رکھا ہوا ہے اوس پر حضرت سلطان الاولیاء امام العفا
والعرفاء قطب الارض والسماء رئیس المجتہدین سید المعشوقین قطب الصمدانی
سید السادات ابا محمد محی الدین السید عبد القادر الحسینی الحسینی الحنفی
الجمیلانی رضی اللہ عنہ وارضاهُ عنانے ساتھ بیعت تمام اور کمال عظمت
شان سے جلو میں تریا کمر زبان دربار گو ہر شمار سے ارشاد فرمایا۔ الاولیاء

تحت لوائی (ولی لوگ میرے جھنڈے کے نیچے آئیں)۔ منجھو اس فرمان کے
 اولیاء اللہ کی فوجین حضرت کے پاس حاضر ہوئیں اور جس ادب سے بادشاہ
 کے آگے بیچ اور اپنے مالک کے آگے غلام کھڑے ہوتے ہیں اُسی
 طرح تمام اولیاء اللہ صفین باندھ کر تخت مبارک کے گرد برگرد دست بستہ
 نہایت سودب کھڑے ہوئے۔ اور ان ہی اولیاء اللہ میں میں نے
 سید السادات مخدوم سید محمد گیسو دراز کو اسی ادب و انکسار
 سے کھڑے ہوئے دیکھا۔ جب آپ کی نظر مبارک مجھ پر پڑی تو
 فرمایا اے ایوب میرے بہائی شیخ محمد قادری کے دست مبارک سے
 خرقہ خلافت بہن اور کسی کا محتاج مت رہ۔ جب میں صبح خواب سے
 بیدار ہوا تو خواب کے واقع سے مطلع ہو کر شہر بیدار کی طرف روانہ
 ہوا۔ یہاں تک کہ میں حضرت قطب الانام شیخ العظام شیخ محمد قادری
 قدس سرہ کی خانقاہ کے دروازہ پر پہنچا اور حضرت کے خادم کو کہا
 کہ جا کر اپنے مخدوم سے کہو کہ ایک مسافر آپ کے دیدار مبارک کا
 آرزو مند ہو کر آیا ہے قدم بوسی سے مشرف ہونا چاہتا ہے۔ اور
 در دولت پر حاضر ہو کر اجازت کا خواست گار ہے۔ خادم مذکور حضور
 فائض النور میں عرض حال کر کے واپس آیا اور مجھ کو حضرت کے پاس
 لے گیا۔ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر نو ارم تعظیم و تسلیم
 بجا لا کر حضرت کے سامنے نہایت ادب سے دو زانو بیٹھا۔ اس کے
 قبل کہ میں کوئی بات عرض کروں یا اپنے واقعات کی اطلاع دوں خود

حضرت نے زبان گوہر نشان سے فرمایا کیا تجھے پہلی رات خواب میں حضرت سلطان الاولیاء قطب الارمن والسماء سید السادات محی الدین ابو محمد السید عبدالقادر الحسینی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ عنہ وارضاً عنائے زفر آیا تھا کہ شیخ محمد قادری کے شہر کو جا اور اس کے ہاتھ سے خرقہ خلافت لے کر خواب سے بیدار ہونے کے بعد تو نے فکر کی اور بس و پیش کرتے ہوئے خیال کیا کہ شیخ محمد قادری ہیں او دین چستی ہوں۔ اُن کے ہاتھ سے خرقہ خلافت کیسے ہوں۔ میں نے کہا صدقت یا ولی اللہ (سچ کہا تو نے اے خدا کے ولی) پھر آپ نے فرمایا کیا تجھے سید السادات مخدوم سید محمد گیسو دراز حسینی انجستی نے نہیں کہا تھا کہ شہر بیدر کی طرف روانہ ہوا اور وہاں میرے بہائی شیخ محمد قادری کے ہاتھ سے خرقہ خلافت لے اور میرے بیٹے ابوالحسن سے بھی تبرکاً خرقہ دیگر حاصل کر۔ تب بھی تو نے وہی تامل کیا اور اس سے لایروائی کی۔ میں نے کہا صدقت یا ولی اللہ (سچ کہا تو نے اے خدا کے ولی) اور پھر تیسری شب خواب میں مخدوم المناہدیم سید محمد گیسو دراز نے مجھے نہیں کہا کہ اب یوب خرقہ خلافت کا میرے یہاں شیخ محمد قادری کے ہاتھ سے پہن۔ میں نے کہا سچ ہے یا ولی اللہ۔

اس کے بعد حضرت نے یہ کہا کہ تو نے دیکھا اور جانا بھی مرتبہ حضرت قطب الاقطاب رئیس الاولیاء والاحباب سید السادات

صاحب البرکات محمد الدین الی محمد السید عبدالقادر الحسینی الحسینی الجعفری الجیلانی
رضی اللہ عنہ وارضاہ عنہا کا کہ کس ادب کے سامنے اولیاء اللہ تعالیٰ
حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ عنہ وعن جمیعہم کے گرد کھڑے تھے۔
میں نے کہا صدقت یا ولی اللہ۔

راوی مذکور کہتے تھے کہ میرے رب کے عزت کی قسم ہے جو کچھ میں نے
دیکھا تھا اس سے حضرت نے بفضل طور پر مجھے خبر دی اور جس بات سے
آگاہ کیا میں نے اس میں سر مو تفاوت نہ پایا پس میں نے یقین جانا کہ
حضرت شیخ قدس سرہ ہر دم مجھ سے مطلع تھے۔ اور ہمراہی تمام رکھتے
تھے۔

پس حضرت نے خاص اپنے دست مبارک سے مجھے خرقة خلافت
قادرہ پہنایا اور اولیائے سلف کے طریق پر ارشاد فرمایا اور مجھ کو
از کار قادریہ و مراقبات توحیدیہ و توجہات تشخیصیہ وغیرہ سکھائے اور
دینی امور کی تعلیم دی۔

واللہ اعلم بالصواب *

گیارہویں حکایت

شیخ الکبیر شیخ فرید گجراتی سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ جبوقت
میں نے خلافت کی افواہ اور دنیا بہر کے لوگوں کی زبانی سنا کہ شیخ محمد
بیٹے قاضی القضاات قاضی ابراہیم القادری قدس سرہم شیخ معظم اور

مرشد مکرم مین اور آپ ہر جگہ اور وقت کے عوث و زمانے کے قطب
 و طالبوں کے حصول حاجات کے قبلہ اور قاصدوں کے مقصود کے
 مین تو مین نے چاہا اور ارادہ قطعی و مصمم کیا کہ حضرت کے شہر کی طرف
 روانہ ہوں اور خدمت مبارک مین پہونچا اپنے کو حضرت کے زمرہ مرید
 مین شریک کردن۔ چنانچہ اسی ارادہ سے مین سوار ہو کر روانہ ہوا۔
 میرے گاون گجول اور اوس صاحب نظر کے مسکن شہر بیدر کے
 درمیان پانچ روز کا راستہ ہے۔ یہاں تک کہ اس فاصلہ کو طے کر کے
 حضرت کی خدمت مین پہونچا۔ اور یا بوسی کی نعمت سے مشرف ہو کر
 سرغراز ہوا۔ اور جیسے مین نے حضرت کے اوصاف سنے تھے اونسے
 کہیں زیادہ اوصاف حضرت مین پائے پس مین مرید ہوا اور حضرت
 قادریہ کے طریقہ مین اپنے کو شامل کر لیا۔ اس کے بعد حضرت سے
 رخصت حاصل کر کے اپنے گاون کو واپس گیا۔ لیکن حضرت شیخ نے
 مجھے کوئی بات از کار قادریہ سے نہ سکھائی۔ اور مراقبات توحید
 و طریق تفرید اور اونکی نشین و توجہات شیخیہ اور بعضی امور دینیہ کی تعلیم
 بھی نہ دی۔ اسلئے مین نے ارادہ کیا کہ دوبارہ ہجرت کر کے حضرت
 کی بندگی کو روانہ ہوں۔ شاید کہ اس نعمت سے کامل حظ اوٹھانا میری
 تقدیر مین لکھا ہو۔ آخر مین اس بزرگ اور متبرک امید کو دل مین
 لئے ہوئے روانہ ہوا یہاں تک کہ اوس ندی کے قریب جو میرے
 موضع سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر واقع ہے پہونچا ایک ساعت

کے لئے اسکے کنارہ پر بیٹھا۔ یکایک مین نے دیکھا کہ شہر زید رکھنے سے ایک شخص آ رہا ہے۔ وہ زمین کو لٹے کرتا ہوا اور بیابان کو قطع کرتا ہوا میری طرف چلا آتا ہے۔ جب وہ میرے نزدیک پہونچا تو میں اس سے پہچانا اور جانتا کہ وہ میرے شیخ میرے مرشد بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہ تشریف لارہے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں حضرت کے پائے مبارک پر گر پڑا اور اٹھ کر جاتا تھا کہ اپنے مقصد کو غرض کروں مگر حضرت کی عظمت و جلال اور ہیبت کمال کا اچھہ پرایسا پڑا کہ میرے دل نے اجازت نہ دی کہ کوئی بات زبان سے نکالوں۔ خود حضرت نے فرمایا مبارک سے مجھے فرمایا کہ توحس جگہ کھڑا ہے وہیں بیٹھ جا۔ تاکہ تجھ کو جن باتوں کی آرزو ہے یعنی اذکار قادیہ کے اسناد و توحید کے مراقبے اور بعض امور دینیہ کی تعلیم دون۔ پس حسب ارشاد میں بیٹھ گیا حضرت ان تمام باتوں کی تعلیم دیکر میری نظر سے غائب ہو گئے۔ اس فعل سے متحیر ہو کر میں شہر زید رکھنے طرف روانہ ہوا تاکہ اس عجیب و غریب واقعہ کی جو عجیب پیش آیا اور جس کا میں نے مشاہدہ کیا حضرت کو خبر دون۔ جب میں حضرت کی خدمت مبارک میں پہونچا تو حضرت کو نماز ظہر گزارتے اور خدا کے تعالیٰ کی جنابت میں مناجات کرتے پایا۔ حضرت کے پیچھے کھڑا ہو کر ادب و تعظیم کی رعایتوں کو مد نظر رکھا یہاں تک کہ حضرت شیخ قدس سرہ نے نماز سے فارغ ہو کر مجھ کو اپنے نزدیک بلایا اور میرا کان پکڑ کر فرمایا اذکر ما علمتک (یا ذکر کیا) کہہ دیا تھا میں نے تجھ کو (یعنی کہہ جو کچھ تعلیم میں نے تجھ کو دی تھی میں نے

تمام ادا کیا پھر فرمایا کہ تجھ کو چاہئے کہ یہ بات کسی سے نہ کہے اور اس سے کسی کو بھی آگاہ نہ کرے جب تک کہ میری زندگی رہے اور میں جیتا رہوں اور میں نے بھی ایسا ہی کیا کہ حضرت کی زندگی میں کسی سے نہ کہا۔

واللہ اعلم بالصواب *

بارہویں حکایت

بزرگوں کے پیشوا شیخ ابراہیم سہام گو لکنؤی رحمۃ اللہ علیہ نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ میں تیرنا بنے کا پیشہ کیا کرتا تھا۔ مگر درویشوں کی صحبت کی برکت سے اور ان کی کیسا ائمہ نظر سے میں نے اپنا پیشہ چھوڑ دیا اور جایا کہ ایسے شیخ کے ہاتھ سے جو اللہ تعالیٰ کی بندگی کا ارشاد کرے اور اس کے طریق کی راہ نمائی کرے خرقہ خلافت لون میں دکن کے تمام شہروں میں سولے قطب الانام مرشد الخاص والعام الی اللہ الغنی الباری ابو الفتح شمس الملت والدین ہند کی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کے کسی ایک کو بھی ایسا نہیں سنا جو اس دریا کے وحدت میں ڈوبا ہوا اور اس راہ طریقت میں کامل راہ نما اور ثابہ قدم ہو۔ پس میں شہر بیدر کی طرف جو حضرت مولانا کا خاص وطن ہے روانہ ہوا۔ بیدر اور میرے شہر کے درمیان بیس روز کا راستہ ہے۔ اس مسافت کو قطع کرنے کے بعد میں حضرت کی خدمت مبارک میں پہنچا۔ جیسی کچھ تعریف میں نے حضرت کی سنی تھی بعینہ اوسکا بہنا ہوا

کیا بلکہ اس سے بھی زیادہ فضیلتیں حضرت میں دیکھیں۔ پس حضرت نے
 مجھے مرید کیا اور زمرہ قادریہ میں داخل فرمایا اس کے بعد توجہ دی اور
 شراب و حدت و محبت کا جام پلایا۔ میں اس طرح ہر سال اپنے شہر سے
 بیدر روانہ ہو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ کی قدم بوسی سے
 مشرف و سرفراز ہو کر بہت سے فوائد حاصل کرتا تھا۔ اسی طریق پر ایک
 مدت مدید اور زمانہ بعید گذر گیا۔ یہاں تک کہ میں بوڑھا ہوا اور حضرت
 کی خدمت میں حاضر ہونے سے معذور ہو گیا۔ بہت سے سال
 اور پیشمار جینے مفارقت میں گزرے۔ میں نے دیکھا کہ میرے
 چند دینی امور میں بے ترتیبی اور شکستگی واقع ہوئی۔ میرا جذبہ
 شوق بھٹک اٹھا۔ جدائی کی تاب نہ رہی۔ حضرت کی قدم بوسی کا اشتیاق
 دل میں چٹکیاں لینے لگا۔ آخر میں اسی ارادہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور
 شہر بیدر کی طرف روانہ ہوا۔ جب میں اپنے شہر کے دروازے
 پر پہنچا تو یکایک حضرت کو وہاں کھڑے ہوئے دیکھا۔ میں قریب
 گیا تاکہ حضرت کے قدم چوموں اور کھپا سے آنکھیں ملوں۔
 حضرت فوراً مجھے سبقت اور جلدی کر کے تین قدم پیچھے ہٹ گئے۔
 میں نے پھر کوشش کی کہ حضرت کے دامن کو چھوؤں مگر اب بھی
 حضرت بہ تمام عجلت پیچھے ہٹے اور میری نظر سے غائب ہو گئے۔
 میں اس طرح اس روز حضرت کو تین دفعہ دیکھا مگر دوسرے اور تیسرے
 روز حضرت نظر نہ آئے۔ جب میں بیدر پہنچا تو حضرت کی خدمت

مبارک میں حاضر ہوا تو قبل اس کے کہ میں کوئی بات زبان سے نکالوں
حضرت نے مجھ کو اپنے پاس بلایا۔ جب میں نزدیک گیا تو آپ زبان
گوہر ثنار سے اس طرح گویا ہوئے کہ جب تو بیدار روانہ ہونے کے قصد
اپنے شہر سے نکلا تو اس وقت تجھ پر حالت توحید کی طاری ہوئی۔ تیری
عقل کم اور قیصری سمجھ تھیں دور ہو گئی تھی۔ اس سبب تو میرے
شہر کی راہ بھول گیا تھا۔ پس میں نے اپنے نفس کو تجھ پر عیان
کیا اور خود ظاہر ہو کہ تجھ کو راہ راست پر لگایا۔ پھر حضرت نے مجھ سے
یہ بھی فرمایا کہ میری زندگی میں اس واقع کو کسی بی ظاہر نہ کہراور نہ کسی کو
اگاہ ہونے دے اور میں نے بھی ایسا ہی کیا کہ حضرت قطب الانام
قدس سرہ کے زمانہ موجودگی میں کسی کو نہ کہا۔

واللہ اعلم بالصواب
تیسرے مہوین حکایت

مالحون کے پیشوا۔ فاضلون کے بہتر شیخ اخوند کو سیری سے
نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ میں رمضان مبارک کے مہینہ میں اپنے
موضع میں حجرہ میں گوشہ نشین تھا۔ حضرت قطب الانام شیخ العظام
ہادی خاص و عام مرثیہ الکرام میرے شیخ میرے مرشد میرے قطب
بندگی شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہ کے شہر میرے قریہ
کی مسکن تھے گاہ تین فرسنگ کے فاصلہ پر واقع تھی۔ ایک رات

شب کا تیسرا حصہ گزرنے کے بعد میں توحید کے مراقبہ میں بیٹھا تھا اور یوں
 شغل میں محو تھا۔ اس وقت یکایک میرے شیخ - مرشد و قطب شیخ محمد قادری
 قدس سرہ اوسی وضع و صورت میں جس صورت میں میں نے آپ کو پہلے دیکھا
 تھا میرے سامنے حاضر ہوئے۔ بجز اس واقعہ سے مجھ پر نہایت تعجب
 اور حیرت ہوئی میں نے پوچھا کہ حضرت پیدل تشریف لائے ہیں یا سوار
 اور کس طرح آنا ہوا؟ فرمایا میرے سوا یا پیدل آنا پوچھنے سے تجھے کام نہیں
 میں جیسا کہوں ویسا کر۔ اب میرا دامن پکڑ اور آنکھیں بند کر بس میں نے
 ویسا ہی کیا اور آنکھ بند کر لی۔ اور جب کہوں تو ناگاہ اپنے کو ایک ایسے
 مکان میں کھڑے ہوئے پایا کہ اوسمیں زمین کے قسم کی کوئی چیز نہ تھی۔
 حضرت نے مجھے فرمایا تیرا مقام ہے۔ یہاں ٹھہر جا جب تک میں آؤں۔ اور وہ
 غائب ہو کر میری نظر سے پہنچاں ہو گئے میں اوسی جگہ کھڑا رہا۔ ایک ساعت
 کے بعد حضرت پھر تشریف لائے اور مجھ کو فرمایا کہ میرا دامن پکڑ اور آنکھ
 بند کر لے۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ دامن مبارک ہاتھ میں پکڑا اور
 آنکھیں بند کر لیں۔ جب کھولیں تو اپنے کو اپنے خاص حجرہ میں جہاں
 بیٹھا تھا پایا۔ مگر حضرت شیخ کو نہ دیکھا۔ گوشہ نشینی کے ایام ختم ہونے
 پر میں حضرت کے شہر کی طرف روانہ ہوا اور مسافت طے کر کے جب
 حضرت والا منقبت کی بندگی میں بھونچا تو اس وقت آپ کو مسجد میں
 بیٹھے ہوئے پایا۔ اور آپ کی خدمت مبارک میں بہت سے علما مشائخ
 فقرا۔ فقہا اور صالحین حاضر تھے۔ جس وقت ان میں سے ایک ایک

کر کے سب روانہ ہو گئے اور وقت حضرت نے مجھے اپنے نزدیک بلایا اور فرمایا
 کہ جو جگہ تو نے دیکھا وہ جہین ایک ساعت تک کھڑا رہا وہ آسمان دنیا ہے
 وہ رات شب قدر کی مبارک رات ہے۔ اُس شب مبارک میں میں نے
 جاپا تھا کہ تجھ کو وہ چیزیں جو عرش عظیم میں ہیں اور جو اس کے عجائب
 و غرائب سے ہیں دکھلاؤں۔ لیکن تیرے حقین میں آسمان دنیا سے
 ہمارے پروردگار کا حکم تھا۔ میں نے کہا یا قطبی لقد صدقت فيما قلت
 (اے میرے قطب جو آپ نے کہا سچ کہا) واللہ اعلم بالصواب۔
 یہ جو وہ زمین حکایت

حضرت قطب زمان یگانہ دوران قدوة العارفين عمدة الواصلين سرور
 مرشد ہندگی مخدوم الشیخ بدال دین قادری قدس سرہ سے نقل ہے۔ آپ
 فرماتے تھے کہ ایک روز میرے بڑے بہائی مخدوم المنجا دیم شیخ ابراہیم سرور
 بہ مخدوم جی قدس سرہ میرے پاس تشریف لائے اور مجھے کہا کہ اے
 میرے بہائی اے میرے مددگار میری زوجہ کے شہر گلبرگ سے آ جا
 آئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ کفار نے اپنے دار حرب سے اگر شہر مذکور کو
 تمام لوٹ لیا۔ اور شہر کے باشندے کیا چھوڑے اور کیا بڑے سب کو
 قید کر ڈالا۔ اور ساکنان شہر سے کسی کو بھی قدرت نہ ہوئی کہ اونپر
 قابض ہو سکے۔ اور کسی کو اتنی حرات اور طاقت نہ ہوئی کہ اس کے ہاتھ سے
 قیدیوں کو چھڑا لائے۔ میری سنکو جلا لڑکے ہیں اسی شہر میں تھے اور وہ

آگے سے دہن رہتے تھے۔ معلوم نہیں کہ اوئیر کیا گذری۔ اسکا حال کیا ہوا اور وہ کہاں رہے۔ اب تم ہمارے بدر بزرگوار کے پاس جاؤ اور خدمت مبارک میں التماس کرو کہ حضرت انکے لئے دعا کریں اور انکی خیریت ہی دریافت کرو۔ اگر حضرت نے تمام فرزندوں وغیرہ کی سلامتی کی نسبت کوئی کلمہ خیر و طمانیت بخش فرمایا تو میری خاطر جمع ہو گئی اور میرے دل کو قرار ہو گا۔ کیونکہ حضرت اہل تصرف سے ہیں اور اپنے ملک میں کے سیر کرنے والے ہیں۔ اور ظاہر و باطن سب کچھ جانتے ہیں۔ نہیں تو دل میرا غمگین رہے گا اور میری آنکھیں اونکی تعظیم کو سنکر آنسو بہاتی رہیں گی۔ پس یہ سنکر میں اپنے والد قدس سرہ کی طرف گیا اور حضرت کو دیکھا۔ کہ آپ وضو کر رہے ہیں اور نماز ظہر کی لئے تیار ہو رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر میں نے پانی کا ظرف اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور حضرت کے دست مبارک پر پانی ڈالنے لگا۔ جو کچھ بہائی نے مجھے کہا تھا اسوقت حضرت سے عرض کیا اور انکی پریشانی کا حال مفصل بیان کیا۔ حضرت نے سنکر زبان حال سے انکے احوال کی خبر دی اور زبان ورفشان سے فرمایا کہ تو اپنے بہائی کے پاس جا اور کہہ کہ اپنے دل میں کوئی غم اور وہم کو نہ آنے دے اور مرتد و متفکر نہ رہ کہ میرے اہل خانہ و متعلقین سلامت ہیں اور علامت سے محفوظ ہیں۔ اور اپنے کو چلے آ رہے ہیں۔ اور یہاں سے تین فرسنگ کی راہ پر اترے۔ تیری مشکوہ کا باب انہیں اپنے ہمراہ لئے آ رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

سب کل کے روز یہاں پہنچ گئے۔ میں نے دیکھا کہ کوئی بھی یہ خبر دیکر
 نہ بھونچا تھا۔ میں سمجھا کہ حضرت نے حضرت غیب دان سے آگاہ ہو کر
 فرمایا اور اسطرح اپنے صفائی باطن کی خبر دی۔ اس کے بعد میں اپنے بہائی
 کے پاس گیا اور جو کچھ حضرت والدہ قدس سرہ نے فرمایا تھا کہا۔
 میرے بہائی نے کہا الحمد للہ لا حزن (شکر ہے اللہ کا کچھ غم نہیں)
 راوی حضرت شیخ بدر الدین فرماتے تھے کہ جب دوسرے روز صبح
 ہوئی تو میرے بہائی کے تمام متعلقین عصر کے وقت پھونچے جیسا کہ حضرت
 والدہ نے فرمایا تھا۔ اور جو آپ نے خبر دی تھی وہ سچ ہوئی۔

واللہ اعلم بالصواب

پندرہویں حکایت

حضرت مرشد الکرم شیخ العظیم مخدوم المناجیدیم بندگی مخدوم شیخ ابراہیم
 المعروف بہ مخدوم حمی قدس سرہ سے نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ میری
 عالم جوانی میں پیشاب کی راہ سے پیپ نکلتا تھا۔ اور اسی حالت
 میں میرے بہت دن بسر ہوئے۔ میں رات اور دن اس پیپ کو ایک
 طرف میں ڈال دیا کرتا۔ چنانچہ طرف مذکور میں پیچے اس پیپ کے سفیدی
 سی آجاتی تھی میرا رنگ زرد ہو گیا اور حالت متغیر ہو گئی تھی کئی ایک
 حکیم میرے علاج کو آئے اور بہت سی دوائیں دیں مگر کوئی فائدہ نہ ہوا
 کوئی صورت مرض کے رفع ہونے کی نظر نہ آئی۔ میرے علاج میں سب عاجز

آگئے اور دوا دینے سے ہاتھ اٹھایا۔ پس میں نے اس مرض کو مرض موت جانا۔ میں اسی تکلیف اور عذاب میں تھا اور فکر کرتا تھا کہ ناگاہ حضرت والد قطب الانام غوث الکرام مرشد الخاص والعام علی السبیل الہی بندگی مخدوم شیخ محمد شریف القادری قدس سرہ میرے پاس تشریف لائے۔ اور اپنا دست شفا بخش مجھ پر اور فاتحہ پڑھ کر بھونکا اور پوچھا کہ اس ظرف میں سفید رنگ کی چیز کیا ہے؟ میں نے کہا کہ یا سیدی یہ پیپ ہے۔ فرمایا اٹھا اور اوڑھو کہ پیپ کیسے۔ میں نے چاہا کہ اس پیپ کو ظرف سے نکال کر پیپ کیسے دوں۔ حضرت نے فرمایا کہ پیپ اس ظرف میں اٹھا اور ڈیوڑھی سے صحن خانہ میں باہر لے جا۔ حضرت کے فرمانے کے سوا حق میں نے تعمیل کی۔ پھر مجھے حضرت والد قدس سرہ نے بلایا اور خود واپس تشریف لے گئے۔ جس وقت سے کہ میں نے پیپ کا ظرف باہر رکھ آیا پھر کبھی پیشاب کی راہ سے پیپ خارج ہوتا نہ دیکھا۔

واللہ اعلم بالصواب

سواہو میں حکایت

مناجی شکر سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے قہۃ القاضین عمدة الصادقین اپنے شیخ مرشد حضرت شیخ جمال بہتری سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ جب میں نے یہ سنا کہ شیخ الاسلام مرشد خاص و عام صاحب کرامات و حالات ناظر انوار و مقامات منظر اسرار الہی بندگی مخدوم

شیخ بہاؤ الدین قادری انصاری دولت آبادی کے جو دنیا میں ساتھ متبرک و برگزیدہ حالات و روشن کرامات کے مشہور تھے خلیفوں میں سے دو خلیفے ایک قطب الافاق و سن فی الابدان تھے اس کے اولیائے زمان گنجینہ اسرار خزینۃ الثوار المتجانی تھی انشا فرمیں ہند کی مخدوم شیخ مجاہد مخدوم شیخ ابراہیم القادری الملتانی قدس سرہ اور دوسرے شیخ الاسلام والمسلمین مرشد البرایا اجمعین والی ملک الباری مخدوم شیخ جلال القادری البرہا بنوری قدس سرہ بین تو چاہا کہ معلوم کرے کہ ان دونوں میں سے کون افضل تر ہے۔ اور دیکھوں کہ حضرت قطب الاقطاب مرجع الاولیاء والاحباب غوث الثقلین قطب الکونین سلطان الاولیاء امام الشیخ العرفان رئیس المحبوبین سید المعشوقین قطب الصمدانی شفیع الربانی سید السادات محی الدین السید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجعفری البجلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دار صافحہ عنا کے نزدیک ان میں سے کون بلند مرتبہ رکھتا ہے۔ چنانچہ میں نے اس بات کو دل میں ٹھکان کر ایک رات دو رکعت نماز استخارہ پڑھی۔ گیارہ قدم عراق کی جانب گیا اور اوسے جا کے اس نیت سے سورہا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک صحرائے وسیع میں تمام اولیاء اللہ تعالیٰ حاضر ہیں۔ اور صف بہ صف دست بستہ ہو کر کمال ادب سے کھڑے ہیں۔ پس میں ان صفوں میں گیا اور سید بائیں نظر کی۔ سید ہے جانب کی صف میں اخیر یہ شیخ جلال کو نہایت سوؤں کھڑے ہوئے دیکھا اور سر دو جانب میں ان اولیاء اللہ کے درمیان شیخ محمد کو نہ پایا جب مجھے تمام اولیاء اللہ حضرت مذکور نظر نہ آئے تو سخت تعجب و حیرت ہوئی۔ وہاں سے آگے بڑھا تو کیا

دیکھتا ہوں ایک بہت ہی بڑا تخت رکھا ہوا ہے۔ اور اس پر حضرت سلیمان
 الاولیاء رئیس الاتقیاء قطب الآفاق بالاتفاق غوث الصمدانی شفیع الربانی
 سید السادات سید محی الدین السید عبدالقادر الحسینی الحسینی البحر فی الجہان
 رضی اللہ عنہ وارضاه عنانہایت عظمت و شان سے جلوہ افروز ہیں اور
 حضرت کے گرد برگرد کر سیون بر حضرت کے صاحبزادے تشریف فرما ہیں
 میں نے جو حضرت کی قدم بوسی سے مشرف ہونے کے ارادے سے نزدیک
 گیا تو دیکھا کہ ایک آدمی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو ہی مبارک پر سر
 رکھ کے اوس تخت پر سو رہا ہے۔ میں نے حضرت قطب الاقطاب رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ یا سیدی یہ شخص کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ صبر
 جسکو میں نے دکن کے شہروں پر مسلط کیا ہے اور وہ کل ملک اس کے تفویض
 ہے اسکا نام محمد ہے یہ صاحب نظر شہریدار ہیں رہتا ہے اور وہی اسکا وطن
 ہے۔ جب میں بیدار ہوا تو شیخ محمد کا مرتبہ حضرت غوث الملکوت رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ وارضاه عنانہ کے پاس خیال کیا اور معلوم کیا کہ آپ کا کتنا بڑا درجہ
 ہے۔ پس میں نے اپنے خادم کو حضرت کی خدمت میں روانہ کیا اور حضرت
 سے نعمت قادریہ کی استدعا کی آخر خادم مذکور وہ لئے ہوئے میرے پاس
 پہنچا۔ الحمد للہ الذی جعلنی فی خلفائہ (شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے
 کیا سمجھا اوس کے خلیفوں میں)

واللہ اعلم بالصواب

سترہویں حکایت

حضرت قدوة الاولیاء عمدة الاتیقار شیخ الشیخ جلال القادری البرہانپوری
سے نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت قطب الانام غوثا الکرام
شیخ العظام مرشد الخاضع والعام ولی اللہ الباری ابو الفتح شمس الدین کی
مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کی ملاقات کی آرزو میرے دل
میں غالب ہوئی اور دیدار مبارک کے اشتیاق نے بہت بیقرار کر دیا۔
پس میں شہر برہانپور سے روانہ ہوا اور حضرت کے شہر بیدریں پھونچا۔
میرے شہر برہانپور اور حضرت کے شہر بیدر کے درمیان ایک مہینہ کا راستہ
ہے۔ میرے ساتھ ایک جماعت کثیر تھی۔ بہت سے آدمی بیدل و
سوار ہمراہ تھے۔ شہر بیدر کے قریب پھونچ کر ایک مقام میں اترے۔
اور میں ان تمام کو اسی جگہ چھوڑ کر اور کل سباب و فرش وغیرہ وہیں رکھا۔
مسافران لباس پہنا اور لوٹا ہاتھ میں لیکو بطور مسافر کے شہر میں داخل ہوا۔
اسی میری غرض حضرت کے استھان کی تھی۔ غرض جب حضرت شیخ
کی خانقاہ کے دروازے پر پہونچا تو حضرت شیخ کے خادم کو کہا کہ اپنے
شیخ کو خبر دے کہ ایک مسافر ملاقات کے ارادے سے آیا ہے اور جہد
فیض درجت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہتا ہے۔ خادم مذکور نے
اجازت حاصل کر کے مجھ کو حضرت کے حضور میں لے گیا میں خدمت میں
پہونچ کر حضرت کے سامنے بیٹھا۔ حضرت نے مسکراتے ہوئے مجھ پر نظر کی

اور میرے پہونچنے پر مجھے تسلیم دی اور فرمایا کہ تمہارا نام شیخ بلال قادری ہے۔ تمہنے اپنے ہمراہیوں اور فرش و سامان وغیرہ کو کہاں چھوڑا۔ سب کو ساتھ کیوں نہ لایا؟ اپنے دوست ہمراہیوں کو بلاؤ اور سامان و فرش وغیرہ یہاں لاؤ۔ پس بن بچان گیا کہ واقعی حضرت صاحب باطن ہیں۔ اور جو اوصاف حضرت کے سنئے تھے اُن سے بھی زیادہ اوصاف آپ میں پائے۔ مجھے یقین ہو گیا اور میں کامل طور پر سمجھا کہ حضرت ضرور اپنے باطن میں حضرت مالک الملک کے تمام ملک میں سیر کرنے والے ہیں۔ پس میں اپنے تمام ہمراہیوں۔ سامان اور سوار یوں کو اپنے پاس بلالیا۔ حضرت کے پاس چند روز اقامت کی اور آپ کو اللہ تک پہونچا ہوا اور اسکی محبت میں ڈوبا ہوا اور مالک حالات و صاحب کشف و کرامات دیکھا۔ واللہ اعلم بالصواب

اکٹھارہویں حکایت

قدوة الانام نتیجۃ الکرام شیخ نظام القادری مہنور علی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ماہ رمضان المبارک میں حضرت قطب الانام غوث الکرام محزون اسرار الہی سعدن انوارنا مستنار ہی شیخ مرشد بزرگ حضرت شیخ محمد الشریف القادری خانقاہ کے حجرہ عین اعکاف کے لئے بیٹھے تھے اور اپنے خادم سلاز ناگوری کو اپنی خدمت کے واسطے حجرہ مطہرہ کے پاس بیٹھایا تھا اور اسکو صرف امیر دنیوی و حاجات انسانی

کے بروقت پورے کرنے کے لئے مقرر فرمایا تھا۔ خادم مذکور نے ایک صبح کے وقت ایک نور کا شعلہ دیکھا کہ حجرہ مبارک سے منظر حضرت کی خانقاہ کا احاطہ کیا بلکہ مسجد میں بھی آیا۔ اس کی سب طرف روشنی پھیل گئی۔ ہر شئی اس کے نور سے سنور نظر آنے لگی۔ مسجد میں جو لوگ تھے اور ہونے والے بھی اس سے اطلاع پائی۔ اس نور کے شعلہ کو دیکھا اور گمان کیا کہ شاید حجرہ کو آگ لگ گئی مگر جب خوب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت مرشد کے پاس سے طلوع ہوا ہے اور حضرت کی جانب سے آرہا ہے۔ جب رات نے اپنا سیاہ جامہ اتارا۔ صبح صادق کے آثار اپنی نورانی جھلک دیکھانے لگے اور آفتاب عالم تاب نے گریبان مشرق سے سرکھلا تو خادم مذکور نے شب کے پوشیدہ راز کو کھول دیا۔ مہر جھوٹے بڑے پیرا سکی حقیقت ظاہر کر دی۔ اس کی نحوست سے اُن عجیب غریب تجلیات کے مشاہدہ کی نعمت سے محروم رہا۔ اور مغزول کیا گیا۔ اور جو دیکھا تھا اس کو دوبارہ دیکھنا نصیب نہ ہوا۔ جب دوسرا سال آیا تو حضرت نے اپنی خدمت کے لئے حجرہ مبارک پر مجھے مقرر فرمایا۔ اور اس کو مغزول کر دیا۔ ایک روز حضرت کے صاحب زادے بکر العلوم شیخ الاسلام والمسلمین بندگی مجذوم شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ سلاز ناگوری جو حضرت والد کی خدمت میں متعین تھا جو کچھ حضرت سے دیکھتا اور جو کیا نشاط و تجلیات حضرت سے ظاہر ہوتے اور کچھ اظہارِ محیر کیا کرتا اور یوں ہی بقیہ تمام باتوں سے آگاہ کر دیا

کرتا تھا اور برخلاف اسکے تم اُن میں سے ایک بات بھی مجھ پر نہیں کہتے
 اور کچھ آگاہ کرتے۔ اس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید جو باتیں سلاڑ
 نظر آتی تھیں وہ تمہیں نہیں دکھائی دیتیں۔ یا تمہارے نصیب ہی
 میں انکو دیکھنا نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کے والد بزرگوار صاحب
 اسرار نے مجھے فرمایا ہے کہ اسے نظام جسوقت میں گوشہ نشین ہوں
 اور اعشکان میں بیٹھوں تو اسوقت حجرہ کے پاس حاضر اور منتظر خدمت
 رہ اور عجائب و غرائب سے جو بات تجھے نظر آئے تو تجھے چاہئے کہ اسکو
 پوشیدہ رکھے اور کسی پیرا سکا اظہار سرگز نہ کرے۔ کیونکہ جو شخص حضرات
 اہل ولایت صاحب کمال و صالحون کی خدمت میں رہتا ہے تو اس کے
 حالات اور مقامات سے کوئی نہ کوئی چیز اس پر ضرور منکشف ہوتی ہے
 اور اسے عجیب و غریب باتیں نظر آتی ہیں۔ اگر انکو پوشیدہ رکھے اور
 کسی کو نہ کہے تو دوبارہ بھی وہ اسکو دکھائی دیتی ہیں۔ اور وہ انکا مشاہدہ
 یوں ہی ہمیشہ کرتا رہے اور اگر کسی کو کہدیا تو پہر وہ محروم رہتا ہے۔ پس
 اگر تو بھی کوئی چیز دیکھے تو کسی پیرا سکا اظہار نہ کرے اور کسی کو آگاہ نہ ہو
 دے وگرنہ سلاڑ کے موافق بعد از اظہار تو بھی اس نعمت سے محروم رہے
 ہوگا اور معاینہ سے محروم رہے گا۔ یہ سنکر حضرت بدر الدین نے فرمایا کہ اگر
 اسکے اظہار سے تمکو حضرت نے منع فرمایا ہے تو مجھکو مفصل یا مجمل نہ کہو
 بلکہ بطریق اشارہ کے کچھ کہو اور اس سے تھوڑا سا بیان کرو تا میرے
 دل کو قرار ہو اور راحت جان حاصل ہو۔ میں نے کہا کہ سلاڑ نے تو وہ

کیفیت ایک ہی دفعہ دیکھی تھی اور میں نے وہی کیفیت ہر رات بار بار دیکھی ہے۔ لیکن یہ کسی سے نہیں کہتا ہوں کہ وہ کیا ہے اور کیا تھی اور وہ کہاں سے آتی ہے اور کہاں جاتی ہے۔ مولف

رباعی

اگر حیرت عجیب بر او نماید -	* زرد و نشان حق ہرگز نشاید
کہ گوی راز ایشان پیش ناگس *	و گر گوید حصولش باز نااید

واللہ اعلم بالصواب الی اللہ المرجع والمآب

انیسویں حکایت

قد وہ عظام شیخ نظام القادری تہنوری رحمت اللہ علیہ سے سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ جب کبھی حضرت شیخی مرشدی قطبی ابو شمس الدین بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ پر بعد سماع اور ذوق و شوق کی حالت ظاہر ہوتی تو حضرت کے ساتھ تمام حاضرین کے دلون پر یہی وہی حالت طالت طاری ہوتی۔ سب مست ہو جاتے اور کل سامعین کی ارواح ساتھ ہی طرب میں آتی تھیں۔ چنانچہ سب پر کچھ ایسا اثر ہوتا تھا کہ وہ اپنے وجود سے غائب ہو جاتے اور اپنی موجودگی سے بے خبر ہو جاتے تھے مگر میں ہی کچھ ایسا تھا کہ میرے دل و روح پر کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ وہ خود اور مستی کی حالت مطلق نہ ہوتی تھی۔ نہ اوسکتی تجویب کی روشنی میرے دل کو منور کرتی اور نہ اوسکے وصال

کی خوشبو میرے دماغ کو معطر کرتی تھی۔ میں حالت طرب سے محروم تھا اور سی
لئے اکثر محزون و غمگین رہا کرتا ہمیشہ نداست سے اپنے آپ کو بلاست کیا
کرتا تھا کہ گاش مجھے میری مان نہ جنتی تو اچھا ہوتا کہ میں اس نعمت
عظمیٰ سے محروم نہ رہتا۔ غرض ایسے ہی کلمات کہتا اور اپنی حالت بد
کیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت قطب الانام مرشد الکرام شیخ العظام
مخدوم المنادیم شیخی مرشدی شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ نے
میری یہ کیفیت سنی۔ مجھے اپنے نزدیک طلب کر کے فرمایا کہ حضرت قطب
الاقطاب سلطان الاولیاء والاجباب سید السادات صاحب البرکات
بندگی مخدوم سید محی الدین ابی محمد السید عبدالقادر الحسنی الحسنی الجعفری
الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عنہ کے عرس کے انام میں تین روز
روزے رکھ۔ صرف خرمہ سے افطار کر اور نسل عوام کے کہانا نہ کھا۔
غرض جب حضرت قطب الاقطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس شریف
کے دن آئے۔ تو میں نے جس طریق پر حضرت نے مجھے روزے رکھنے
کو فرمایا تھا اسی طرح تین روزے رکھے۔ تیسرے روزہ کے ختم ہوئے
نماز عشا کے بعد حضرت کی مجلس اعلیٰ و محفل معلیٰ میں حاضر ہوا حضرت
کی خانقاہ میں ادیبوں کی بہت بڑی جماعت دیکھی۔ بہت سے مشائخ
فقرا۔ صلحا اور علما حضرت کی خدمت شریف میں نہایت مودت سے
تھے۔ حضرت کے سامنے قوال فارسی اور ہندی تصوفانہ اشعار گارے
تھے۔ پس اویس وقت حضرت شیخی مرشدی بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف

اتحادی پر حالت وجد و سماع کی ظاہر ہوئی اور حضرت کے فیض اور توجہ سے
 تمام حاضرین مجلس پر حالت وجد اور مستی کی طاری ہوئی۔ مگر میں اپنی قدیمی
 حال میں جیسا تھا ویسا ہی تھا۔ میں نے اپنے میں وجد و طرب کا مطلق
 اثر نہ پایا۔ اسی حالت وجد میں حضرت شیخ نے مجھ پر ہی دست مبارک سے پکڑ کر اپنی جگہ پر کھڑا
 کر دیا اور خود اپنے حجرہ مقدسہ میں تشریف لے گئے۔ قوالوں نے میرے طرف
 رجوع کی اور گانا جاری رکھا اور میں کھڑا ہوا حضرت کے حجرہ مطہرہ کے دروازہ
 کی طرف متوجہ تھا۔ پس حیطہ میری توجہ ہوتی اور حیطہ جبار قدم جاتا اور ویسا ہی
 پیچھے قدم واپس آتا۔ اور ایسا ہی کئے گیا لیکن وجد کی حالت مجھ میں نہ آئی۔
 میں نے چاہا کہ بیٹھ رہوں۔ اسی اثناء میں ایک نور کا شعلہ مثل چودھویں
 رات کے ماہ کامل کے حضرت کے حجرہ سے نکلا میرے سینہ پر آگیا۔ اوسکے
 لگتے ہی میرا وجود پگھلا اور میں اپنی ہستی سے غائب ہوا۔ میرے ساتی نے
 عشق و محبت کی شراب کا ایک ایسا جام بھر دیا کہ میں اوسکے پیتے ہی مست
 ہو گیا۔ اور مجھ میں حالت وجد و سماع بے انتہا غالب ہوئی جیسی کہ کل
 حاضرین کی تھی۔ میں نے اوس شراب و صلت کے نشہ میں ایک چیز ایسی
 دیکھی کہ جسکا بیان زبان سے راست نہ آئیگا۔ اور یوں اوسکا کہنا بھی جائز
 نہیں ہے مگر اس بات کو اور اسکی کیفیت و حقیقت کو وہی خوب جانتا ہے
 جو اس رنگ میں ڈوبا ہوا ہوا اور اس حالت کو کھونچا ہوا ہو۔ شراب
 و حدت کا مزہ چکھا ہوا اور ساتی نے اوسکو ایک آدھ جام پلا دیا ہو۔
 غرض وہ حالت پہری اور میں اپنے میں آیا۔ انہیں ایام عمر میں نہ

حضرت شیخ قدس اللہ سرہ الغزیر نے مجھے خرقہ خلافت پہنایا اور تمام نعمت تادیر
اور شطاریہ عطا فرمائی الحمد للہ آنا مریدہ خلیفہ - واللہ اعلم بالصواب

میسوین حکایت

حضرت شیخ الاسلام والمسلمین سلطان العارفین سیری مرشدی بندگی
مخدوم شیخ بدرا الدین قدس اللہ سرہ سے نقل ہے - آپ فرماتے تھے کہ میں
ایک روز شام عام پر کھڑا ہوا تھا - دیکھا کہ ایک شخص طوق و زنجیر و نیشا
بکڑا ہوا ہے اور سخت مصیبت میں گرفتار ہے - بہت سے آدمی اور خلائق نیشا
اوسکے دیکھنے کو جمع تھے - شور و غل بہت ہو رہا تھا - اس طرح حصار کے باہر
لوگ اوسے لئے جا رہے تھے - میں نے اوسکا حال لوگوں سے دریافت کیا
اور اوسکی گرفتاری کا سبب پوچھا - لوگوں نے کھا کہ یہ مرد قاتل ہے - اسے
قتل کرنے کو لئے جاتے ہیں اور بادشاہ کے حکم سے اسکی گردن
مارنی چاہتے ہیں - جب میں نے اوس پر نظر ڈالی تو اوسے ہیبت سے مانند
نیم جان کے پلایا اور آویسوں کی کشاکش سے وہ بے جان ہوا جا رہا تھا -
اور دیکھا کہ انکی ہیبت سے اوسکا رنگ زرد ہو گیا تھا - میں اوسکی یہ
حالت ہرگز دیکھ نہ سکا - حیران دل پیسا اور شفقت غالب آئی - میں نے
فی الفور حضرت والد قدس اللہ سرہ کے خانہ ملائک شیمانہ کی طرف دوڑا
کیا اور وہاں حضرت کو کھڑا ہوا پایا - میں نے اوسی وقت اوسکی عجز اور ہیبت
کا حال عرض کیا اور اوس حال میں اوسکے خوف کھانے اور ہیبت زدہ

ہونے کی ہیئت بیان کی اور ساتھ ہی یہ بھی استدعا کی کہ اسے والد بزرگوار صاحب
اسرار حضرت آفریدگار سے اس کے حیات کی زیادتی اور اس بلا سے اس کی خلا ہی
کے لئے دعا فرمائے کیونکہ انہ ربی سمیع الدعاء (پروردگار عالم تحقیق و دعا کا
سننے والا ہے)۔ پس حضرت مراقبہ میں سر پہ کاسے اور بہت دیر تک بحر شفا
میں مستغرق رہے۔ یہاں تک کہ اثر رحم شفقت کا بشرہ مبارک سے ظاہر
ہوا۔ اس کے بعد حضرت نے سزا دیکھا یا لیکن مجھے کچھ نہ کہا۔ اس سے
میں سمجھ گیا اور مجھے اچھی طرح یقین ہوا کہ حضرت کی دعا سے بے ریا اوس کے
حق میں مستجاب ہوئی اور مقام قبولیت میں بھونچے میں بکھر اوسی جگہ لوٹ
گیا جس جگہ اوس کو دیکھا تھا۔ وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ نہ وہ بہتر ہے نہ
وہ شور و غل ہے۔ وہ مرد کو رطوبت اور زخمیوں سے چھٹکارا یا کر
نہایت شادمان و خندان اور فرح الحال و فارغ البال دلیس چلا رہا ہے
اور اس کے ہمراہ نہ اوس کا کوئی وکیل ہے نہ ضامن ہے واللہ اعلم بالصواب

ایک سو پین حکایت

حضرت قطب الزمان یگانہ دوران ولی مالک یوم الدین بندگی مخدوم
شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہ سے نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ میرے والد
قطب الاولیاء سے عظیم محی العظام باذن اللہ وہی رسم شیخ زمان علیہ
السلام حضرت احمد پیری مرشدی ابی الفتح شمس الدین بندگی شیخ محمد شہر
الفا درمی کے مکان کے صحن میں ایک بیری کا جھاڑ تھا۔ میں ایک روز

اوس درخت کے قریب گیا تو دیکھا کہ ایک جیل اوپر بیٹھی ہے۔ وہ زمانہ میرا
 لڑکپن کا تھا میں اپنی سن بلوغ کو نہ بھونچا تھا۔ کہیل اور بازی کے طور پر
 ایک ڈھیللا اوسکی طرف پھیسکا۔ اتفاقاً وہ ڈھیللا اوسکولگا وہ درخت سے چم
 گری اور ٹپ کر جان دے دی میں اس فعل سے بہت یشتیمان اور اس
 کام سے نہایت پریشان ہوا کہ کیون ایک بے گناہ پرندہ کی جان لی اور
 ایسے فعل کا مرتکب ہوا۔ میں اپنے پر ملاست کرتے ہوئے اپنے والد بزرگوار
 کے پاس گیا اور کہا اچھ حضرت ابا جان میں نے آج اپنے نفس پر ظلم کیا ہے
 اور اپنے آپ کو ماموڈ کرایا ہے۔ حضرت نے مجھے پوچھا کہ آخر معلوم تو ہو کہ
 کیا بات واقع ہوئی اور اوسکی کیا وجہ ہے۔ میں نے کہا کہ ایک جیل میرے
 ہاتھ سے مری وہ اپنی جان اپنے جان بخش کو سوپنی۔ آپ نے فرمایا کہ
 تو نے ناحق کیون مارا اور اب اسے کہاں ڈالا ہے؟ میں نے کہا وہ میں
 سیری کے درخت کے نیچے مری پڑی ہے۔ یہ سنکر حضرت خود اٹھے اور
 جھاڑ کے قریب جہاں وہ جیل مری پڑی تھی آئے۔ اوسکو بائیں ہاتھ سے
 اٹھایا اور یہ کہتے ہوئے کہ اس لڑکے نے تجھے مارا ہے اور اوس کے
 حال پر تعجب کرتے ہوئے آپ نے اپنا سیدھا ہاتھ اوپر مہیرا۔ اوس
 شیخ زمان کا دست مبارک پھرنے ہی وہ مردہ جیل زندہ ہوئی اور خوشی
 کی آواز کرتی ہوئی اوڑھی اور چلی گئی۔

واللہ اعلم بالصواب

بانیسویں حکایت

قدوہ انام شیخ ابراہیم سہام القادری الکوکنڈی سے نقل ہے وہ کہتے
 تھے کہ میں نے ایک روز ارادہ کیا کہ حضرت شیخ مرشدی قطبی ابوالفتح شمس الدین
 بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری الملقانی دہس سرہ کے شہر کپڑا
 روانہ ہوں اور آپ کی قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہوں۔ اسی نیت
 سے روانہ ہوا اور شہر سید کی راہ لی۔ اتنا سا راہ میں میری عجیب کیفیت
 ہوئی۔ مجھ پر ایک ایسی حالت وارد ہوئی کہ جس سے میرا وجود گداز ہوا
 اور میں اپنی ہستی سے غائب ہوا۔ مجھے خبر ہی نہ تھی کہ میں کہاں ہوں
 اور کون ہوں۔ مجھے ہر طرف میرے شیخ و مرشد حضرت شیخ محمد قدس سرہ
 نظر آتے تھے۔ میری آنکھوں میں انہیں کا جلوہ سمایا تھا۔ ہر شش
 جہات میں جد ہر نظر پڑتی تھی۔ حضرت ہی حضرت نظر آتے تھے میں نے
 جس صورت اور جس وضع میں حضرت کو دیکھا تھا وہی وضع اور وہی صورت
 ہر طرف نظر آ رہے تھے۔ چنانچہ پہلے ہی دل بے قرار کی آرزو تھی کہ دیدار
 حاصل ہو۔ مجھے ہی اشتیاق آپ کے پاس لئے جا رہا تھا۔ اب جبکہ حضرت
 نظر آنے لگے تو جوش الفت کو ٹھیس لگی اور عشق پہنان بہر کہ اٹھا طرب
 اور بے خودی کی حالت ایسی طاری ہوئی کہ اس وقت حضرت کی ذات کے
 مشاہدہ کے سوا کچھ کوئی شئی دکھائی نہ دیتی تھی۔ بلکہ مجھ پر کا وجود ہی
 معلوم نہ ہوتا تھا۔

سما یا ہے جب تو آنکھوں میں پیر چہ جد ہر یکھتا ہوں اوہ سرتو ہی تو ہے
 غرض جب میں پھر اپنی حالت میں آیا اور اپنے سے خبردار ہوا تو جس طرت
 جارہا تھا اوہ سہری روانہ ہوا۔ تین روز کے بعد حضرت کے شہر میں پہونچا
 اور جب حضرت کے دولت خانہ پر حاضر ہوا تو اسوقت حضرت نماز فجر ادا
 فرما رہے تھے۔ جب آپ نے نماز سے فراغت پائی تو مجھے اپنے پاس بلایا
 اور فرمایا کہ اے خدا کو ایک جاننے والے میں سب سے اول تجھے جانتے
 دیتا ہوں کہ تو نے مجھے اوس جگہ راہ میں جس صورت میں دیکھا اوسی
 صورت میں مجھے ہمیشہ اپنے دل میں دیکھتے گا۔ اغرق بقلبک ابدًا (میں
 ہمیشہ تیرے دل میں رہوں گا)۔ لیکن تجھ کو چاہئے کہ اس حایل شدہ
 واقعہ کو پوشیدہ رکھے کسی کے سامنے اشارتاً اسکا ذکر تک نہ کرے جب
 کہ میں زندہ رہوں میں نے ہی ایسا ہی کیا کہ جب تک حضرت زندہ
 رہے کسی کو اس واقعہ کی اطلاع نہ دی۔ واللہ اعلم بالصواب

قیسویں حکایت

قدوة الصلی شیخ راجا محمد الکرانی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے۔ وہ کتبہ
 تھے کہ ایک رات نصف شب گزرنے کے بعد میں مسجد میں داخل ہوا
 اور اس مسجد کے پہلو میں حضرت قطب الانام غوث الباری علیہ السلام
 شیخ الشریف القادری قدس سرہ کا حجرہ واقع تھا۔ میں جسوقت مسجد
 میں پہونچا تو اسوقت حضرت اپنے حجرہ میں تھے۔ اور دروازہ بند تھا

یہ ایک مسجد کے صحن میں ایک کوکب تابان اور ستارہ درخشان نمودار ہوا۔
 یمن نے اسے اچھی طرح دیکھا۔ وہ ستارہ حضرت کے حجرہ میں گیا۔ بعد
 ایک ساعت کے پھر باہر آکر اسی صحن میں کچھ عرصہ تک گردش کرنے لگا
 اور پھر حجرہ میں گیا۔ اسی طرح وہ تیسرے بار آیا اور چلا گیا۔ یمن یہ کیفیت
 دیکھ رہا تھا اور نہایت متحیر تھا۔ جب رات نے اپنا سیاہ ریشمی برقع
 اتارنا تو صبح کا نور چمکا اور عالم دنیا کو منور کرنے کے لئے اُفق سے شہسوار
 مشرق کے برآمد ہونے کے آثار کچھ کچھ اپنی نورانی جھلک دکھانے لگے
 اور وقت حضرت شیخ حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور نماز فجر کی ادا
 کے لئے قدم فیض لزوم مسجد تک رنجہ فرماے اور جماعت کے ساتھ نماز
 پڑھی۔ جس وقت کہ نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے اپنے ساتھ حجرہ میں بلایا
 میں گیا اور کمال توجہ اور نہایت ادب سے حضرت کے سامنے بیٹھا۔
 حضرت قطبی قدس سرہ نے اپنا عامہ مبارک پیشانی پر سے اٹھایا تو مجھ پر
 ستارہ مانند ایک منور چراغ کے روشن حضرت کے سر مبارک پر نظر آیا۔
 حضرت نے مجھے فرمایا کہ میری زندگی میں اس واقعہ کی اطلاع کسی کو نہ کر اور
 اس واقعہ کی تہوڑی بھی کیفیت ظاہر نہ کر پس میں نے ہی حضرت کی زندگی میں
 کسی سے نہ کھا والد اللہ اعلم بالصواب۔

چوبیسویں حکایت

حضرت قدوة العلماء شیخ ابراہیم تبرک گو لکھنؤی سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے

کہ ایک رات میں مسجد میں ایک جانب بیٹھا تھا اور حضرت شیخ قطب الدین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
 ابو الفتح شمس الدین ہندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہ و دوسری
 تشریف رکھتے تھے۔ میرے اور حضرت کے درمیان کوئی شکر حاصل نہ تھی۔ میں نے
 دل میں کہا کہ میرے شیخ تو کون ہے اور تو کس مقام پر ہے؟ ابھی میں نے
 اپنے دل میں یہ بات تمام نہ کہی تھی کہ حضرت نے مجھ کو فرمایا اور بار بار دے مبارک
 میری جانب کر کے خطاب فرمایا اور عاصی پیشانی پر سے اٹھایا۔ میں نے سر مبارک
 ایک ستارہ مانند چرخ کے درخشاں تابان دیکھا۔ فی الفور اس کی طرقت سجود
 حضرت نے مجھے بلند آواز سے فرمایا تو ابھی آغاز توحید میں ہے اور اسی دہر
 پر ہے اور تیرے لئے ابدال کا خطاب ہے۔ جب حضرت یہ فرما رہے
 تھے تو میں اس وقت سجدہ میں تھا۔ پھر حضرت نے مجھے فرمایا کہ سر اٹھا
 میں نے اپنا سر سجدہ سے اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہر طرف حضرت ہی
 حضرت نظر آرہے ہیں۔ شش جہات میں کوئی جگہ حضرت کے جلوہ سے
 خالی نظر نہ آئی۔ حضرت کے سوا کوئی چیز نہ پائی۔ ایک ساعت کے بعد
 کیفیت بدل گئی۔ اور حضرت شیخ جلیل میرے سامنے آگے بیٹھے تھے
 اب بھی بیٹھے ہوئے میرے سے بائیں کر رہے تھے۔ حضرت نے مجھ پر
 پاس بلایا۔ جب میں نزدیک گیا تو فرمایا کہ تو نے اس وقت جو کچھ دیکھا ہے
 میری زندگی میں اس کو کسی سے نہ کہہ پس میں نے بھی ایسا ہی کیا کہ
 حضرت کی زندگی میں کسی سے نہ کہا۔

واللہ اعلم بالصواب

بیکسیون حکایت

قدوة الصالحیۃ الفاضلۃ مقبولۃ الشیخ عبداللہ حبیب پوری علیہ الرحمۃ سے نقل شدہ کہتے
ہے کہ ایک دفعہ حضرت شیخی مرشدی قطب الاولیاء زمان غوث المشائخ ادا الی التجلی بہ کلیتاً
البنامی (جاوہر گروہ نے والے اللہ کے جلوہ گریوں سے) ابو الفتح شمس الدین مخدوم شیخ محمد علی
القادری قدس سرہ کے تمام صاحبزادے میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے پوچھا کہ
ابے عبداللہ تمہارے پدر بزرگوار صاحب سرا کے پاس تم کو مرتبہ چل ہی اور تم کو حضرت
بیت الفتاویٰ تکلفی ہیں ہے پس تم حضرت کے پاس جاؤ اور آپ کے بلندیہ اور
عالی درجہ کی نسبت کچھ حال دریافت کرو۔ شاید تمہارے اس تفسار سے ہمارے حضرت اللہ
اپنے مقام کا حال تم پر ظاہر کرینگے۔ اگر ورنہ ظاہر کیا تو غائبنا اتنا تو ہو گا کہ اپنا حوالہ
کیسے بیان فرما کے آگاہ کرینگے۔ انکوائہ ارشاد نہ کر میں متفکر ہوا کہ یہ کام مجھے کیسے ہو گا۔
میں نے ادبی کے لحاظ سے بہت گہرا یا۔ اور اپنے دل میں کہا کہ یہ امر عظیم ہے
حضرت قطب کریم سے اسکو کس طرح پوچھوں اور آپ سے کیونکر سوال کروں اور
اپنے دریافت کی کیا وجہ بتلاؤں۔ چنانچہ اسی شش و پنج میں میں نے اس
معاملہ کو ماننا چاہا اور اسی کے غفلت و پہلو تھی کی۔ لگو ان حضرات نے میرا
بیچھانہ چھوڑا اور سر ہو گئے۔ مجھے اس کام پر حرص دلائی اور بہت بڑھاپی۔
آخر مجبوراً میں حجرہ مبارک کی طرف روانہ ہوا۔ پس ویش کرتا ہوا کچھ عجیب
حالت میں بارہا تھا ایک قدم آگے بڑھتا تو دوسرے قدم پر اندیشہ کرتا تھا۔
غرض اس طرح حجرہ مبارک تک پہنچا۔ اسوقت حضرت کو حجرہ مظہرہ میں قبلہ

کی طرف رخ کئے ہوئے بیٹھایا یا۔ میں حضرت کے آگے بیٹھ دو و زانوں بیٹھا
حضرت نے مجھے پوچھا کہ تو کیوں آیا ہے اور تیری کیا آرزو ہے میں نے کہا کہ
میرے قطب کچھ دریافت کرنے کے لئے آیا ہوں اور خدمت اقدس میں عرض
کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ کہنا چاہتا ہے کہہ اور مست ضرر نہیں ہے
عرض کیا اسے میرے شیخ اسے میرے مرشد مجھے یقین کامل ہے کہ حضرت
کو ولایت اور قطبیت حاصل ہے اور اس میں کسی نوع کا شک نہ ہے نہیں ہے اور
ہرگز نہ ہونا چاہئے۔ حضرت جن عالی منازل پر ہیں ان اعلیٰ مقامات اور درجوں
کرامات سے کچھ مجھ غاکسار پر اظہار فرمایا جائے۔ تاکہ قدر اس سے بھر سکوں
آگاہی حاصل ہو میں ہرگز یہ بات کسی سے نہ کہوں گا اور اس سے کسی کو اطلاع
نہ ہونے پائیگی۔ حضرت یہ سنکر خاموش رہے اور بہت وقت تک سکوت
فرمایا۔ اس سے میں سمجھا اور یقین جانا کہ حضرت اپنے احوال اور سہرا
یوری بصیرت رکھتے ہیں۔ اور ان کے اظہار کرنے میں اندیشہ فرماتے ہیں۔
پس میں نے مختلط قسمیں کھادی شروع کیں کہ واللہ باللہ انی لا اقول لاحد
(قسم ہے اس کی میں تحقیق کسی سے نہ کہوں گا) حضرت نے زبان دربار گوہر نشان
کرامت نشان و معجز بیان سے فرمایا کیا یہہ راز پوشیدہ کرنے اور ایسے سہرا
نہان رکھنے کے قابل نہیں ہیں؟ میں نے کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی میں اس
امانت میں خیانت نہ کروں گا اور ہرگز اسکا اظہار کسی پر نہ کروں گا۔ پس اس وقت
حضرت نے جو حجاب کہ میرے اور آپ کے درمیان تھا اوٹھا دیا۔ سبحان اللہ
وہ بلند مرتبہ جسکو حضرت نے حاصل کیا تھا جھکو دیکھلایا۔ وہ عالی منزلت

دیکھنی نصیب ہوئی جن کے فیض سے مجھے مستفیض ہونا میری قسمت میں لکھا تھا اور حضرت نے بھی اوس کی چند نعمتیں مجھ پر نثار فرمائیں۔ جب میں اوس جگہ سے باہر ہو کر حضرت سے جدا ہوا تو پھر حضرت کے تمام صاحبزادوں نے آگے بڑھا اور مجھے پوچھا شروع کیا کہ ہمارے والد بزرگوار کو تم نے کس مرتبہ پر پایا اور کونسے مقام پر دیکھا؟ میں نے کہا کہ آپ کے والد بزرگوار مفتاح الاسلام والا خیار نے مجھے سخت سخت قسموں کے ساتھ اقرار استوار لیا ہے اسکو ظہار سے منع کیا ہے اور نہایت سخت تاکید و تہدید فرمائی ہے کہ کسی فرد بشر کو اسکی اطلاع نہ ہو۔ پھر صاحبزادوں نے فرمایا کہ جب حضرت نے منع ہی فرمایا ہے تو جو کچھ تم نے دیکھا ہے ہم سے مفصل نہ کہو بلکہ بطریق اختصار تمہارا بیان کر د جس سے اصل رفرعیان ہو اور اس سے ہمارا دل مطمئن ہو۔ اور اس قطب الانام کے مقام سے ہمیں کچھ آگاہی حاصل ہو میں نے کہا کہ اس زمانہ میں شہر سے غرب تک سوائے آپ کے پدر بزرگوار کے کوئی بڑا نہیں۔ جتنے اولیاء اللہ اس زمانہ میں ہیں سب پر فوقیت و فضیلت و مندرت انہیں کو حاصل ہے اور ولایت میں اللہ تعالیٰ کے پاس ایسا کوئی فریب اور کوئی ذی رتبہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

پچیسویں حکایت

شیخ نظام قادری ہتھوری سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ میں ایک رات تیسرے پھر سیدار ہوا اور اوس ویران بادلی کے نزدیک جو مسجد کے صحن کے

عقب میں واقع تھی اس ارادہ سے گیا کہ اوس کے بار و میں بیٹھ کر پیشاب کر آؤں۔
حضرت شیخی مرشدی قطیب الحجۃ الاسلامی بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس
سرہ کا حجرہ ہی وہیں مسجد کے قریب واقع تھا۔ جس وقت کہ میں وہاں پیشاب کر رہا تھا
ایک ایک جنات سے ایک جن اس کو میں سے نکال کر چھپر جھپٹ بڑا اور مانند شیر کے
حملہ آور ہوا۔ ہم دونوں مانند پہلوانوں کے ایک دوسرے سے چمٹ گئے
اور کشتی کرنے لگے۔ وہ چاہتا تھا کہ مجھے اوس باؤلی میں گرا دے۔ اندر پہنچنے
نے کے لئے اپنی پوری قوت سے جدوجہد کر رہا تھا۔ اسی اثنا میں میں کیا
دیکھتا ہوں کہ ایک جوتی غیب سے پیدا ہوئی اور اوس مرد و سرکش جن
کے مونہ پر نبردز لگنے لگی۔ پھر تو مجھے اسے چھوڑ دیا اور اس کو یں میں
ہو گیا۔ میں نے اوس جوتی کو دیکھا تو وہ حضرت قطبی قدس سرہ کے نعلین
سبارگ سے تھی۔ میں نے فوراً اٹھالی اور اوسکو بوسہ دیکر اپنے سر اور
آنکھوں پر رکھی اور حضرت کے حجرہ مظہرہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب حجرہ مبارک
قریب پہنچا تو ڈھلیز کے قریب دیکھا کہ وہاں صرف ایک ہی جوتی رکھی ہے
حجرہ کا دروازہ بند تھا اور اندر میرے حضرت شیخ شیکے سے بیٹھے تھے۔
میں نے وہ جوتی وہاں دوسری جوتی کے ساتھ ملا کر رکھ دی حضرت کے
حجرہ اور اس ویران باؤلی کے درمیان تین دیواریں حائل تھیں۔ اور
ایک سے دوسری دیوار میں درمیانی فاصلہ بھی بہت تھا۔ پس جب رات
ایسا سیاہ شامیانہ کھول دیا اور سیاہ فرش اٹھا ڈالا اور آفتاب جہان تاب
گیر بان مشرق کو پاک کر کے ہام افق پر ساتھ عظمت و شان و کرم تمام

بلوہ افروز ہو کر عالم دنیا کو اپنا نوانی حیرہ دکھا کر اپنے نور سے ہر کہ و مہ کو منور کرنے لگا تو میں حضرت کے دیدار فرحت آثار سے مشرف ہونے کے لئے خدمت اقدس و اعلیٰ میں حاضر ہوا۔ قبل اس کے کہ میں کوئی بات خدمت مبارک میں عرض کر دوں مسکراتے ہوئے حضرت نے میری طرف نظر کی اور فرمایا کہ یہ ممکن نہیں کہ کوئی اندھیر لون میں اس چاہ کے پاس جائے اور اپنے کو شیاطین کے پنجہ میں نہ پھنسا لے۔ وہ ایسے ہی ویران جگہوں میں رہتے ہیں۔ اور شب کے تیسرے پہر میں کھول دے جاتے ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب۔

ستائیسویں حکایت

قدوة الواصلین زبدة العارفين بندگی مخدوم شیخ بدر الدین قدس سرہ سے نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ میں نے یہ کیفیت حضرت والد بزرگوار محبوب پروردگار قطب الباری بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہ العزیز سے سنی اور یاد رکھی ہے۔ آپ زبان گوہر نشان و معجزین سے فرماتے تھے کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک مرد قابل مجھے یہ کہہ رہا ہے اور خبردار کہہ رہا ہے کہ فلان شخص جسکا نام شیخ محمد ہے عرصہ عنقریب میں مرنے والا ہے۔ تجھ کو اسکے جنازہ پر ہرگز نماز نہ پڑھنی چاہئے اسکو اس سے بے نصیب رکھ کیونکہ وہ آدمی عذاب کیا گیا ہے اور اوپر عذاب کیا جائیگا۔ اس طرح وہ اپنی سنرا کو بھونچیکا۔ تجھ کو مغمور کے

جنازہ پر نماز پڑھنی چاہئے تو ایسے معذب شخص کے جنازہ پر سہرگز نماز پڑھو
اگر تو اوصیر نماز پڑھ سکا تو حضرت غفور اوسکو بخش دیگا۔ مگر تیرے خدا کی یہ
مرضی نہیں ہے۔ وہ اس کے معاملہ میں برخلاف ہے۔ اسکا حکم نہیں ہے
کہ وہ بخشا جائے چنانچہ اوسکے لئے وہ عذاب بھیجا گیا ہے۔ اور یہ عذاب
اوس شخص سے ملنے کا نہیں۔ جب میں بیدار ہوا تو اس خواب کی کیفیت
اپنے کل فرزندوں سے بیان کی۔

اس واقعہ کے روایت کرنے والے حضرت شیخ بدر الدین فرماتے تھے
کہ اوس شخص کا مکان حضرت کے آستانہ مبارک کے ہمسایہ ہی میں واقع
تھا۔ اور وہ آدمی اوسوقت تہومند۔ تندرست اور زندہ تھا اور کوئی مرض
جو اسکی مضرت کا باعث ہوا اسکو لاحق نہ تھا۔ میں اس شخص کی یہ حالت
دیکھ کر اور حضرت کے خواب کی کیفیت سن کر متحیر ہوا اور اس پیشوا کے
دو جہان کے قول سے متعجب ہوا۔ پس تین روز کے بعد گیا دیکھتا ہوں
کہ اس شخص نے کل من علیہا فان (جو اوسیر ہے فانی ہونے والا ہے)
کے حکم کی تعمیل کی اور نقد جان قابض الارواح کے سپرد کر دیا۔ اوس کے
دوست اور قرابت دار جمع ہوئے اور تہیز و تکفین کے بعد اوسکا جنازہ حضرت
والدہ قدس سرہ کی مسجد میں لے آئے۔ انہوں نے چاہا کہ نماز جنازہ حضرت سے
پڑھوایکین۔ کیونکہ آپکا پڑھانا موجب مغفرت تھا۔ اوسکا جنازہ لاتے ہی
حضرت کی بیٹی بین درو ہوئے لگا۔ جب حضرت والد اوسیر نماز پڑھانا چاہتے
تو وہ زیادہ ہوتا اور یہ تاب کر دیتا۔ چنانچہ آپ نماز نہ پڑھا سکے۔ دوسرے

کوئی صاحب نے نماز پڑھا دی۔ بعد از نماز جب آدمی اوسکا جنازہ لے گئے تو اوسوقت حضرت کا درد شکم رفع ہوا ایسا کہ ہوا ہی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اٹھائیسویں حکایت

مقبول آلہ شیخ عبداللہ قادری البھپوری سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ
میں ایک رات حضرت شیخ مرشدی قطب الاولیاء الصمدانی ابی الفتح شمس الدین
حزقہ شیخ محمد الشریف قادری قدس سرہ کے حجرہ مطہرہ کے دروازے کے نزدیک
سہرا ہوتا۔ حضرت اپنے اس حجرہ مبارک میں آرام فرماتے تھے میں شب
کے تیسرے حصہ میں بیدار ہوا۔ حجرہ کے دروازے کے وزن میں
جھونکاہ کی آواز دیکھا کہ حضرت روبہ قبلہ بیٹھے ہیں اور آدھری متوجہ ہیں حضرت
کے آگے ایک شمع جل رہی تھی۔ اوسکے نور سے تمام حجرہ منور معلوم ہوتا تھا
اسی اثناء میں میں نے دیکھا کہ ایک کالا جو با جو بہت ہی سیاہ تھا چراغ
کے پاس آیا چراغ کو بچھانے کی کوشش کی اور اوسکو بار بار حرکت دیتا تھا
اور چاہتا تھا کہ کس طرح چراغ کو بڑا کرے۔ حضرت نے اوسکو منع کیا اور
اس فعل سے باز رکھا اس نے پہچانے کہ چراغ کو گل کرے۔ حضرت نے
بیمبر اوسکو منع فرمایا مگر وہ ویسا ہی بار بار دخل دیکر تکلیف دے رہا تھا
اور خاطر مبارک کو متبشر اور پریشان کرتا تھا۔ یکایک اوس جگہ ایک
تہایت سفید رنگ کی بلی نمودار ہوئی اوس جگہ سے کو بکڑی اور میری
نظر سے غائب ہو کر چلی۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک اور بزرگ

اندر تشریف رکھتے ہیں اور بہارے حضرت شیخ اذکر آگے نماز کی نسبت کی بہت
 بڑا نومی ادب بیٹھے ہیں اور ادب کی رعایتوں کو مد نظر رکھ کر لازم تعظیم و تکریم
 بحال رہتے ہیں۔ اوپر بہت ہی بہت تواضع و انکسار ظاہر کر رہے ہیں۔
 اس بزرگ نے حضرت سے کچھ فرمایا جسکو میں نے سنا مگر بالکل سمجھ نہ سکا
 اور نہ اسکا مضمون معلوم کر سکا۔ اس بزرگ کے حجرہ کے اندر تشریف
 لانے سے مجھے نہایت تعجب و حیرت ہوئی۔ کیونکہ دروازہ بند تھا اور
 میں خود وہاں بیٹھا تھا جب رات ختم ہوئی اور صبح صادق کے نور سے
 سینا ہی کا فور ہوئی گریبان سحر جاک ہوا۔ سیرے ایک ایک کر کے
 روپوش ہو گئے۔ چراغ ٹھنڈی ہو گئے۔ شمعیں گل ہوئیں۔ اور آفتاب
 نے خانہ مشرق سے بلند ہو کر طرف مغرب کے قدم بڑھایا تو میں قدم بڑھا
 کے لئے حضرت کے پاس گیا اور یہ بھی ارادہ کئے ہوئے گیا کہ شب
 کے واقعہ کا حال دریافت کروں لیکن حضرت کی ہیبت سے مجھ میں اتنی
 جرات نہ تھی کہ کچھ پوچھ سکوں۔ قبل اس کے کہ میں کوئی بات زبان سے
 نکالوں خود حضرت نے زبان دربار گوہر ثار سے فرمایا وہ پوچھا جو کل رات
 تو نے دیکھا ابلیس لعین تھا۔ وہ اس لئے آیا تھا کہ ٹھیکو حق جل و علی
 کے شغل سے برگشتہ کرے تو مجھ کو اس راہ سے پھرے اور دلعین
 و سوسہ ڈالے۔ وہ سفید پٹی اس کے دفع کرنے کے لئے حضرت قطب قطاب
 و وہ چہانی محبوب سبحانی بندگی مخدوم سید اسادات سید محمدی الدین ابی محمد
 الشیخ عبدالقادر حسنی المصطفیٰ الجعفی الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه

کے جانب سے پہنچائی گئی تھی اور وہ بزرگ حضرت سلطان الاولیاء خود تھے اور اس عرض سے تشریف لائے تھے کہ مجھ کو خبر کریں کہ کس طرح آپ نے سفید پانی کو بھیج کر شیطان کو دفع کر لیا اور آپ نے مجھے یہ بھی بشارت دی کہ میں ہمیشہ تیری اولاد اور تیرے پیروؤں کے دشمنوں کو ہون ہی منع کیا کرونگا۔

واللہ اعلم بالصواب

اور نقشبویں حکایت

ذکر الصالحین سعید الدین شیخ حسین بن حضرت مرشد الکرم بندگی مخدوم شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی بن قطب آفاق بالاتفاق عالم اسرار نہانی بندگی شیخ محمد الشریف القادری الملتانی قدس سرہ نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ماہ رمضان المبارک کے ایام تھے۔ میں ایک رات آخر شب خواب سے بیدار ہوا تو دیکھا کہ بادلوں کے ٹکڑے آسمان پر پہلے ہوئے تھے۔ افق سفید و شفاف ابر سے گہرا ہوا تھا۔ اسی کی سفیدی کچھ کچھ صبح صادق کے آثار بتائے دیتی تھی۔ میں نے سمجھا کہ سپید صبح کو ابر نے چھپا رکھا ہے اسلئے اسکا نور اچھی طرح نہیں چمکا۔ مگر رات ختم ہوئی اور صبح آیت قریب ہوئی اسی گمان سے میں مسجد میں گیا۔ اذان دی اور نماز فجر کی تیاری میں مشغول ہوا۔ بانگ نماز سنکر اصحاب مسجد میرے پاس جمع آئے اور مجھ سے کہا کہ تم نے اس وقت اذان کیوں کہی ابھی تو رات

باقی ہے۔ یہ کہہ کر وہ سب کہانے پینے کی طرف متوجہ ہوئے اور سحری کرنی
 چاہی۔ مین نے انہیں منع کیا اور سحری کھانے سے باز رکھا اور ڈوٹے
 ہوئی جلدی سے حضرت جدی قطب زمان قدس اللہ سرہ کے خانہ مبارک
 کی طرف گیا۔ وہاں حضرت کو آپ نے حجرہ مطہرہ میں بیٹھے ہوئے
 پایا۔ مین نے کہا اے حضرت دادا جان احباب مسیہ کہتے ہیں کہ ابھی
 رات باقی ہے اور سحری کہانی چاہتے ہیں۔ پس حضرت نے فرمایا کہ
 تو بہت جلد انکے پاس جا اور کہہ کہ اس وقت کچھ کھائیں یا پینیں نہیں کیونکہ
 صبح صادق ہو چکی ہے۔ مین مسیہ میں آیا۔ جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا
 اس نے کہا۔ مین نے ابھی بات تمام نہ کہی تھی کہ ابرہہ شکرہ کی طرف ہوا اور
 جہان صبح کے نور سے منور ہوا۔ حضرت کا قول مبارک تصدیق کو بھونکا
 اور سب نے ہی تصدیق کی اور کہا کہ قطب الانام نے اپنے باطن سے
 یہ معلوم کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تیسویں حکایت

قدوة السالکین عمدة العارفين مقبول ملک الباری شیخ ابوبکر
 رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ مین نے ایک رات خواب
 میں حضرت قطب الاقطاب سلطان الاولیاء والا جناب غوث الصمدانی
 بندگی محمد الدین ابی محمد السید عبدالقادر حسن الحسینی الجعفری البھیلانی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ وارضاه عنا کو دیکھا کہ آپ کی ایک چشم مبارک بند اور دوسری

کھلی ہوئی ہے۔ میں آپ کے نزدیک گیا۔ قدم بوسی و لوازم عبودیت بجا لانے کے بعد ہانکسار تام و بادب تمام خدمت اقدس و اعلیٰ میں عرض کیا کہ اسے میرے قطب الاقطاب آپ کی چشم مبارک شریف کو کیا ہو گیا ہے؟ کیونکہ بندہ فراموش ہے؟ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس کو کبھی میں شیخ محمد قادری کو رکھتا ہوں اس لئے اس کو بند رکھی ہے۔ جب میں بیدار ہوا تو چاہا کہ یہ واقعہ حضرت قطبی شخصی مرشدی بندگی مخدوم شیخ محمد قادری قدس سرہ الغریز سے عرض کروں اور آپ کو اس سے آگاہ کروں۔ چنانچہ اسی غیبت سے میں حضرت کی خدمت فیض رحمت میں گیا۔ قبل اس کے کہ میں کوئی بات زبان سے نکالوں خود حضرت نے مجھے اوس سے آگاہ کیا اور اوس کو اس معنی میں ظاہر فرمایا۔ لی مقعد صدق عندلیک مقتدر (مقتدر بادشاہ کے پاس میرے لئے صدق کی ایک نشست گاہ ہے)۔ پس میں سمجھا اور حضرت سلطان الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاء عنہا کے پاس آپ کا مقام و مرتبہ معلوم کیا۔ ولا حرمنا من برکات شفاعتہما فی الدنیا و الآخرۃ (اور نہ محروم کرے ہم کو ان دونوں کی شفاعت سے دنیا اور آخرت میں)۔

واللہ اعلم بالصواب
ایک تیسویں حکایت

حضرت ولی الفاضل الکامل شیخ الاسلام و المسلمین بندگی مخدوم شیخ بدر الدین قدس سرہ سے نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ حضرت قطب الاقطاب الہی

سلطان الاولیاء اکرام قطب بغدادی سید السادات محمد الدین ابی محمد السید عبد القادر
الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عنا کے آیام عرس میں
ایک روز حضرت والدی قطب العظام غوث اکرام دبی الباری ابو الفتح شمس الدین
شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ العزیز نے مجھے زبان مبارک سے
فرمایا کہ آدمی جمع ہوئے ہیں اور میدان حضرت قادریہ کے زمرہ میں داخل ہونا
چاہتے ہیں۔ تو اپنے بہائی شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی کے پاس جا
اور اس سے کہہ کہ وہ میری جگہ میں بیٹھے اور وہ خود اپنے ہاتھ سے تمام
کو مرید کرے۔ میں اپنے بڑے بہائی کے پاس گیا۔ جو کچھ حضرت والد
قدس اللہ سرہ نے مجھ سے فرمایا تھا اسے کہا۔ حضرت کا یہ ارشاد سنا کہ انہوں
نے عذر و انکار در بیان لایا اور لوگوں کو مرید نہ کیا اور فرمایا کہ میں اس امر
عظیم کی لیاقت نہیں رکھتا ہوں۔ اس پر سے کام کے اوٹھانے لگی
توانائی مجھ میں نہیں ہے اور نہ اتنی جرأت ہے۔ میں حضرت والد کے پاس
گیا۔ جو کچھ میرے بہائی صاحب نے مجھ سے کہا تھا عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا
کہ تو دوبارہ جا کر اس سے کہ۔ عرض میں نے دوسرے وقت بھی جا کر کہا
مگر انہوں نے قبول نہ کیا اور لوگوں کو مرید نہ فرمایا۔ پھر تو حضرت والد قدس
اللہ سرہ خود باہر تشریف لائے اور خاص دست مبارک سے سب کو مرید
فرمایا اور حضرت قادریہ کے سلسلہ میں انہیں منسلک کیا۔ اس واقعہ کے
واقع ہونے کے تین روز بعد میرے بڑے بہائی شیخ ابراہیم المعروف بہ
مخدوم جی قدس اللہ سرہ میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے کہا کہ اس

بہائی شیخ بدر الدین جصوت حضرت والد نے مجھے ارشاد فرمایا تھا کہ لوگوں کو مرید
 نہ کر۔ مگر میں نے حکم نہ مانا اور مرید نہ کیا تھا اور سوقت سے میں اپنے میں غیب
 کے واردات پسندیدہ حالات اور ذوق و شوق کے قلبی مکاشفات سے
 کوئی بات نہیں دیکھی۔ سب باتیں گم ہو گئی ہیں۔ میں یکایک ان نعمتوں سے
 محروم ہو گیا ہوں۔ حضرت کا حکم ماننا تو مجھ پر ضرور تھا مگر میں نے صرف حضرت
 کے ادب کی رعایت اور تعظیم کے لحاظ کو مد نظر رکھ کر مرید نہ کیا اور اپنے عجز و
 انکسار سے انکار کیا تھا۔ اب تم میرے والد ماجد کی خدمت اقدس میں جاؤ
 حقیقت حال عرض کر کے میری شفاعت کرو اور کہو کہ او سوقت سے میرے
 بہائی نے ارشاد مبارک کی تعمیل نہ کی اور حسب الحکم مرید نہ کیا تمام اسرار
 قلبی گم ہو گئے اور کل حالات دلی دور ہو گئے ہیں اب وہ واقعہ گیا گذرا ہوا
 وہ حضرت کے امر مبارک میں سر تسلیم خم کرنے سے کبھی انکار نہ کرتا مگر صرف
 حضرت کی بزرگی و آداب کا لحاظ تھا کہ اسکی تعمیل سے عذر کیا گیا۔ میرے
 بہائی کے اسرار و حالات اُسے واپس دیکھئے اور اوس سے نظر شفقت
 علیحدہ نہ کیجئے۔ غرض میں حضرت کے پاس گیا اور جو کچھ میرے حضرت
 بہا یصاحب نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا وہ حضرت سے عرض کیا اور کل حقیقت
 ظاہر کی۔ حضرت نے مجھے فرمایا کہ اپنے بہائی کو میرے پاس بلا۔ میں
 حسب الحکم بلا لایا۔ حضرت نے اپنا سینہ مبارک اوس کے سینہ سے ملایا
 اور بہا یصاحب نے جو اسرار کہو دے تھے وہ سب پائے بلکہ اوس سے
 بھی زیادہ پائے۔

بتیسویں حکایت

صالح ذاکر العاشق مقبول کونین شیخ حسین بن حضرت مرشد الکرم شیخ
ابراہیم بن حضرت قطب زمان یگانہ دوران ابو الفتح شمس الدین شیخ محمد ابوالفتح
القادری قدس سرہ سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے ایک روز زارا
کیا کہ قرآن مجید حفظ کروں۔ اُن ایام میں میری عمر چودہ سال تھی جب
میرے حفظ قرآن کی نیت اور ارادہ سے میرے چچا کے بیٹے عارف با دشت
دو الجلال شیخ جمال بن حضرت دلی ذوالاشواق شیخ اسحاق بن حضرت قطب
شیخ محمد الشریف القادری اور برگزیدہ آفاق شیخ عبداللہ بن عاتق قرآن
قطب الجلیل شیخ اسمعیل بن حضرت جدی شیخ محمد القادری قدس سرہ
نے اطلاع پائی تو وہ دونوں صاحب زادے میرے پاس تشریف لائے
اور کہا کہ ہم بھی حفظ قرآن کرنا چاہتے ہیں اور یہ ارادہ مصمم رکھتے ہیں۔ اس
ان دونوں صاحب زادوں کی عمر بارہ بارہ برس کی تھی۔ پس ہم تینوں پہلی
جمع ہوئے اور حضرت جد بزرگوار کی خدمت میں گئے۔ جب حضرت کے ہمارے
ملاکات اشیانہ میں بچھوئے تو آپ کو ہم نے وہاں بیٹھے ہوئے پایا۔ قدم
کے بعد دعا عرض کر کے حضرت سے طالب اجازت ہوئے۔ حفظ قرآن اور
ادسکی کتابش کے لئے آگے وامن بڑھا کر آپ سے فاتحہ کے لئے ہمنے التماس
کی۔ پس حضرت نے اپنی نظر کیسیا انر شیخ جمال پر ڈالی اور فاتحہ پڑھ کر مستحفظ
مستحفظ (یعنی قریب ہے کہ حفظ کریگا) تین مرتبہ فرمایا اور پھر

ناجیہ پڑھی۔ بوندہ شیخ عبداللہ کی جانب نظر کی اور فاتحہ پڑھ کر فرمایا کہ مجھ کو بھی حفظ قرآن حاصل ہوگا اور تیرے ذہن سے وہ بہولانہ جائیگا۔ پھر گشتہ انتفا کو میری طرف پہنچا۔ کچھ وقت تک سرنگون ہو کر مراقبہ میں رہے بعد میں کہہ اٹھا کہ مجھے فرمایا کہ تیرے فرزند دن کو حفظ قرآن ہوگا یہ نعمت حق سبحانہ تعالیٰ تیرے فرزند کو عطا فرمائیگا۔ اور اسکو حاصل کرنا اوس کے نصیب میں ہے۔ مین اوس زمانہ میں فرزند نہ رکھتا تھا۔ بلکہ میری سنگوچہ بھی نہ تھی۔ حضرت کے اس سخن سے بہت تعجب کر کے ہم یتیموں و بان سے باہر آئے اور قرآن کو حفظ کرنا شروع کیا۔ پس اُس حضرت بندہ نواز کی وفات کے ایک مدت دراز کے بعد ان ہر دو صاحبزادوں کو حفظ قرآن میسر ہوا وہ اعلیٰ درجہ کے حافظ و قاری ہوئے۔ راوی مذکور کہتے تھے کہ میں جسوقت قرآن شریف یاد کرنا شروع کرتا تو اپنے مین ہرگز اوسکے حفظ کرنے کا ملکہ نہ پاتا۔ لیکن اصل میں جو اس نعمت کے حاصل کرنے کی کوشش کی وہ لا حاصل ہی ثابت ہوئی مین بالکل قدرت نہ پاسکا۔ یہاں تک کہ مین جوان ہوا۔ اور ایک عورت سے میرا نکاح ہوا۔ خدا تعالیٰ نے مجھے ایک لڑکا عطا فرمایا اوسکا نام مین نے محمد رکھا اور حضرت کے ہمنام کر دانا۔ جب وہ نوبت بس کا ہوا تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کلام اللہ حفظ کیا اور حافظ و قاری ہوا۔ حضرت کا قول مبارک ہم یتیموں کے حق میں صحیح ہوا اور تصدیق کو پہنچا۔

واللہ اعلم بالصواب

تیسویں حکایت

قدوة الصلحا حافظ علی ابن شیخ حسان کو میری سے فتنل رہے۔ روز
تھے کہ ایک روز میں اور میرے والد حضرت قطب الابرار عالم اسرار غوث
الصلحانی بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کی خدمت
بابرکت میں حاضر ہوئے۔ میں اس زمانہ میں کودک صغیر تھا۔ جب ہم
خدمت میں پہنچے تو اس وقت حضرت ابنی مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔
اور حضرت کے مریدوں سے بہت سے علما۔ صلحا اور فقرا آپ کے گرد گرد
بیٹھے تھے۔ ہم بھی حضرت کے آگے ہنایت تواضع اور بہت ادب سے بیٹھے
اس وقت حفظ قرآن کرنے کا خطرہ میرے دل میں گذرا اور اسکا ارادہ مصمم
ہوا۔ پس میں اس خیال سے حضرت کے نزدیک ہوا کہ آپ سے عرض
کر کے اسکی اجازت حاصل کروں۔ یہاں تک کہ حضرت نے میری طرف
نظر کی اور اپنی توجہ میرے حال پر بندول فرمائی۔ قبل اس کے کہ میں
کوئی بات عرض کروں خود حضرت نے زبان گوہر نشان سے فرمایا اے شیخ
حسان یہ کچھ تیرا بیٹا ہے؟ والد نے جواب دیا ہاں کی قطب الرحم فرمایا کہ یہ
تیرا فرزند قرآن حفظ کریگا اور حافظ ہوگا۔ وہ جب تک زندہ رہیگا اس
قرآن جہولانہ جایگا۔ حضرت کے یہ فرماتے ہی میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور
فاتحہ کے لئے حضرت کی طرف دامن بڑھایا۔ حضرت نے فاتحہ پڑھی اور
میرے لئے دعا فرمائی۔ پس میں جب جہولان ہوا تو لشکر میں بہرتی ہوا

اور حفظ قرآن کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ اسی طریق پر میرے بہت سے سال اور بے شمار جیسے گزر گئے۔ ایک روز حضرت کا قول مبارک سچے یاد آیا۔ تو اپنا پیشہ لشکر ہی چھوڑ کر قرآن یاد کرنا شروع کیا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تھوڑے ہی عرصہ میں حفظ مجھ کو نصیب ہوا اور میں حافظ قرآن ہو گیا۔ اس وقت حضرت رحلت فرما چکے تھے اور دار نعیم میں اپنے محبوب قدیم کے پاس پہنچ گئے تھے۔ میں اس وقت تک قرآن پورا نہیں ہوں وہ مجھے اسی طرح حفظ ہے۔ فذکر صادق قولہ (بس یاد کیا میں نے اوس کے قول کی سچائی کو) واللہ اعلم بالصواب

چوتھے سیر میں حکایت

مقبول آلہ شیخ عبد اللہ القادری العربی سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ میں اپنے شہر میں قرآن مجید کے بیس پارے یاد کئے تھے۔ اور آخر کے دس پارے ہر جہد حفظ کرنے کی کوشش کرتا لیکن انکے یاد کرنے کی اپنے میں قدرت نہیں پاتا تھا۔ اوپر ہر گز قادر نہ ہو سکا۔ یہاں تک کہ میں نے اپنا شہر چھوڑا اور اللہ تعالیٰ کے شہروں میں سفر کرتے ہوئے سیر کرنے لگا۔ میرا ارادہ تھا کہ کسی اہل اللہ قادری کو پاؤں اوسکے ہاتھ پر بیعت کر کے اوسکا مرید ہوا ہوں جب دکن کے شہروں سے شہر بیدر میں پہنچا اور اندر داخل ہوا تو ایک مرد نورانی منظر آثار سجائی یہاں تمام ہیبت و شان و عظمت کے میرے سامنے آیا اور کہا اے عبد اللہ جا اور شیخ محمد سے ملاقات کر کہ وہ علی اور قادری ہے۔ اوسکے میرا نام جاسنت سے مجھے تعجب ہوا کیونکہ میں

پہچانتا نہ تھا اور نہ کہی دیکھا کہین تھا۔ پس حضرت کے خانہ ملائک شہبانہ
 کی طرف میرا گذر ہوا۔ میں نے حضرت کو آپ کی خانقاہ میں بیٹھا ہوا پایا۔
 مسکراتے ہوئے مجھ پر نظر کی اور فرمایا تو اپنے ارادہ سے نہیں آیا ہے بلکہ حضرت
 قطب الاقطاب سلطان الاولیاء والاجنباء عنوث الصبرانی سید السادات
 محی الدین ابی محمد السید عبدالقادر الحسینی الحسینی الجعفری البجیلانی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ وارضاه عنا کی اجازت و اشارہ سے یہاں پہنچا ہے۔ وہ حضرت
 میرے شیخ ہیں اور میں قادری ہوں یہ مجھے فرمایا کہ ایک طرف بیٹھ۔
 میں بیٹھ رہا۔ ایک ساعت کے بعد حضرت نے مجھ اپنے نزدیک بلایا۔ بزرگان
 سلف کی طریق پر ارشاد فرما کر مرید فرمایا اور ٹوپی میرے سر پر رکھی۔ میں
 حضرت کا ملازم ہوا اور خدمت شریف میں رہا کرتا تھا اور قرآن کے حفظ کرنے
 کی نیت ہینون سے میرے دل میں تھی۔ یہاں تک کہ رمضان المبارک کا
 چاند آسمان پر ظاہر ہوا اور اپنے نور سے روئے چہان کو منور کیا۔ اس وقت
 حضرت قطب الجلیل بندگی شیخ اسمعیل قدس سرہ کے صاحب زادے
 حاضر تھے اگر وہ ہوتے تو نماز تراویح ختم قرآن کے ساتھ اعلیٰ متابعت
 میں گذاری جاتی کیونکہ وہ حافظ قرآن تھے۔ حضرت شیخی مرشد ہی بندگی
 ابو الفتح شمس الدین شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہ العزیز نے
 مجھے پوچھا کیا تجھے قرآن حفظ ہے؟ میں نے جواب دیا اسے میرے
 سینے میں صرف بیس پارے یاد ہیں۔ دس اجزائے آخری کو لئے ہر جہد
 حفظ کرنا چاہا لیکن اپنے میں اسکی قدرت نہ پائی یہ سنکر حضرت نے مجھ

فرمایا کہ میرے نزدیک آ۔ میں گیا۔ آپ نے فرمایا سو نہ کہوں۔ میں نے
 سنہ کہولا اسوقت آپ نے میرے سنہ میں کچھ بڑا کرم فرمایا اور لعاب مبارک
 کا کچھ اثر میرے خلق میں بہہ ہو چکا یا۔ اوسوقت خدا کے تقدس تعالیٰ نے مجھے
 قدرت بخشی۔ جملہ دس پارسے بقایہ دین سے ہر روز ایک پارہ یاد کرتا اور
 ابھی طرح حفظ کر لینا تھا اور اوسے رمضان مبارک میں نماز تراویح میں
 پورا قرآن پڑھا۔
 واللہ اعلم بالصواب

پنٹیسویں حکایت

ان ہر تین بہائیوں شیخ الصالح المعنی پسندیدہ افعال شیخ جمال و شیخ
 الکامل و خیر الفاضل مقبول ملک یوم الدین شیخ شمس الدین اور شیخ العارف
 باللہ تعالیٰ شیخ عیسیٰ غفر اللہ عنہم سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ہم نے اپنی
 والدہ منکوحہ حضرت شیخ العارف باللہ الزراق بندگی شیخ اسحاق بن حضرت
 قطب الصمدانی ابو الفتح شمس الدین شیخ محمد المشریف القادری الملتانی قدس
 اللہ سرہ سے سنا ہے اور یاد رکھا ہے۔ وہ فرماتی تھیں کہ ایک روز
 حضرت سرور اولیا مریض الاقیام محبوب صمد شیخ محمد قدس اللہ سرہ اپنے
 مکان کے برآمدہ میں تشریف رکھتے تھے اور میں اندر مکان میں تھی۔ شیخ
 حضرت کے آگے ایک ترخ رکھی دیکھی۔ دل میں کہی کہ حضرت کو لوگ خدا کا ولی
 کہتے ہیں اور اندر کا جاننے والا سمجھتے ہیں۔ اگر حضرت نے وہ ترخ میرے
 پاس بھجوا دیا اور مجھے دیدیا تو جب میں تحقیق جانوں گی کہ آپ کو ولایت قطبیت

ضرور حاصل ہے یہ بات میں نے ابھی اپنے دل میں تمام نہ کہی تھی کہ حضرت
کی نیک بخت خادمہ زینب میرے پاس آئی اور اس نے پوچھا کہ تمہارے بیٹے
شمس الدین کہاں ہیں؟ انکے حضرت دادا جان نے انہیں یاد فرمایا ہے اور
اپنے پاس بلایا ہے۔ جہان لڑکا تھا میں نے اسے اور اس جگہ کا نشان دیا
اور دکھا بھی دیا۔ پس وہ خادمہ مذکورہ اسکو حضرت کی خدمت میں لے گئی
بعد ایک ساعت کے میرا بیٹا شمس الدین وہی ترخ میرے پاس لے ہوئے
آیا اور کھاکہ میرے حضرت جد بزرگوار مغل اسرار نے تمہارے پاس بھجوا
ہے اور مجھے فرمایا ہے کہ تو اپنی والدہ سے کہہ کہ انی راضی عنک (میں
نتجسے راضی ہوں) میں اس فعل سے نہایت متحیر و متعجب ہوئی اور
حضرت کی ولایت و قطیعت کا اقرار کیا اور یقین جانا کہ آپ صاحب باطن

واللہ اعلم بالصواب
چھٹیسویں حکایت

مقبول ذوالمین شیخ علی سے جنکو علی قریشی بھی کہتے ہیں نقل ہے
وہ کہتے تھے کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں مرید اس شخص کا ہوں
جو مجھے کہے کہ تو میرا مرید ہے۔ اسی خواہش کو دل میں لے ہوئے وکن کے
شہر وین سفر کرتا۔ اور جا بجا پھرتا تھا۔ جو کوئی مرشد کامل اور شیخ کامل
کا پتہ بتاتا میں وہاں پہنچتا اور اس سے ملاقات کرتا تھا چنانچہ اسی
والدہ میں بارہ برس گزرے مرشد کی طلب میں اتنی مدت تک کہاں سے

کہاں بہتر تارہا مگر اپنی مراد کے موافق کسی کو نہ پایا۔ یہاں تک کہ جب حضرت
 گنجینہ اسرار توحید و غزینہ نکات تفسیر قطب العظام میرشد الخاں والعام علی
 الغنی الباری شمس الدین ابوالفتح شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہ کے
 اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ و مخلوق سے بستے توحضرت کے پاس آیا۔
 حضرت مسیحا مین تشریف رکھتے تھے۔ بہت سو حضرت یزدان کے طالب آئینہ کے کہہ رہے
 تھے۔ مگر اقبہ مین ڈوبے ہوئے نہایت تواضع اور توجہ کے ساتھ حضرت کے گرد و برگرد
 نمودار ہوئے تھے۔ حضرت کی وجاہت و ہیبت دیکھتے ہی میرادل و ڈر کا
 اور میرے سینہ کی ہڈیاں پارہ پارہ ہو کر گرنے کو ہو گئیں۔ جب میں نے کہا
 بھونچا تو حضرت نے اپنی زبان مبارک سے مجھے فرمایا کہ تو میرا مرید ہے۔
 مجھے مرید ہو۔ یہ سنتے ہی میں حضرت کے پائے مبارک پر گر کر آپ نے
 مجھے فرید کیا اور اپنے دست مبارک سے قادریہ کی ٹوپی میرے سر پر
 رکھی اور تمام اذکار قادریہ و شطاریہ۔ جلسے و مراقبے انکی سوا اور
 بہت سی باتوں کی مجھ پر تعلیم دی میں نے زمانے کے تمام مشائخ و
 مالک کرامات جلیہ و مقامات علیہ میں کسی ایک کو بھی حضرت کے برابر
 نہ پایا حضرت اپنی آپ نظر تھے فی الحقیقت میں نے کسی کو ایسا صاحب
 کمال نہیں دیکھا۔

واللہ اعلم بالصواب

سنیتیسویں حکایت

بن شیخ نظام القادری الہمتوری سے

مفتخ الامام شیخ محمد

نقل ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد شیخ نظام سے (شکا ذکر او پر) کہا
 (ہے) سنا اور یاد رکھا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ میں اپنے دل میں یہ ارادہ
 کئے ہوئے تھا کہ میں یوں ہرگز کسی کا مرید نہ ہوں گا۔ جب تک کہ وہ خود
 اپنی صورت مجھے خواب میں نہ دکھائے اور مجھے تو مرید میرا ہے نہ کہے۔
 میرے باپ اور دادا حشری تھے۔ اور عقیدہ جشیہ سے بہت خلوص
 رکھتے تھے۔ اسی ارادہ میں میرے دن گزرے اور ایک زمانہ نصرا
 کو بھونچا ایک رات میں نے ایک مرد مہیب کو خواب میں دیکھا چنانچہ
 میں اس کے دیکھنے کی ہرگز تاب نہ لاسکا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ تو میرا
 مرید ہے اور اسی خواب میں اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ پرید کیا۔ جب
 میں نیند سے چونکا اور خواب سے بیدار ہوا تو میرے مرید کرنے والے
 کی صورت مجھ سے پہولی نہ گئی وہ ہمیشہ میری پیش نظر رہتی تھی۔
 میں نے اپنے شہر میں کسی کو اس صورت کا نہ پایا۔ یہاں تک کہ میں
 شہر بیدر میں آیا۔ یہاں بہت سے چھوٹے بڑے مشایخ دیکھے۔ اکثر
 مشایخون سے ملاقاتیں بھی کیں لیکن کسی کو اس صورت و ہیئت کا
 جسکی شبہ است میں نے خواب میں نے دیکھی تھی نہ پایا۔ یہاں تک کہ
 ایک کہنے والے نے غیب سے ندادی اور اس بات کو ظاہر کیا کہ اگر تو
 ایسے مرشد کو چاہتا ہے جو بحر وحدت میں ڈوبا ہوا ہو اور ایسے
 شیخ کو تلاش کرتا ہے جو آتش محبت میں جلا ہوا ہو تو تو شیخ محمد قادی
 کے پاس جا اور آپ سے ملاقات کر کہ وہ اس زمانہ کے شیخ عظیم اودا

اور قطب کریم مین - پس میں حضرت کے مکان کی طرف روانہ ہوا جب ہاں
 پہونچا تو حضرت کو اپنی مسجد میں بیٹھ ہوئے پایا اور فقرا - صلیحا اور علما کی ایک کثیر
 جماعت حضرت کے گرد بیٹھ دیکھی - ان میں سے کسی نے مجھے نہ پہچانا -
 جب میں نزدیک پہونچا تو ان میں اپنے چچا شیخ بڈہ کو بیٹھ ہوئے دیکھا -
 جب میں نے قطب الانام شیخ العظام بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری
 کی طرف نظر کی تو بعینہ وہی صورت دیکھی جو اس رات خواب میں دیکھی تھی
 میرے چچا شیخ بڈہ نے میری جانب اشارہ کر کے حضرت سے کہا کہ اسے
 قطب الامام عالی مقام یہ میرے بہائی کا لڑکا ہے حضرت نے زبان مبارک
 سے فرمایا کہ یہ تو میرا مرید ہے - میں نے اسکو اپنے ہاتھ سے پکڑا ہے
 اور دینی کاموں میں اسے تائید دی ہے - یہ کھکر حضرت نے مجھے اپنے
 نزدیک بلایا - بزرگان سلف کے طریقہ پر ارشاد فرمایا - قادیہ کی ٹوپی
 مجھے پہنائی اور تمام اذکار و مراقبات و جلسات کی مجھے تعلیم دی اسوقت
 سے میں حضرت کا ملازم ہوا اور آپکی خدمت میں رہکر بہت سے نوائد
 حاصل کئے - اس زمانہ میں کسی کو بھی ولایت میں حضرت کے برابر نہ دیکھا
 حضرت اپنے آپ ہی نظیر تھے - واللہ اعلم بالصواب -

ارٹھیسویں حکایت

قدرة الصادقین برگزیدہ درگاہ یا موسیان بانو المصطفیٰ بن اشرف غا
 بن قاضی فرید تلوار می سے نقل ہے - وہ کہتے تھے کہ ایک روز میں اسے

ارادہ کیا کہ شہر سیدرجاؤن اور وہاں سید ابوالحسن رحمہ اللہ فرید ہو آؤں۔
 آپ مخدوم الخاویم شیخ العظیم ولی کار ساز بندگی مخدوم سید محمد گیسو دراز الجینی
 قدس سرہ کے اولاد سے تھے اور آدمیوں کو ارشاد فرمایا کرتے تھے چنانچہ
 اسی نیت سے میں روانہ ہوا اور آپ کے شہر کی راہ لی۔ جب میں اوس شہر
 کے دروازے پر پہونچا تو میرے دل میں حضرت قطب الآفاق بالاتفاق
 صاحب حالات و الکلمات بندگی شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ
 کی ملاقات کا خطرہ گذرا۔ میں نے ارادہ کیا کہ پہلے اس مرشد الابرار
 کے دیدار فیض آثار سے مشرف ہو لوں۔ کیونکہ حضرت کے اوصاف
 حمیدہ و اخلاق پسندیدہ عالم دنیا کی افواہ سے بہت سنئے تھے۔ لیکن
 حضرت کو دیکھا نہ تھا۔ اور شرف بابوسی سے مشرف نہ ہوا تھا۔ یہاں
 کہ حضرت کے دیدار کا اشتیاق غالب آیا۔ اور میں حضرت کے ہی دست
 سرائے کی طرف روانہ ہوا۔ جب در دولت پر پہونچا تو حضرت کو وضو کرتے
 ہوئے پایا۔ ایک خادم پانی کا ظرف ہاتھ میں لئے کھڑا تھا اور حضرت
 شیخ کے دست مبارک پر پانی ڈال رہا تھا۔ پس میں نے اپنے دل میں
 نیت کی کہ اگر حضرت پانی کا ظرف جسکو خادم لئے کھڑا پانی ڈال رہا ہے
 مجھے دلوادین اور دست مبارک پر مجھے پانی ڈالنے کو فرمائیں تو میں حضرت
 مرید ہونگا اور اپنے کو سلسلہ قادریہ میں منسلک کرانوں گا۔ یہ بات میرے
 دل میں ابھی تمام نہ ہوئی تھی کہ اس حضرت بے نظیر روشن ضمیر نے مجھے
 اپنے نزدیک بلایا اور وہ آپ ظرف جسکو خادم لئے ہوئے تھا مجھے دلوایا اور

اپنے دست مبارک پر ربانی ڈالنے کو فرمایا۔ میں اوس وقت اطاعت میں تسلیم
 جم کینا اور اسکو اپنی سرفرازی و کامرانی سمجھ کر ویسا ہی کیا جب تک حضرت نے
 وضو ختم نہ کر لیا میں نے وہین اقامت کی۔ اور ربانی ڈالتا رہا۔ غرض جب حضرت
 نے وضو اور نماز سے فراغت پائی تو مجھے اپنے نزدیک بلا کر بیٹھایا اور پوچھا
 کیا تو مرید ہونا چاہتا ہے؟ میں نے جواب دیا ہاں اسے قطب الامم۔
 پس حضرت نے مجھ پر اپنے دست مبارک سے پکڑ کر مرید کیا سبزرگان سلف کے طریق
 ارشاد فرمایا اور تمام اذکار و ارا و کی تعلیم دی الحمد للہ الذی جعلنی مریدہ (شکر ہے اس
 اللہ کا جس نے گردانا ہو کو اسکا مرید) واللہ اعلم بالصواب۔

انشاء لیسویں حکایت

صالح الذاکر الشاغل شیخ ایوب تلواری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے
 وہ کہتے تھے کہ جب میں نے حضرت قطب الانام عزت الکرام منقر الاویلیا
 الزمانی ابی الفتح شمس الدین محمد الشرف القادر علی الملکانی قدس سرہ کے
 دست مبارک سے خرقہ خلافت پہنا تو وہیں چند روز حضرت کی ملازمت میں رہا
 میں ایک رات کچھ خواب اور کچھ بیداری کی حالت میں تھا۔ اسوقت اللہ
 تعالیٰ کے نزدیک کے بلند مقام سے میں نے ایک آواز سنی۔ ایک کہنے
 والا کہہ رہا تھا کہ سلطان الانبیاء والمرسلین حبیب رب العالمین ابی القاسم
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم اور شیخ محمد الشرف القادر
 قدس سرہ پر ولایت ختم ہے۔ اور تمام انبیاء حضرت سلطان الانبیاء

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر فخر کرتے ہیں کہ آپ انہیں ہیں اور تمام اویا اللہ تعالیٰ حضرت شیخ محمد قادری ولی زمانہ پیرناز کرتے ہیں کہ آپ جیسے ولی اللہ تعالیٰ اون میں موجود ہیں۔ پس جب میں جاگا اور نیند سے بیدار ہوا تو حضرت کا اعلیٰ درجہ اور بلند مرتبہ معلوم کیا۔ میں نے چاہا کہ اس قصہ کی حضرت کو اطلاع دوں اور آپ کو اس مرتبہ سے آگاہ کروں۔ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ قبل اس کے کہ میں کوئی بات عرض کروں حضرت نے مجھے فوراً ہی اس کے چہرے سے منع فرمایا اور تاکید کے طور پر دھمکا ہدایت کی کہ خبردار میری زندگی میں اس واقعہ کو کسی سے نہ کہنا واللہ اعلم

بالصواب

چالیسویں حکایت

وہی مذکورہ بالا شیخ ایوب رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ جب حضرت شیخ الاسلام والمسلمین قدوة العارفين مرشد الخلائق ولی الغنی الباری شیخ جلال القادری البرہانینوری ایک جماعت کثیر کے ساتھ صہبہن بہت سے آدمی۔ پیادے اور سوار شامل تھے شہر بیدریں آئے اور آپ نے حضرت قطب الانام غوث الکرام المتجلی تجلیات الغافری (جلوہ گر ہونے والے اللہ کی جلوہ گریوں سے) الی الفتح شمس الدین شیخ محمد الشرف القادری قدس اللہ سرہ کے خانہ ملائکہ اشیانہ میں نزول فرمایا تو میرے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا اور یہ خیال جاگزیں ہوا کہ یہ دونوں حضرات حضرت

شیخ العارفین فرشتہ المفرزین قطب العالمین مخدوم شیخ بہار الدین القادری
 الانصاری المدہوی الدولت آبادی کے خلیفہ ہیں۔ پس ان دونوں بزرگوار
 صاحب اقتدارین سے ائمہ بزرگ بزرگ کے نزدیک کسکو بزرگی و برتری زیادہ
 حاصل ہے میں نے اس نیت کا ارادہ کیا اور اسی خیال سے سو گیا۔ میں نے
 خواب دیکھا کہ ایک آدمی کہتا تھا کہ کہاں شیخ محمد اور کہاں ایک افضل۔ خداوند
 تعالیٰ سے ولایت سے اللہ تعالیٰ عروج کے نزدیک آپ سے بڑھ کر کسی کو رسائی
 نہیں ہے کوئی آپ کے مانند ہر گز ہو سکتا نہیں۔ اور شیخ جلال کو ابھی
 کچھ دنیا کی خواہش باقی ہے اور وہ بندہ عقبا میں گرفتار ہیں۔ جب میں بیدار
 ہوا تو بہ زور دگار کے نزدیک اس حضرت کی منزلت معلوم کی اور خدمت کی
 ملازمت کو بخوبی سمجھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اکتالیسویں حکایت

حضرت شیخ الاسلام والمسلمین بندگی مخدوم شیخ بہار الدین نور اللہ مرقدہ سے
 نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ میں ایک روز حضرت والدہ قطب النظام مفرز
 الانام شہی مرشدی ابی الفتح شمس الدین بندگی شیخ محمد الشریف القادری قدس
 اللہ سرہ کے حجرہ مقدس میں بیٹا گیا۔ وہاں حضرت کو قبلہ کی طرف متوجہ بیٹھے
 پایا۔ اور ایک عورت جو بیٹھے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھی حضرت والدہ کے
 آگے دست بستہ کھڑی ہوئی نہ کہی۔ میرے اندر قدم رکھتے ہی فوراً وہ عورت
 فرار ہوئی۔ حضرت نے اسکو پکڑنے کے لئے مجھے حکم فرمایا۔ وہ میرے آگے

پہلے گئے ہی میں اس کا پیچھا کیا اور تعاقب میں دوڑا۔ حبیب میں نے اپنا ہاتھ
 اور سپردار تو اس کے کپڑے کا ٹکڑا میرے ہاتھ میں رہا اور وہ نظر سے ناپید ہو
 میں اس کپڑے کے ٹکڑے کو لئے ہوئے حضرت قدس اندر سرہ کر پائس
 حاضر ہوا اور عرض حال کیا۔ آپ نے زبان دربار گوہر شارسے مجھ سے پوچھا کیا تو اس
 عورت کو پہچانتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ عورت دینا کھج
 وہ ہر وزیرے پاس آتی ہے اور گڑ گڑا کر مجھ سے کہتی ہے کہ تم مجھے قبول کرو اور
 اختیار کرو۔ اس کے بعد آپ نے اپنا ہاتھ ڈال رہی مبارک پیر پیر کر فرمایا کہ حبیب
 میں محمد قادری زندہ ہوں۔ ہرگز وہ اور میں ایک جانتے ہیں ہونگے اور تم کو
 اسی قدر واسطے روزگار کے کافی ہے والدہ اعلم بالصواب۔

بیابان میں حکایت

میرے پیر و مرشد حضرت دادا جان بندگی شیخ بدر الدین مذکور قدس
 سے نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ ایک روز حضرت والدی قطب الباری شیخ
 محمد الشریف القادری واسطے زیارت کے ایک مقبرہ کی طرف روانہ ہوئے۔
 آپ تفریح کرتے ہوئے تشریف لے جاتے تھے۔ آپ کے ہمراہ فقرا۔ فقہا
 اور صلحا کی ایک کثیر جماعت تھی اور میں بھی تھا۔ جس وقت صائغہ زبان بی بی
 ریحان رحمۃ اللہ علیہا کے قبر پر پھونچے تو حضرت اس جگہ ایک طویل عرصہ
 تک کھڑے رہے۔ اور ہم تمام آپ کی پشت مبارک کے پیچھے کھڑے رہے۔
 جب وہاں سے واپس ہوئے تو ہم نے اس قطب الانام سے اس طویل قیام کا

سبب پوچھا۔ حضرت والد نے زبان بسا رک سے فرمایا کہ میں نے قبر میں بی بی کو دیکھا کہ وہ اب سوقت قرآن کی تلاوت کر رہی تھیں۔ ایسی حالت میں میں نے یہ چاہا کہ قرآن کے ادب کی رعایتوں کو ترک کروں اور یوں ہی چڑھ دوں۔ اس نے میں نے توقف کیا۔ اور جب بی بی نے اپنا وظیفہ تمام کیا اور قرآن مجید کو گرا دنا تو اب سوقت میں پہرا اور وہاں سے مراجعت کی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تہذیب الیسیوس حکایت

قدوة العبادتین حاجی علاؤ الدین عابد الرحمۃ سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے دل میں نیت کی اور یہ ارادہ کیا تھا کہ میں مرید اس شخص کا ہونگا جو مجھے قبل از اجتماع میرے نام سے بلائے۔ چنانچہ اسی آرزو میں میں سیرایک زمانہ گذرا۔ میں اس خواہش میں اندھا تھانے کے ملک میں سفر کرتا پھرتا تھا۔ اور جس جگہ کسی بزرگ کا نام سنتا وہاں جاتا اور اس سے ملاقات کرتا تھا۔ لیکن کسی کو بھی اپنی مطلب کا نہ پایا۔ یہاں تک کہ حضرت سلطان العارفین قطب الاولیاء ولی الباری بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہ کے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسند سے۔ پس میں حضرت کی طرف روانہ ہوا۔ جب میں حضرت کی خدمت اقدس اعلیٰ میں پہنچا تو آپ نے مجھ میرے نام سے پکارا اور میری نیت اور ولی ارادہ کا اظہار بھی فرمایا۔ میں نے حضرت کو جیسا سنا تھا اس سے سب سے بہتر فرمایا۔ علاوہ اسکے اور بہت سی خوبیاں آپ میں دیکھیں جو کہیں سنی

نہ تھکین۔ پس میں ایسے مرشد کامل کے ملنے سے بہت خوش ہوا اور حضرت صاحب
کا شکرا نہ بجالایا۔ میں مرید ہونے کے لئے حضرت کے نزدیک گیا۔ مگر آپ نے
اس سے انکار کیا اور مرید نہ فرمایا اور یہ کہا کہ تیرے پیر کا معظّم میں ہیں
میں آپ کے اس سخن سے متحیر ہوا۔ میں اس وقت کے کا قصد نہ رکھتا
تھا کیونکہ میں تیار نہ تھا اور روانگی کے سبب اب بھی سر دست دکھائی
نہ دیتے تھے۔ بارے کچھ روز میں نے اس خداوند کی بندگی میں گزار
یہاں تک کہ خدا کے کرنے سے مجھے حجاز سفر کا اتفاق ہوا اور میرا مقصد حجاز
حاصل ہوا پس میں عاجیون کے ہمراہ روانہ ہوا۔ مکہ پہونچکر حج ادا
کیا اور وہیں اپنے پیر کو پایا جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا۔ میں مرید
ہوا اور وہاں سے واپس ہو کر حضرت کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا
صدق قولہ فیما قال (سیح ہوئی اونکی بات جس میں کہی تھی)۔

واللہ اعلم بالصواب

چوالیسویں حکایت

حضرت مرشد الکیم مخدوم المخاریم بندگی مخدوم شیخ ابراہیم المعروف
یہ مخدوم جی نور اللہ مرقدہ سے نقل ہے۔ یہ حکایت آپ نے اپنے حضرت
والد سے سنی تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ میرے کار خیر کے لئے حضرت والد
مشہر انوار الہی مجنون اسرارنا متناہی قطب الباری شمس الدین شیخ محمد ہاشم
الہی قدس اللہ سرہ نے قدوم فیض لزوم گلبرگ شریف تک رجبہ فرمایا

اور وہاں پہونچ کر ایک منبر میں نزول کیا بعد حضرت ولی کار ساز بندگی محمد ص
 سید محمد گیسو دار تو زمر قدہ کی زیارت کا مقصد آپ نے فرمایا۔ اور حضرت موسیٰ
 کی گنبد کی طرف روانہ ہوئے۔ اس وقت بہت سے آدمی آپ کے ہمراہ تھے۔
 جب گنبد کے دروازے پر پہونچے تو آپ نے ایک قدم مبارک دروازے
 کے اندر رکھتے ہی فوراً زیارت نہ کر کے پانوں باہر کھینچ لیا اور پچھلے پانوں
 واپس ہوئے۔ لوگوں نے اس بازگشت کا سبب پوچھا تو آپ نے زبان گوہر
 فشاں اس طرح فرمایا کہ جو وقت میں نے اندر قدم رکھا تو دیکھا کہ اس وقت حضرت
 کی روح پر فتوح قبر میں حاضر نہ تھی۔ اوس جگہ سے رب تعالیٰ کی طرف گئی تھی
 بعد واپسی کے وقت آپ قدوة الصالحین حمیدہ الکاملین مقبول آلہ شاہ
 ید اللہ قدس اللہ سرہ کی گنبد میں گئے۔ اور اس وقت انکی روح کو قبر میں حاضر
 پایا۔ آپ انکی زیارت میں مشغول ہوئے۔ پس شاہ ید اللہ کی روح قبر سے
 ظاہر ہوئی اور آپ پر منکشف ہوتے ہی آپ نے بھی قلوب شریف سے اویس
 اپنی روح مبارک کا پرتو ڈالا پھر حضرت انکی ملاقات میں متوجہ ہوئے اور
 گوشہ خاطر انکی طرف رجوع فرمایا اتنے تین آپ یکایک کیا دیکھتے ہیں کہ
 امام العشاق والعرفاء حضرت سلطان الاولیاء قطب الاقطاب مرتع الانبیاء
 امام المتصرفین محبوب سبحانی سید محی الدین ابی محمد السید عبدالقادر جیلانی
 الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عنہ کا نور بالین ہر
 ظاہر ہوا۔ شاہ ید اللہ کا نور اس نور کے شعاع کی پرتو سے نیست ہو کر
 چلا گیا۔ اور حضرت سلطان الاولیاء اس وقت یہ الفاظ یا بنی الی الی۔

(اسے سرے بیٹے آمیری طرف) کہتے ہوئے ظاہر اور مجتہد آپ ابنی صفت
 میں حاضر ہوئے۔ پس حضرت والدی بندگی شیخ محمد فرماتے تھے کہ میں اور
 شاہ ید اللہ کی طرف ملتفت تھا حضرت قطب الاقطاب رضی اللہ عنہ وارضاً
 عنہ کو دیکھتے ہی ادھر سے پاٹ کر آپ کی طرف متوجہ ہوا اور حضور ہی کے
 شرف سے مشرف ہو کر واپس آیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

پہلیا لیسویں حکایت

حضرت ولی ذوالاشواق مخدوم شیخ اسحاق قدس سرہ سے نقل ہے۔
 آپ فرماتے تھے کہ جب میرے چچے بھائی شیخ فتح اللہ بن شیخ احمد بن
 مخدوم شیخ ابراہیم علیہم الرضوان والغفران بیمار ہوئے تو میرے والد حضرت
 قطب الباری بندگی شیخ محمد الشریف القادری اپنے بھتیجے کے لئے بہت
 غمگین ہوئے۔ کیونکہ آپ اونکو بہت دوست رکھتے تھے۔ اور آپس میں
 نہایت الفت تھی۔ حضرت نے مجھ کو بلا کر فرمایا کہ آپ کے لئے مشغول ہو کر دیکھو
 کہ انکی کیا کیفیت ہے اور کیا ظاہر ہوتا ہے۔ مجھے یہ کہہ کر ادھر آپ ہی
 مکاشفہ میں مشغول ہوئے اور میں اُس ذوالمنن کے حسب ارشاد اس
 حال کے معلوم کرنے میں متوجہ ہوا۔ میں نے غیب سے آواز سنی کہ ایک
 کہنے والا کہہ رہا تھا اور اسم جلال قادر پر کمال کی تسبیح یا ثمیت یا ثمیت
 (اے مرنے والے اے مرنے والے) پڑھ رہا تھا۔ پس یہ کیفیت
 مشاہدہ کرتے ہی میں اپنے والد کے پاس گیا اور جو کچھ سنا تھا خدمت

مبارک میں عرض کیا۔ مگر حضرت کو اس کے قبل ہی مکاشفہ ہو چکا تھا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میں بھی اسی شغل میں تھا کہ حضرت قطب المعشوقین بندگی حضرت سید محی الدین رضی اللہ عنہ وارضاه عنہ بجنتہ دکھائی دے اور مجھے اسے میرے فرزند کے لفظ سے سرفراز کر کے آپ نے مجھے فرمایا یا نبی اکبر (اسے میرے بیٹے چپ رہے) میں اب اسی بات کے اندیشہ میں تھا کہ تم آگئے اور جو کچھ تم نے ہی سنا تھا مجھ سے کہا پس اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے بلکہ یہ یقین ہو تا ہے کہ اب اوسکی زندگی کے دن ختم ہو گئے۔ حضرت غلامی الا کو ان کا حکم ہی یون ہی تھا۔ آخر انہوں نے اسی مرض مذکور سے وفات پائی۔ اور جن کی رحمت کے ہمسایہ میں پہنچ گئے۔ نقلت یا الیٰ اللہ حق وصدق۔ {پس میں نے کہا اسے باپ (جو فرما تھا) حق ہے اور سچ ہے}

واللہ اعلم بالصواب

چہالیسویں حکایت

قطب الجلیل بندگی مخدوم شیخ اسماعیل بن حضرت ولی الباری ابو الفتح شمس الدین شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ سے نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ اوسوقت کا خلیفہ اور اوس ملک کا بادشاہ قاسم برید شاہ بخارا سے چندان اعتقاد و اعتماد نہ رکھتا تھا۔ اوس نے ایک روز چاہا کہ تمام شہر بخارا اور وزویشون کو جامع مسور میں جمع کرے اور ان کے ساتھ نماز جمعہ پڑھے۔ چنانچہ یہ بات ہر ایک کو کہلائی بھی اور انکی اطلاع حضرت

والد کو بھی دی۔ حضرت نے اسکی درخواست قبول کی۔ زادی حضرت شیخ زید
 کہتے تھے کہ قاسم برید کا پیغام پہنچنے سے قبل میرے حضرت والد نے میرے
 بہائی شیخ بدر الدین کو اپنے نزدیک بلا کر فرمایا کہ میں کل جامع مسجد جاؤنگا
 جانے کا اسباب مہیا رکھیں اور چلنے کو مستعد رہیں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ
 قطب الامار کہیں حضرت جمعہ کو دوسری جگہ تشریف نہیں لے گئے اور جمعہ
 ابھی مسجد میں نماز جمعہ پڑھی مگر آج کیا باعث ہے کہ حضرت جامع مسجد
 تشریف لے جانے کا عزم رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم بندہ محکوم
 ہیں۔ جو اسکی رضا ہو اوپر عمل کرتے ہیں۔ ہم اپنا اختیار نہیں رکھتے
 میں نے اویس وقت دیکھا کہ قاسم برید کے آدمی اطلاع دینے آئے کہ حضرت
 جامع مسجد تک قدم فیض لزوم رنجہ فرمائیں دیگر تمام مشائخین بھی آئے
 و اسے میں۔ جب حضرت جامع مسجد پہنچے تو میں نے دیکھا کہ وہاں قائم
 برید اور تمام مشائخین پہلے سے آئے ہوئے ہیں۔ حضرت نے منبر کے
 نزدیک اپنا مصلیٰ بچھو کر تشریف رکھی۔ بعض مشائخین نے جوابے آپکو
 پڑا سمجھتے تھے اور دعویٰ بزرگی کا کرتے تھے از روئے تکبر تعصب میرے
 اگر قاسم برید سے کہا کہ اُنکو (یعنی حضرت کو) جناب والا کہیں کہ وہ وہاں سے
 اُٹھ کر بیچے آ بیٹھیں۔ کیونکہ کی طرح انہیں جائز نہیں ہے کہ ہم سے بڑے
 درجہ پر بیٹھیں۔ چونکہ قاسم برید خود بھی بے بصرت تھا اور اس صاحب کرامات
 کے حالات و مقامات سے واقف نہ تھا۔ آدمی کو کہے حضرت کے پاس
 کہم جو آیا کہ آپ وہاں سے اُٹھیں اور بیچے آنکر بیٹھیں۔ حضرت والد نے

اور اسکے جواب میں ادب آدی کہ کہا کہ اپنے بادشاہ سے کہو کہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس جگہ بیٹھا ہوں۔ تکبر اور غور کا خیال مجھ میں نہیں ہے اور میں ایسا ہی نہیں ہوں کہ تیرے کہنے سے اٹھ کر بیچے جا بیٹھوں پس وہ بھیجا ہوا ادب آدی کہ ایس گیا اور جو کچھ سنا تھا عرض کیا۔ بادشاہ نے پہر کہا کہ یہی کہ جس کوئی بات نہیں وہاں سے اٹھو۔ حضرت نے بھی یہی جواب دیا جو آگے فرمایا تھا۔ تیسری مرتبہ بادشاہ نے غضب میں آکر بلند آواز سے کہا جسکو حضرت نے بھی سنا۔ پس حضرت ہی جلال میں آئے اور دست مبارک اوسکی طرف تہہ ہایا۔ درمیان میں اسکے اور حضرت والا منقبت کے دس بارہ گونہ کا فاصلہ تھا۔ آپکا دست مبارک اتنا دراز ہوا کہ اوسکی گردن تک پہنچا۔ اور پانچون انگشت مبارک کا اثر اوسکے گلے پر ظاہر ہوا۔ آپ نے قاسم حریذ کا ایسا گلا گھوٹا کہ وہ مضطرب ہو گیا۔ پھر تو وہ رہ راست پر آنا اور اپنے کہے سے سخت پشیمان ہوا۔ توبہ و استغفار کی۔ اور نہایت مغذرت و عجز و انکسار سے میان خدا بخش کو جو حضرت کے خلفاؤن میں سے تھے اور حضرت سے اعتقاد اور نسبت بہت رکھتے تھے عذر خواہی اور شفاعت کے لئے حضرت کی خدمت بابرکت میں بھیج دیا کہ والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس (اور کہانے واسے غصہ کے اور درگزر کرنے واسے لوگوں سے) میان خدا بخش مذکور نے حضرت کے پاس حاضر ہو کر اوسکی شفاعت کی اور اوسکی توبہ اور شیمانی ظاہر کی۔ یہاں تک کہ حضرت نے اوسکی شفاعت قبول کی اوسکے گناہ سے درگزر فرمایا اور بخش ہوئے۔ اور خندہ پیشانی

ظاہر کرنے لگے جیسا کہ کوئی واقعہ خلاف طبیعت پیش آیا ہی نہیں۔ یہ قاسم برید خود اگر حضرت کے پائے مبارک پر گرا اور عذو انکسار و عجز بے شمار سے اپنا منہ خاک پر لگا دیا۔ حضرت نے اسکو فرمایا کہ بار دیگر کسی فقیر کے منراحم نہو اور خود کو اس کے نیچے بین نہ دے کہ بسا ادا حالت غضب و بے لال من وہ ہے اپنی تیر کا نشانہ بنائے جس سے جان کی صعوبت کے ساتھ دینی تکلیف بھی بھریا د ہو۔ اس کے بعد قاسم برید نے نہایت تائب ہو کر ایک مستفاد ہوا اور بار بار کہا کرتا تھا کہ ملک و کنین دو مجھ میں۔ ہر ایک اپنے زمانہ میں ولایت میں اپنا نظیر نہیں رکھتے ہیں۔ وہ اپنے آپ یکتا ہیں۔ ایک نور حضرت شیخ محمد قادری ملتانی اور دوسرے حضرت مخدوم سید محمد گیسو دراز قدس سرہ۔

واللہ اعلم بالصواب

بے عینیت الیسوین حکایت

قطب الواصلین سیری مرشدی حضرت جدی بندگی مخدوم شیخ بدالدین نور مرقدہ سے نقل ہے آپ فرماتے تھے کہ قاسم برید کا بیٹا امیر برید مجھ سے نہایت اعتقاد رکھتا تھا اور اسکو مجھ سے نہایت محبت و کمال اتحاد تھا۔ جب ایک بابا قاسم برید بیمار ہوا۔ تو اس کے آثار کچھ ٹھیک نظر نہ آتے تھے کیونکہ وہ نہایت سخت مرض میں مبتلا ہو گیا تھا اسوقت امیر برید میرے پاس آیا۔ اور کہا کہ آپ اپنے حضرت والد بزرگوار صاحب اسرار کی خدمت میں جائیں اور میرے والد کے مرض کی نسبت پوچھیں کہ کیا وہ

اس مرض سے جان بڑھو گا اور صحت کلی حاصل ہوگی یا اسی سے اسکا انتقال ہوگا
 نیچے یقین کا مل رہا ہے کہ اسکی عقدہ کشائی اور میر طبعیت کی یکسوئی ضرور ہوگی
 کیونکہ آپ کے حضرت والد اس حضرت عالم عینک دان سے علم رکھتے ہیں اور
 اسبزار پنہان سے مطلع ہیں حضرت ضرور معلوم کر لینگے کہ اسکی حالت کیا ہوگی
 غرض میں بھی وراہہ کر کے حضرت کی خدمت شریف میں حاضر ہوا اور قاسم
 کے مرض کا حال عرض کر کے نتیجہ دریافت کیا۔ حضرت والد نے سنکر سر نیچے
 جھکایا اور اسبیض بہت دیر تک مراقبہ میں سرنگون رہے۔ بعد ازیں نے سر
 اٹھا کر فرمایا کہ اس مرض سے اسکو کوئی ضرر نہ پہونچے گا۔ اور عرصہ قریب میں
 شفا پانے کا مل حاصل ہوگی۔ پس میں یہ سنکر دہان سے راپیں ہوا اور
 یہ تر وہ جان خزانہ جو حضرت سے سنا تھا امیر برید سے کہا۔ خدا کی قدرت
 ہے کہ اوسی وقت سے قاسم برید کی صحت کے آثار ظاہر ہونے شروع
 ہوئے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں اسے شفا کی کلی حاصل ہوئی جیسا کہ
 میرے حضرت والد نے مجھے فرمایا تھا۔

ایک زمانہ بعد اسکے بعد قاسم برید پھر مرض سے رنجیدہ و ماندہ ہوا۔
 اس وقت بھی اسکا بیٹا امیر برید اوسی تمنا میں میرے پاس آیا اور اس
 دفعہ بھی اسکی باری میں حضرت سے استفسار کرنے کی ججہ ترغیب دی۔ میں
 حضرت سے پوچھتا اور آپ کو بار بار تکلیف دینا مناسب نہ سمجھتا تھا مگر
 امیر برید کے زیادہ گنگا گرائے اور اصرار کرنے سے مجبور ہو کر حضرت قطب
 الابرار کی خدمت مبارک میں گیا۔ قدم بوسی سے مشرف ہونے کے بعد پہنچا

اب سے اس کا حال عرض کر کے نتیجہ کے اظہار کی استدعا کی۔ اس دفعہ حضرت
 سنتے ہی غضب میں آگئے اور زبان عتاب سے ساتھ اس خطاب کے فرمایا
 کہ کیا تو نے مجھے منجم سمجھ رکھا ہے جو ہر باد آ کر اس معاملہ کو مجھ سے پوچھتا ہے
 تجھے ان باتوں سے بالکل ناواقفیت ہے جن کو خالق السموات نے پہنان
 رکھا ہے اور اون کے نہان رکھنے میں اپنی حکمتیں بھی پوشیدہ رکھی ہیں۔
 لہذا ان باتوں کو ظاہر کرنا اور اُن سے سب کو آگاہ کرنا ہرگز میرے سر و آریہ
 ہے۔ میں نے جس وقت یہ کلمات اس صاحب حالات کی زبان و رشتان
 سے سنے تو مجھے یقین ہوا اور میں سمجھ گیا کہ حضرت اس سے بڑی طرح
 مطلع ہیں۔ حقیقت حال اور نتیجہ اخیر کی خوب خبر رکھتے ہیں۔ لیکن مجھے
 کہنا نہیں چاہتے۔ خیر میں اس وقت تو خاموش ہو رہا۔ دوسری دفعہ
 خوش وقتی کا موقع دیکھ کر وہی بات بہر دریافت کی اور نہایت عجز و انکسار
 ظاہر کی۔ پھر تو حضرت نے میرے حال پر شفقت فرمائی اور زبان مبارک
 سے فرمایا کہ قاسم برید کا مرض مرض موت ہے اور وہ اوس کے مرنے پر
 زبان حال سے گواہی دیرہا ہے کہ اوسکی حیات ختم ہوئی ہے اور اوس کے
 ایام معیشت اختتام کو پہنچ چکے ہیں۔ پس حضرت نے اوسکی نسبت
 جو کچھ فرمایا تھا اوس سے میں امیر برید کو آگاہ کیا اور مکمل حقیقت حال
 کہہ سنائی۔ اللہ کا کرنا ہی ایسا ہی ہوا کہ قاسم برید نے اسی مرض
 مذکور میں موت کا شربت پیا۔ جامعہ کفن پہنا اور اس جہان فانی
 سے رخصت ہوا۔

راوی مذکور حضرت شیخ بدر الدین فرماتے تھے کہ جب حضرت نے اس
اسرار کا مجھ پر اظہار فرمایا اور میری دلجوئی کی تو اس وقت آپ حجرہ مطہرہ سے
وضو کے لئے یا ہر شریف لائے۔ آپ کے پیر مبارک میں لکڑی کے کھڑا رہا
تھے۔ کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ اس وقت حضرت کا پیر مبارک بے اختیار
بہ سلا اور وجود مبارک کو اس سے صدمہ پہنچا۔ مجھے آپ نے نزدیک
بلا کر فرمایا کہ تیرے لئے کایہ رنج مجھے بہگتھا پڑا (اور یہ بتیایڑی) حق
سیما نبوت تعالیٰ نے اس راز کو پوشیدہ رکھا تھا لیکن میں تیری خاطر اس کو
ظاہر کیا۔ اسی کی خواہش سے مجھ پر یہ صدمہ گذرا۔

واللہ اعلم بالصواب

ارشاد الہیوسین حکایت

میں نے یہ نقل شاہ عالم سے سنی ہے۔ انہوں نے اپنے والد شیخ
عبد اللہ سے سنی اور شیخ عبد اللہ نے اپنے والد بندگی محمد شیخ اسماعیل
نہدس اندسہ سے سنی تھی وہ کہتے تھے کہ جب قاسم برید کا مرض طول
کھینچا اور تمام لوگوں کو اس کی صحت سے ناامید ہوئی تو اختیار خان جو اس
برید کا امالیق تھا اس سے کہنا کہ تیرا باپ انتقال کے قریب پہنچا ہے
اور حالت شریع میں ہے وہ اب کوئی گھڑی کا مہمان ہے۔ اس کے مرنے
کے بعد مجھے یقین ہے کہ تمام ایمان دار کاں سلطنت تیرے برے بہائی
کو اس کے منصب جلیلہ پر نصب کریں گے۔ کیونکہ وہ تجھے بڑا ہوا اور جایز

حق دار بھی سب کی رائے میں وہی ہے۔ ایسی صورت میں اور اسکی موجودگی میں تیر لطیف کوئی بھی اتفاقات نہ کریگا۔ اور جب وہ بادشاہ ہو گا تو اسوقت تک جو اس سے بہت سخت صدمہ اٹھانا پڑیگا۔ بلکہ حجب نہیں جو وہ تجربے جان کی تکلیف دے اور تیری کیسی کچھ حالت ہو۔ پس بہتر و اولیٰ بات یہی ہے کہ تو اب اس شہر سے نکل جا۔ جب تک کہ تیرے باب کو دم بانی ہے اس مقام سے باہر ملو جاو اگر نہ اسوقت جانا بھی ناممکن ہو گا اور فرار ہونے کی کوئی صورت نظر ہی نہ آئیگی۔ چنانچہ امیر برید کو اسکی نصیحت پسند آئی۔ وہاں سے نکل جانے کا ارادہ مصمم کیا اور سفر کا اسباب مہیا کر کے شہر بیدر سے باہر ہو کر روانہ ہوا۔ اسوقت اسکا گذر خاص باغ پر کہ اسکو سبستی باغ بھی کہتے تھے ہوا۔ اتفاق کی بات یہ کہ اسوقت قطب زمان حضرت والدی متصرف و دہانی شیخ محمد الشریف القادری ملتان قدس اللہ سرہ نے بھی باغ مذکور میں سیر و تشریح کے لئے قدوم فیض لازم رنجہ فرمائے تھے۔ امیر برید نے اس سے اطلاع پائی۔ اور حضرت سے اجازت حاصل کر کے نکل جانا خفیہمت جانا۔ اپنے مرادوں کے حاصل ہونے کا سبب معلوم کر کے حضرت کی قدم بوسی سے مشرف ہوا اور حقیقت حال عرض کر کے اجازت چاہی اور دامن بڑھاکے فائقہ کے لئے التماس کی حضرت قطب جلیل ایک طویل جودہ تک مراقبہ میں سرگرم رہے۔ بعد از سر اٹھا کر چند کھجور جو اسوقت حضرت کے نزدیک موجود تھے ہاتھ میں لے کر اس کے دامن میں ڈالے اور زبان گوہر نشان سے فرمایا کہ تو شہر کو دور

اور اپنی جگہ پر رہے اللہ تعالیٰ کے حسب الحکم۔ تو اتنی المکاک من تشار (دیتلہ ہو تو ملک جسکو چاہتا ہے) میں نے تجھے برید کا لقب دیا اور اس ملک کی میری تجھ کو بخشی۔ اور اس کلمہ کا آپنے تین بار اعادہ کیا اور تکرار و تاکید فرمائی۔ امیر کے حاضرین اور ساتھیوں میں سے ہر ایک نے اس سے یہی کہا کہ جہان پناہ شہر میں واپس تشریف لے چلین اور آپ ہرگز مسترد و متفقہ نہ ہوں اور کوئی وسوسہ کو دل نازک میں راہ ندین کیونکہ اب سرفرازی ہو چکی یہ امر شہر میں ہے۔ ہر طرح ہو کر رہیگا۔ پس امیر وہاں سے ہٹا اور اپنے مکان کو واپس گیا۔ جب اختیار خان مذکور نے اسکو واپس آیا ہوا دیکھا تو اس سے واپس آنے کا سبب پوچھا اور کیفیت حال دریافت کی۔ امیر نے کل حقیقت کہ سنائی اور کہا کہ حضرت کے ارشاد سے واپس آیا ہوں۔ اختیار خان مذکور نے جب یہ ماجرا سنا تو بہت خوش ہوا اور کہا کہ میں ابھی سے تجھے خوش خبری اور مبارکباد دیتا ہوں کہ توجھے شک و شبہ یا دشاہ ہوگا۔ اور حضرت نے جو فرمایا ہے وہی ہو کر رہیگا۔ چند روز کے بعد تمام ارکان دولت نے قاسم برید کے مرض کو جب مرض موت دیکھا تو انہوں نے متفق ہو کر مشورہ کیا کہ اس کے انتقال کے بعد اسکا عہدہ کس کے تفویض کیا جاوے۔ انہوں نے بادشاہ کے بڑے لڑکے کو شاید روزگار اور اس کام کے لائق نہ دیکھا۔ ہر ایک نے امیر کے تقرر سے اتفاق کیا اور اسکی بادشاہی تسلیم کی۔ اور سب اس کے حکم پر سر تسلیم خم کرنے کو راضی ہوئے۔ تمام اعیان دولت و ارکان سلطنت نے امیر کو بلوایا اور اسکو

اس بید سے آگاہ کہ تخت شاہی کو اوسکی قدم سے زینت دہ ہونے کی
استدعا فرما کر کی۔ بعد ایسا ہی ہوا کہ قاسم برید اس جہان سے رخصت ہوا
اور اپنی جان بخشش کو سوچا۔ پس تمام عمائدین سلطنت نے جنہوں نے
امیر برید کے ساتھ اتفاق کیا تھا اوسکو تخت سلطنت پر بٹھایا اور تاج
شاہی سر پر رکھا اور تمام خاص و عام نے اوس کی اطاعت فرمان برداری
میں اپنی اپنی گردنیں جھکائیں۔ پس امیر برید بادشاہ ہوا اور سیر
حضرت والد کا قول مبارک تصدیق کو پہونچا۔ واللہ اعلم بالصواب۔
انچاسویں حکایت

حضرت شیخ الاسلام والمسلمین بندگی مخدوم شیخ بدر الدین نور محمد
سے نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ اوسوقت کے خلیفہ اور اوس ملک
کے بادشاہ امیر برید نے حضرت والدی قطب الباری بندگی مخدوم شیخ
محمد الشریف القادری قدس سرہ کی ملاقات کا عزم بالجزم کر کے حضور زاریض
النور کے شرف سے مشرف ہونا غنیمت جانا۔ امیر برید کے خدمت میں
مین حاضر ہونے سے قبل امان اللہ جہ بادشاہ کے مقرربون میں سے ہوا کہ
امیر سے ساتھ اتحاد و محبت بہت رکھتا تھا امیر سے پاس آیا۔ اوسنے امیر
کے آنے کی خبر دی اور مجھ سے یہ بھی کہا کہ آپ اپنے والد بزرگوار صاحب سیر
سے کہیں کہ امیر کے ساتھ بے نیازی سے گفتگو فرمائیں اپنی برائیاں
دھار کر دیں۔ اور بے لوث و بے پروا بنے رہیں۔ کیونکہ یہ بادشاہ ہے

بادشاہوں کا قاعدہ ہے کہ جس کی کو بے پروا دیکھتے ہیں اس سے بہتر جانتے ہیں
 یس میں نے یہی اس کی بات بہتر جانی اور یقین کر کے اس کا غم کیا۔ اسی
 نیت سے اپنے حضرت والد کی خدمت میں میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ
 مسجد میں بیٹھے وضو کر رہے تھے۔ آپ نے مجھے دیکھ کر اپنے نزدیک بلا یا
 اور اپنے دست مبارک پر پانی ڈالنے کو کہا۔ میں نے پانی کا ظرف اپنے
 ہاتھ میں لیا اور جب الارشاد پانی آپ کے دست مبارک پر ڈالنے لگا۔
 اسی موقع میں میان امان اللہ نے جو کچھ مجھ سے کہا تھا عرض کیا۔ حضرت
 اس بات کے سنتے ہی غضب میں آگئے اور مجھ سے فرمایا کہ تیری عرض مجھے
 معلوم ہوئی میں تیرا مطلب سمجھ گیا۔ تو جانتا ہے کہ میں اس کی اس طریق
 سے بات کروں کہ وہ میرا معتقد ہو جائے۔ میں ان باتوں کی پروا نہیں
 کرتا۔ میں ایسی خود ہشون کو اپنے دل میں سرگزشتیں نہیں دیتا۔ ^{تغیر} ^{تغیر}
 جو کہیں میں نے آپ تک ایسا خیال بھی کیا ہو تو ہے ایسے کاموں پر۔ میں
 ایسی باتوں پر لا حول پہنچتا ہوں میں ان کاموں کو حقیر و ذلیل سمجھتا ہوں
 یہ تو خوب کہنے آیا ہے۔ ایسی باتیں دور رکھ۔ تو مجھ سے کیا کہیگا اور تو مجھے
 کیا سکھائیگا۔ میں سب معلوم کئے بیٹھا ہوں اس بات کو جان اور آگاہ رہے
 کہ آج تیس برس کا زمانہ گزرا ہے اس وقت سے اب تک میرا یہی حال چلا آیا
 ہے کہ میں نے اپنے پروردگار کے حکم کے بغیر کوئی بات زبان سے نہیں نکالی
 اور کوئی کام اس کی رضا کے بغیر نہیں کیا۔ جب میں نے آپ کی یہ کیفیت سنی
 اور ان اسرار سے اطلاع پائی تو بہت کچھ توبہ کی اور اپنے پروردگار ^{ایک} میان امان

مذکورہ ملامت کی کہ اس نے حضرت کے بلند مرتبہ اور عالی درجہ سے خبر نہ رکھ کر
تاجی مجھے اس کام پر بھیجا یا۔ جسکو حق سبحانہ و تعالیٰ سے الہام ہوتا ہو
اور سے کسی کے تعلیم کی کیا حاجت ہے۔

بعد حضرت نے وضو ختم کیا اور نماز ظہر جماعت سے پڑھی۔ ان باتوں سے
نراغت پا کے آپ اپنی جگہ جانا پڑ بیٹھے ہی تھے کہ امیر سرید آپ کو بوجھا اور شرف
پابوسی سے مشرف ہو کر اس قطب العظام کے آگے نہایت مودب بیٹھا۔ حضرت
اوسید طرح بیٹھے رہے جس طرح بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے کوئی بات نہ فرمائی۔

اور مراقبہ میں مہنگون ہوئے۔ تمام حاضرین میں حضرت کی غایت ہیبت و غلال
سے دم مارنے کی مجال نہ تھی بلکہ انہیں ذرا اہلنے تک کی قدرت نہ تھی۔ پس
میں نے جانا اور یقین کیا کہ وہ قدوۃ الابرار اپنے پروردگار کی اجازت کے
انتظار میں ہیں۔ آپ جو کچھ کہیں گے حق سبحانہ و تعالیٰ کی رضا سے کہیں گے۔ آخر
وہ قطب الجلیل نے ایک زمانہ طویل کے بعد سر اٹھا کر زبان دربار گوہر نثار
سے فرمایا۔ دنیا دار کس گہمنڈ میں ہیں۔ مال و دولت کی محبت میں آخرت
کو کیوں بھول بیٹھے ہیں۔ یہ دنیا کی محبت عقلی میں انکے کس کام آئیگی۔
دنیا تو دور روزہ ہے۔ یہ عالم بے ثبات ہے۔ آخر سب فنا ہونے والے ہیں
کارخانے جتن ہیں دنیا کے سب ہیں بے ثبات

آنگہ سے جو آج دیکھا کل وہ افسانہ ہوا۔

ان دنیا مار دن کی عقل پر مجھ سخت تعجب ہوتا ہے۔ ان کی سمجھ پر یہ
کیسا پڑوہ پڑ گیا ہے۔ حق تعالیٰ نے انہیں ایک ذرا بھی دنیا کی آدمی ہے

کہ اس کو گم نہ ہوں۔ اور اس کی محبت میں اس کی بخشش کو بہول گئے ہیں اور اس عارضی دنیاوی
 خوشی میں اشرار تھے اور اوپر فخر کرتے ہیں لیکن یہ نہیں جانتے اور اس کی
 خبر نہیں رکھتے کہ حق تعالیٰ جس کو اپنے سے دور کرنا چاہتا ہے اس کو پنا
 میں گرفتار و مبتلا کرتا ہے اور آخرت میں اس کو بے نصیب و محروم رکھتا ہے
 جب سے حق سبحانہ و تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا ہے کوئی وقت نظر رحمت سے
 اس کو نہیں دیکھا۔ ہمیشہ اس کو اپنا اور اپنے اہل کا مورد غضب کیا۔
 یہ سب طرح آپ نے دنیا داروں کی مذمت بیان فرمائی اور ان کی ایسی خبر لی کہ
 باید و شاید۔ قیامت کے دن ایسے لوگوں کا جیسا کچھ انجام ہونے والا ہے
 اس کو ایسے موثر الفاظ میں آپ نے عیان کیا کہ بادشاہ امیر برید اور
 اس کے مقربین اور تمام حضار مجلس جدیدین آگئے اور زار زار رونے
 لگے۔ حضرت کے خاموش ہوتے ہی خاموشی نے پیر اپنا سکھ جمایا اور
 سب پر سکوت طاری ہوا۔ کچھ وقت کے بعد امیر نے واپسی کی اجازت
 چاہی۔ اور اٹھ کر حضرت کے پائے مبارک پر اپنا سر رکھا۔ پانچوں کو نکھوں
 سے ملا اور کف پا کا بوسہ لیا۔ حضرت نے اپنی شہادت کی انگلی اس کی پیشانی
 پر رکھی اور فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تو اپنے باپ سے بزرگ ہو گا۔ جب
 امیر برید نے اس مجلس شریف سے مراجعت کی تو مجھ سے کہا کہ آپ صبح
 جاتے اور یقیناً تصور کیجئے۔ قسم ہے اللہ کے عزت کی میں سچ کہتا ہوں
 کہ جب تک میں حضرت کی خدمت میں بیٹھا رہا۔ میں جانتا ہی نہ تھا۔
 کہ میں کون ہوں۔ مجھے یہ مطلق خیال ہی نہ تھا کہ میں اس ملک کا امیر

اور اس زمانہ کا بادشاہ ہون۔ اور اوس ولی زمان و والی دو جہان کے نزدیک
 میں نے اپنی قدر کینون سے کتر بائی۔ اب میں حضور قاضی السنور سے علیحدہ
 ہوا ہوں تو یہ وہی غور یا دشاہی و دنیا داری اپنے میں دیکھ رہا ہوں۔
 کہ میں ایسے ہوں۔ یہ سنکر میں نے اوس سے کہا کہ جو بات دل سے نکلتی
 ہے وہ دل نشین ہوتی ہے اور جو بات ظاہر اکہی جائے اور اوس پر دل
 تو وہ موثر نہیں ہوتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

پچاسویں حکایت

آنحضرت کی نیک بخت خادمہ زینب سے نقل ہے۔ وہ کہتی تھی
 کہ خلیفہ زبان سلطان محمود البہمنی علیہ الرحمہ والعفران کا چاشنی گیر نعمت
 حضرت قطبی بندگی ابو الفتح شمس الدین شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہ
 مرید تھا وہ حضرت کے فقر و مشقت کی حالت مشاہدہ کرتا اور اپنی محبت
 و اعتقاد سے جو خوراک سلطان کے دربار سے اسکو ملتی تھی وہ حضرت کی
 خدمت میں پہنچاتا۔ اسکا یہ طرز عمل آگے سے ہر روز جلا آتا تھا۔ لیکن
 حضرت اوس غذا سے کوئی چیز تناول نہ فرماتے اور آپ نے تمام فرزندوں
 اور اہلخانہ کو بھی کھانے نہ دیتے بلکہ وہ سب غذا فقیروں میں تقسیم کر دیا
 کرتے تھے ایک روز مجھ کو اسکا خیال آکر میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر
 یہ غذا حضرت خود تناول نہیں فرماتے ہیں تو اپنے فرزندوں اور یوتروں
 کو کیوں نہیں کھانے دیتے کہ ان پر فاقہ پر فاقہ گذرتا ہے اور بھوکے رہتے

ہیں۔ ابھی یہ بات میرے دل میں تمام نہ ہوئی تھی کہ مجھے آپ نے نزدیک بلایا اور وہ غذا ابھی منگوائی۔ اور اوس میں جو جاول بکے ہوئے تھے اسکو آپ نے اپنے دست مبارک میں لیکر پھوڑا۔ میں کیا دیکھتی ہوں کہ جب طرح کسی جانور کو بیچ کرنے سے خون بہتا ہے اسی طرح آپ کے پھوڑتے ہی اوس میں سے خون روانہ ہوا۔ میں یہ دیکھ کر نہایت درجہ متحیر و متعجب ہوئی اور قریب تھا کہ مجھے غش آجائے۔ میں نے حضرت سے اسکی حقیقت پوچھی۔ آپ نے فرمایا کہ بادشاہوں کے گہر کا کھانا مشکوک ہوتا ہے۔ وہ اوس میں کا خون اپنے پر لیتے ہیں۔ مگر وہ اس سے بالکل بے خبر رہتے ہیں۔ اس لئے میں یہ نہیں جانتا کہ میں اور میرے فرزند اس کے کھانے سے ماخوذ ہوں۔ مگر فقہائے پریشان حال و شوریدہ دل ایسی غذا کو ہضم کر سکتے ہیں اور عارف لوگ جب حلال سے ہی پرہیز کرتے ہیں تو وہ حرام کو کب چھوڑتے ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

اکاؤنٹین حکایت

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہ سے نقل ہے آپ فرماتے تھے کہ عادل شاہ شہر بیدر میں آیا ہوا تھا۔ اوسکے آنے سے تمام شہر میں فطور برپا ہوا اور فساد عظیم مہرک اٹھسا کسان شہر سے ہر چوڑے پڑھے نے شہر کے بڑے حصار میں پناہ لی۔ اور اپنے عیال و اطفال زمین رکھے۔ حضرت والدہ علیہ الرحمہ نے مجھ سے کہا کہ تو اپنے پدر بزرگوار

صاحب اسرار مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کے پاس جا اور کہتے
 کہ سب لوگوں کے موافق ہم بھی بڑے حصار میں جا رہیں تا ظالمون سے بچا
 لے اور مالا یقون کے ہاتھ سے محفوظ رہیں۔ پس میں حضرت کی خدمت میں گیا
 اور جو کچھ حضرت والدہ صاحبہ نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا عرض کیا۔ حضرت نے
 اس معروضہ کو سننے کے بعد کچھ وقت تک سترنگون ہو کر تامل فرمایا۔ اور پھر
 سر اٹھا کر زبان دربار گوہر نثار سے فرمایا کہ میں بندہ امیدوار ہوں اور اسی
 سے ہر بات کی امید رکھتا ہوں اور اسی ذوالجلال قادر ہر کمال کی عالی
 بارگاہ میں التجا کرتا ہوں۔ وہی سب کا حافظ و نگہ بان ہے۔ وہ رب العزت
 وہ عفور الرحیم قیامت کے دن مجبوندوں کے احوال کا رسوائی گاہ ہے مجھ کو
 میرے اہل و اطفال کو اور ان لوگوں کو جو مجھ سے منسوب ہیں ہر گز رسوا
 نہ کریگا اور سب کو اپنی اپنی عصمت پر قائم رکھیگا۔ پس اس جہان میں جو
 مقام قیامت نہیں ہے کیونکہ وہ نہیں فضیحت کرنے چلا۔ تو اپنی والدہ سے
 کہہ کہ وہ خاطر جمع رکھیں اور اپنی جگہ ہی پر رہیں انکو کسی قسم کا خوف ہر گز
 نہ کرنا چاہئے۔ انکا کوئی مزاحم نہ ہوگا۔ کی صورت سے انہیں کوئی ضرر
 نہ پہونچےگا۔ پس ہوں ہی اپنے مکان میں رہے۔ بیگانے لشکر سے کوئی
 متنفس ہمارے گھر کے گرد نہ پہونچےگا۔ بلکہ اس کی طرف رخ تک نہ کر سکا۔

واللہ اعلم بالصواب

یاون میں حکایت

مولانا داؤد سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ میں ایک روز مجلس میں
میر عہد الاول کی جو ایک دانشمند زمانہ و علامہ یگانہ تھے حاضر تھا۔ ان کے پاس
کثیر لوگ جمع ہوا کرتے تھے۔ اور میں بھی ہمیشہ انکی خدمت میں آتا جاتا تھا۔
وہ عالم پختہ جو ہر علم سے واقفیت تامہ رکھتے تھے اور ہر ایک علم سے بحث کیا کرتے تھے۔ عرض
ایہوں نے اس وقت مجھ سے کہا کہ میری تمام عمر میں مجھ سے صرف پانچ مسائل حل ہو سکے اور انکا حل
بہر مشکل رہا۔ اب تک میں نے بہت سہارا۔ اتنی عمر انکے حل کرنے میں
غیر کر دی اور اس مشکل کو دانشمندانِ علماء دہلی و گجرات و دکن سے
ریافت کیا لیکن کسی نے بھی جواب با صواب نہ دیا اور گرہ اس مشکل کی
نہ کہولی۔ مجھے اب انکے حل کرنے والے کے ملنے کی مطلق امید نہیں ہے۔
اور اس زمانہ کہ موجودہ میں میری نظر میں کوئی ایسا نہیں ہے۔ کہ ان مسائل
کو حل کرے۔ اور اس مشکل کا زنگ میرے آئینہ دل سے دور کرے۔
جو مکہ میں حضرت قطب الصمدانی بندگی مجدد و محمد الشریف القادری قد
س اللہ سرہ پیرا عتقاد کلی رکھتا تھا کہا اسے حضرت امیر اکرمین ان مسائل کو
حل کر کے لا دوں اور اس مشکل کی عقدہ کشائی کر کے پیش کروں تو آپ
مجھے کیا انعام دیں گے اور اس کے صلہ میں مجھے کیا عطا فرمائیں گے۔ کہا کہ ان مسائل
یہ یگانہ سے ہر ایک کے حل کے لئے تجھے ایک دینار زر دوں گا۔ بلکہ یہ ہی
نہیں تیرا بہت ہی بہت احسان مانوں گا۔ پس انہوں نے وہ پانچوں مسائل
ملکہ کر مجھے دیئے۔ میں انکو لئے ہوئے حضرت قطب یگانہ کی خدمت میں
حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت کو سیدی میں بیٹھے ہوئے پایا۔ گفتگو ہی گفتگو

میں نے تو کچھ حال عرض کر کے مسائل مذکور دست مبارک میں دے دیے۔ آپ نے اویس کو بلاتا مل و تفکر یا بخون مسائل حل کر کے انکے جوابات لکھ کر مجھے دے دیے۔ میں وہ جوابات لئے ہوئے امیر عبد الاول کے پاس آیا۔ اور جو کچھ حضرت نے لکھا تھا خود معلوم کر کے اُنکو دیا۔ وہ اُن حل کردہ جوابات کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور جو مجھے دینے کو قبول کیا تھا وہ عنایت فرمایا۔ بعد وہ خود حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس صاحب حالات و کشف و کرامات کی شرف ملاقات سے مشرف ہو کر انہوں نے پوچھا کہ اے حضرت یہ جوابات جو آپ نے تحریر فرمائے ہیں کہاں سے ملاحظہ کر کے لکھے ہیں؟ آپ نے کوئی کتاب کی نقل دیکھی ہے؟ ان کو کہاں سے دیکھنا نکالا ہے؟ ان کے لئے کوئی سند بتلائی جائے تاکہ انکو لوگ قبول کریں۔ حضرت نے فرمایا کہ فلاں کتاب کے حاشیہ پر وہ بات لکھی ہوئی ہے۔ چنانچہ اس وقت کتاب مذکور منگوائی گئی۔ ورق اُکٹ کر وہ حاشیہ دیکھا تو وہاں خط خوب سے وہی تقریر جو حضرت نے تحریر فرمائی تھی لکھی دیکھی۔ اور کہاں یہ کہ اس تحریر اور اس تحریر میں سرو فرق نہ تھا اصل تحریر کتاب سے کوئی بات کم یا کوئی بات زیادہ نہ تھی بلکہ حسبہ وہی تحریر تھی۔ میرے عبد الاول یہ بات دیکھ کر نہایت متحیر ہوئے۔ اور فرمایا کہ میں نے بار بار اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے لیکن کسی وقت وہ لکھا ہوا میری نظر نہ پڑا پس سب نے اس کو اس پیشوائے دین کی کرامت سمجھی۔ اور شفق اظہار ہو کر کہا کہ حضرت نے اپنی ولایت کی قوت سے اس مسائل کو حل

فرمایا اور اپنی صفائی باطن سے اس مشکل کا انکشاف کیا۔ پس میر عبد اللہ
نے حضرت کی ولایت اور قطبیت کا اقرار کیا اور بہت مستفاد ہوئے اور
اس وقت سے حضرت کی خدمت میں آنا جانا شروع کیا و الحمد للہ بالصواب

تسینون حکایت

بحر العلوم ہندگی مخدوم شیخ ہدار الدین قدس سرہ سے نقل ہے آپ فرما
تھے کہ عمار شاہ بادشاہ اور اسکے بہائی نظام شاہ بادشاہ احمد نگر کے دریا
جنگلے محل کی مٹھی۔ جب دو نو بہائی برسر پیکار آمادہ ہوئے۔ تو اس وقت
عمار شاہ مذکور نے حضرت والدی قطب الباری مخدوم شیخ محمد قادری قدس
سرہ کے قدم فیض لزوم کی آرزو کر کے آپ کی خدمت مبارک میں ایک
خط بھیجا یا اوس میں بہت ہی عجز و انکسار کے بعد اپنا شوق و دیدار ظاہر کیا
میرے حضرت والد قدس سرہ نے اوسکی یہ استدعا قبول نہ کی لیکن مجھے
اور میرے بہائی مخدوم حمی قدس سرہ کو اجازت دی کہ تم دونوں جاؤ اور
پس سے ملاقات کر آؤ ہم نے کہا کہ ہم بندہ محکوم ہیں ہمیں جانے میں ہرگز غفلت
نہیں۔ حضرت ہمیں جو ارشاد فرمایا۔ ہم بجاں و دل و بسر و خیم بحال لائے
حاضر ہیں۔ لیکن عرض یہ ہے کہ میرے عمار شاہ آدمی نیروں ہے۔ اسکی
طبیعت عاجز ہے۔ جب جنگ کرتا ہے ہر اشد شکت کہا کرتا ہے۔ یہ کہتے
ہے منہ زور و مظفر نہ ہوا۔ اب پہر وہ مقابلہ پر آمادہ ہوا ہے۔ اگر وہ
کہا نیگا تو ہماری کوئی قدر نہ رہے گی اس وقت ہمارا کیا حال ہوگا۔ یہ میرے

سنگر حضرت والد نے زبان مبارک سے فرمایا بہلا کوئی اپنے بچوں کی برائی بھی
چاہتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا قدم اوسکو مبارک ہوگا۔ پس اس نے
قطب الانام کے اس کلام سے معلوم و مفہوم ہوا کہ درحقیقت اسکی فتح
ہونے والی ہے۔ ہم دونوں بہائی اور ہر روانہ ہوئے اور جب عمار انشاء
کے پاس پہنچے تو اوس سے کہا کہ ہم تمہارے لئے فتح کی خوش خبری
لائے ہیں اور جو رخصت کے وقت ہمارے اور حضرت والد کے درمیان
ماجرہ گذرا تھا وہ یہی ہم نے بیان کیا۔ وہ اس بشارت کے سنتے ہی شام
ہو کر میدان کارزار میں گیا۔ چنانچہ جیسا کہ حضرت والد نے فرمایا تھا اور سنا
وہاں سے مظفر و منصور ہو کر واپس آیا۔ اور یہی بہت سا انعام و اکرام دیا
اور بڑی معذرت کر کے نہایت قدر و منزلت سے واپس کیا۔

واللہ اعلم بالصواب

چوتھوں حکایت

علی خان اور قوام الملک سے نقل ہے۔ یہ ہر دو آپس میں بہائی اور
بادشاہ شہر بیدر کے وزیر تھے۔ وہ کہتے تھے کہ ہم دونوں بہائیوں کے
کوئی اولاد نہ تھی۔ ہم اتفاق کر کے حضرت قطب الآفاق بالاتفاق عبد
مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس العدرہ کی خدمت مبارک میں
حاضر ہوئے۔ اور فرزند کے متعلق اپنی آرزو عرض کی۔ حضرت سنگر
کچھ وقت تک مراقبہ میں بیٹھ گئے رہے۔ بعد و سر اٹھا کر قوام الملک کے

نظر کی اور اسکو لڑکے کی خوشخبری دی۔ پھر آپ نے علی خان کی طرف ملتفت ہو کر اسکو دختر حاصل ہونے کی بشارت دی۔ ہم دونوں بہائی و بان سے واپس ہو کر گھر آئے۔ اسی سال حضرت ذوالجلال قادریہ کمال نے اپنی قدرت کا ملکہ سے ہم دونوں کو اولاد بخشی جس طرح حضرت نے فرمایا تھا لڑکا اور لڑکی پیدا ہوئے اور ہم دونوں پر آپ کا قول مبارک راست آیا اور تصدیق کو پہنچا واللہ اعلم بالصواب۔

پچھون چکایت

زاد بیان صادق اور ناقلان واقع سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ایک حضرت غوث الانام ہادی الخاص والعام ولی اللہ ابھاری بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ اپنی جانناز پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ہم تمام آپ کی خدمت فیضہ جنت میں حاضر تھے۔ اس وقت آپ کا ایک اپنی جگہ سے غایت ہو کر ہماری نظر سے پوشیدہ ہو گئے۔ ہم سب یہ لغارہ دیکھ کر سخت متعجب و متحیر ہوئے۔ محوڑی دیر کے بعد ہم نے دیکھا کہ آپ ہر اس طرح ظاہر ہوئے جس طرح پہلے اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے مگر آپ کی دونوں استین مبارک پہیلگی ہوئی تھیں ہم آپ کی غایت ہیبت و خوف سے غائب ہونے کا سبب آپ سے پوچھ نہ سکے۔ لیکن وہ دن اور اس مہینہ کی تاریخ لکھ رکھی۔ اس واقعہ کو ایک مدت بعد اور زمانہ بعید گزر گیا۔ ایک روز حضرت کے مریدوں میں سے

ایک مرید آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہوا اور قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہو کر
 کے بعد جو نذرانہ لے آیا تھا خدمت اقدس میں پیش کیا۔ اور نہایت ادب
 سے دست بستہ کھڑا رہا۔ ہم سب نے اسے گھیر لیا اور اس سے باجرا
 یو جھپا۔ اور نذر لانے کا سبب دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ میں ایک
 یاروان کے ساتھ کشتی میں بیٹھا تھا اور حج کے لئے مکہ معظمہ جا رہا تھا۔
 فلان روز وفلان تاریخ (وہی روز وہی تاریخ جو ہم نے اس روز نگہ رکھی
 تھی) دفعۃً باد مخالف کا زور ہو گیا۔ اور کشتی بہت زور و زبر سے چوڑے
 کمانے لگی۔ تلاطم اسواج لفظ بلفظ پڑھتا جاتا تھا۔ اور طوفان کا زور برابر
 بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ چند لفظوں کے اندر ہی یہ عالم ہو گیا کہ کشتی
 ڈوبنے کے قریب ہو گئی اور جان کے لینے کے دینے پڑ گئے۔ اس وقت
 آدمیوں کی آہ و فغان اور زلزلہ و فریاد کی انتہا نہ تھی۔ اسی اثناء میں
 سوچو گی تہی پڑے اس زور سے پڑنے لگے کہ کشتی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔
 تمام آدمی غرق ہو کر ہلاک ہو گئے۔ میں بھی دریا میں گرا اور ہلاکت کے
 قریب پھونچا تھا کہ مجھ پر اس تفریع اور اضطراب کی حالت میں میرے شیخ با
 آئے۔ میں نے اس وقت حضرت سے استعانت چاہی اور آپ کا نام مبارک
 پکارا اور یہ سقدار جو آپ میں نے لائی ہے اس وقت نذرمانی۔ اس وقت
 میں نے دیکھا کہ حضرت بجنسہ اپنی صورت و وضع میں برسر موقع حاضر ہو کر
 اور مجھ کو دست مبارک سے پکڑ کر دریا سے کنارہ پر لائے اور خود میری
 نظروں سے غائب ہو گئے۔ وہاں تک اگر اس وقت میرے قلوب نہ آتے تو

میں ہلاک ہو جاتا۔ جب ہم نے اوسکا یہہ واقعہ سنا تو اوس روز کی حالت یاسی
کی اور تحقیق جانا کہ حضرت اوسکی استعانت کو گئے تھے آپ نے اوسکی فریاد
رسی کی اور ہلاکت سے جان بچائی واللہ اعلم بالصواب **بیت**
اسے قادری عجب مگر ان صاحب نظر مدفعیہ عجب دوسے نہایت ترا اگر

پہنویں حکایت

بحر العلوم حضرت جدی مخدوم شیخ بدرالدین نور مرقدہ سے نقل ہے
آپ فرماتے تھے کہ ایک دن ایام بارش میں اس قطب زمان سیری شدی
حضرت والدی بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ
کے تشریف رکھنے کی جگہ کے ٹھیک مقابل اوپر مسجد کی چیت ترک
کر پہلی ہوئی تھی۔ چنانچہ اس راہ سے پانی ٹپکتا ہوا اور بارش ہوتے
وقت کوئی اوسکے پیچھے کھڑا نہ رہ سکتا تھا۔ میرے حضرت والد نماز
جمعہ کے لئے مسجد میں آئے اور اپنی جگہ پر تشریف رکھے۔ اوسوقت بارش
نہ تھی۔ رفتہ ابراٹھکرا آسمان پر محیط ہو گیا اور بارل تہہ بہ تہہ ہو کر قطر
ہے اُمتڈاے۔ بارش اس زور سے ہونے لگی کہ گویا آسمان سے بجائے
قطرات باران کے پانی کی چدریں بہنے لگیں۔ میرے دل میں حضرت یرانی
ٹپکنے کا خیال پیدا ہوا اور اس سے مجھ تفکر و تردد ہونے لگا مگر اوسوقت
میں نے عجیب بات دیکھی کہ جب تک حضرت قطب زمان اس جگہ بیٹھے رہے
اک قطرہ ہی وہاں سے نہ ٹپکا۔ اگرچہ بارش اوسوقت نہایت شدت سے

ہو رہی تھی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو کر اس جگہ پہنچے تو بارش کا ہلکا
اندیز نالے کے اوس جگہ سے بہنے لگا۔ جیسا کہ موسم بارش میں ہر وقت
ہوا کرتا تھا۔
واللہ اعلم بالصواب

سنا و نوین حکایت

حضرت شیخ بدر الدین مذکور سے نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ ایام ربین
میں ایک روز انتہا کے محتاجی سے ہم تمام پر تین فاقے گذر گئے۔ کہیں سے
طعام کی بوتل ہمارے دماغ میں نہ پہونچی۔ اور چونکہ روز ہی ظاہر کسی
حیز کے ملنے کی امید نظر نہ آتی تھی۔ بہوک کی شدت سے سخت مجبور ہو کر میں
حضرت والدی قطب الاولیاء العظام مرجع الاتقیاء والکرام المتجلی تہجیباً
القافی بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کی طرف رجوع
کی۔ جب میں خدمت مبارک میں حاضر ہوا تو آپ کو اپنے حجرہ مطہرہ میں
قیلولہ کے لئے تکیہ لگے ہوئے پایا میں نے آپ کے پاس مبارک دبا سے شروع کر
میں نے حضرت کو خوش دیکھ کر اور وہ وقت مناسب سمجھ کر اس حالت میں
شکایت کی اور اپنی بہوک کی تخلصیں بیان کیں اور عرض کیا یا سیدی
کیا سبب ہے کہ حضرت قدوۃ الابرار نے اس قدر فقر اختیار فرمایا ہے۔ اور نیا
کو اس قدر پریشکاؤ کھا ہے کہ پاس آنے نہیں دیتے اور نہ کچھ قبول کرتے۔
مذاہم پر تو نظر کیجئے کہ ہم کیسے بہوکے ہیں۔ سبے تاب ہو کر اس قدر مصیبت
پہیل رہے ہیں۔ ہماری حالت زار قابل رحم ہو رہی ہے۔ لعلہ کریم فرما

یہ سنے کے بعد بچے آپ نے پوچھا کیا تو نہیں جانتا ہر کیا تھے شیخ فرید شکر گنج کے مال سے
آپ بکس کا ہی نہیں ہے کہ وہ کسی مرد بزرگ تھے انہوں نے کیسی کسی مشقتیں بھائی
ہیں۔ کیا کچھ مصیبت پہیلی ہیں۔ کہتے ہیں کہ آپ برسوں یا زیادہ سفر کرتے رہے۔ اور
یہ دن بھوکے رہے۔ تنگنگی کی حالت میں سفر کی۔ اور نوان تین ہی روز میں
چلا آٹھا ہے اور اس کی تاب نہ لا کر میرے پاس شکایت لائی ہے۔ یہی شہرم
کی بات ہے۔ چونکہ بھوک کی آگ مجھ میں حد سے زیادہ بڑھ رہی تھی میری
زبان سے یہ نکلا کہ وہ شیخ فرید تھے جو انہوں نے اتنی مشقتیں کیں اور صبر و
جہد کیں۔ ان کے مقابل میں ہم کون ہیں کہ ہم ان کے ساتھ مقادمت اور برابر
کریں اور ان کے موافق رہیں۔ جب آپ نے میرا یہ کلام سنا تو مجھے اپنا پالنے
مبارک مارا اور زبان دربار گوہر شہر سے فرمایا کہ جان اور آگاہ وہ وہ شیخ فرید تھے
تو تیرا فرید میں ہوں یہ جہاں پر وہ پوش ہے۔ جب پردہ عالم اٹھا دیا جائیگا
جو حق ہے وہ عیاں ہوگا۔ اُس وقت معلوم و مفہوم ہوگا کہ تیرا مقام کہاں ہے
اللہ تعالیٰ اس کے پاس بزرگی و برتری کو حاصل ہے۔ جب میں نے اس کو
سے یہ کلام سنا تو توبہ کی اور سخت نادم ہوا۔ اور حضرت کی فضیلت و
بیشنی طور پر معلوم کی۔

دوسری نقل

حضرت راوی مذکور فرماتے تھے کہ میں نے حضرت والدی قدس سرہ سے سنا
اور یاد رکھا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ خالق ذوالمنین نے لغتِ پاک دکن

میرے حوالے کیا ہے اسکا نظریہ میرے ہاتھ میں رہا ہے اور بقیہ نصف کے لیے مجھے عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

اٹھاونویں حکایت

راویان مذکور اور ناظران مستور سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ مرشد الکرم محمد المصباح دلی کار ساز بندگی مخدوم حضرت سید محمد گیسو درازا الحسنی الحسینی قدس سرہ نے اپنے حکایات کی کتاب میں چند کلمات مشتمل اوپر ان ولایت کے حالات کے جو حالت وجد میں واقع ہوئے اور عالم وعدت سے نئے کے غلبہ میں جو کراہات آپ سے ظاہر ہوئے بیان فرمایا ہے۔ ظاہر یہ حالات مشرع شریف کے موافق ہیں اور مذہب کے خلاف معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے شیخ بنانا نے جو بہت علم رکھتا تھا ان حالات کے صحیح تسلیم کرنے میں انکار کیا۔ اور واقعہ حضرت سید ابوالحسن کے ساتھ جو حضرت مخدوم موصوف کے اولاد سے تھے سب سے پیش آیا۔ اسنے آپ سے کہا کہ آپ کے حضرت دادا جان یہ باتیں فرماتے ہیں۔ اور آپ ان حضرت کے پوتے ہیں۔ اگر آپ ان باتوں کو جانتے ہیں تو انکو مشرع شریف کے حکم کے مطابق عیان کریں اور مجھے متنبہ فرمادیں۔ درمیان میں عرض ہو کر کفر کا اطلاق کریں۔ چونکہ سید ابوالحسن مذکور اپنے دادا جان کے حالات و مقامات کے وارث نہ تھے۔ جواب سے عاجز ہو کر منہ پر دستک ہوئے آپ نے اسی شب اپنے جد بزرگوار مخدوم سید محمد گیسو دراز قدس سرہ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے ان کو فرمایا اسے فرزند ارجمند جان اور اکابر کہہ

زمانہ میں ایسا کوئی نہیں ہے جو میرے کلام کو بیان کرے اور اسکی رمز و معانی کو
 بیان کرے مگر میرے بہائی شیخ محمد جودی روزگار اور عالم اس اسرار کے ہیں
 اس سے خوب واقفیت رکھتے ہیں۔ اور کمال طور پر آگاہ ہیں کیونکہ میں اور
 آپ ایک ہی میدان کے آدمی ہیں اور ایک دوسرے سے پہچانت تمام رکھتے
 ہیں۔ تو میری کتاب کو اس قطب زمانہ کے پاس بھیج۔ وہ تجھے اسکے مطالب
 احسن طور پر بیان کریں گے اور شرع شریف کے موافق عیان فرمائیں گے۔ جب
 سعید الحسن خواب سے بیدار ہوئے تو اپنے خواب کی کیفیت لکھ کر مع کتاب
 حضرت قطب القطاب سیدنا امیر ربانی مسدرا انوار سبحانی الی الفتح شمس الدین
 شیخ محمد الشریف القادری الملتانی قدس سرہ کی خدمت میں بھیجی۔ حضرت
 نے اس کتاب کی شروع سے آخر تک شرع شریف کے موافق شرح
 لکھی۔ اوسکے روز روز نہانی کے حل اور مطالب و معانی کی شرح
 سے شیخ خانان کو آگاہ کر کے اوس کے کل اعتراضوں کے جوابات آپ نے
 نہایت عمدگی سے مشرح شریف کے مطابق ادا فرمائے۔ اور ان باتوں کو
 رحمن طرح اسکی خاطر نشان کر کے تنبیہ و تحقیق فرمائی

واللہ اعلم بالصواب

اسٹہوپین حکایت

قدوة الامام شیعہ سالار سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ایک شخص
 سلیمان ڈھونڈی نامی تھا۔ اوسکی عورت پر ایک سرکش جن مائل ہوا

وہ ان دونوں زن و مرد کے درمیان حائل ہو کر عورت سے بد فعلی کیا کرتا تھا۔ بیچارہ شوہر اوسکی اس زبردستی اور سرکشی سے مجبور ہو کر آہ و غنا نالہ فریاد کرنے لگا۔ جس بزرگ کی نسبت سنتا کہ وہ صاحبِ طاقت و ہیبت ہے وہ اوسکے پاس جاتا اور نہایت اظہار و عجز و زاری سے اپنی مصیبت کہہ سناتا۔ مگر کوئی اوسکی تسکین کو نہ پہنچا۔ یہاں تک کہ سب کو دیکھ لیا کہ کسی میں بھی اتنی قدرت نہیں ہے کہ اوسکی پریشانی کو اس سے دور کرے۔ تو وہ آخر الامر حضرت قطب الجبل الانس و لی الباری شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کی خدمت شریف میں حاضر ہوا۔ آپ سے اپنی عجز و بیچارگی کی داستان اور پریشانی کی حقیقت و کیفیت نہایت دردناک الفاظ میں کہہ سنائی۔ اور نہایت گڑ گڑا کر آپ سے التجا کی کہ اوسکے حال زار پر نظر رحم و کرم فرما کر اوسکی تسکین کو پہنچیں۔ حضرت شیخ نے جھکواپنے نزدیک بلا کر چند اسماء بتائے اور فرمایا تو شہر کے باہر جنگل میں جا۔ وہاں ایک دائرہ کھینچ اور اوس دائرہ میں بیٹھ کر اس طریق پر میں نے تجھے تعلیم دی ہے اوسی طریق سے اسماء مذکورہ پڑھ۔

اوسوقت جنوں کی صفیں تیرے سامنے سے گزریں گی۔ تو انکی مختلف اور عجیب صورتیں دیکھ کر نہ ڈر۔ اس وقت کسی قسم کا خوف و خطر دل میں نہ آنے دے۔ جب انکا بادشاہ تیرے نزدیک آئے اور تجھے سب بلا کر دیا جائے تو تو اوسکے سامنے میرا نام لے اور کہہ کہ میں نے تجھے اسکے پاس بھیجا ہے اور اوس جن کو جو فلاں عورت پر فریفتہ ہے حاضر کر لیکو

کہا ہے۔

پس میں جنگل کی طرف روانہ ہوا اور حضرت نے جس طرح ارشاد فرمایا تھا اسی طرح ایک دائرہ کھینچا اور اس کے بیچ میں بیٹھ کر اسماء پڑھنے میں مشغول ہوا مختلف اشکال اور عجیب وضع کے جنون کی صفیں ہرے سامنے ظاہر ہوئیں۔ چنانچہ اکی ہیست مجہر استعد غالب ہوئی کہ مجھ میں اس کے مشاہدہ کی بالکل تاب نہ رہی اور اس خوف سے قریب تھا کہ مجھے خوش آجائے۔ اویس وقت میں نے اپنے حضور متصرف دو جہان کی آواز مبارک سنی آپ نے پہلے خدا کی اور پھر اپنا دست تقویت میری پٹیت پر ہیز کر مجھے فرمایا کہ تحف الی معلک (مت ڈر میں تیرے ساتھ ہوں) یہ وقت میں نے آواز اس قطب بندہ نواز کی سنی تو اپنے عین قوت بے انتہا پائی۔ اور یقین جانا کہ حضرت مجھے ہر دم مطلع ہیں اور ہر اسی تمام رکھتے ہیں۔ پس میں دلیر ہو کر اسماء کے پڑھنے میں مشغول ہوا۔ جب جنون کی صفیں گزریں تو اٹھا یا دشاہ نمودار ہوا وہ دائرہ کے پاس آکر کھڑے سے اُترا اور زمین خدمت کو بجز تمام پوسہ دیکر مستفسر ہوا کہ مجھے کس لئے طلب کیا ہے اور تو کیا مراد رکھتا ہے؟ میں نے کل واقعہ سنایا اور حضرت شیخ کی رسالت کا پیام پہنچایا۔ اس نے نہایت تعظیم و تکریم سے آپ کے نام مبارک کی سماعت کی اور طاعتاً آپ کے ارشاد مبارک کی اجابت میں سر تسلیم خم کیا۔ اویس وقت خاص خاص جنون کو طلب کر کے حکم دیا کہ فی الفور اس سرکش جنگو حاضر کریں۔ حکم کی دیر تھی کہ وہ حاضر کیا گیا۔ بادشاہ اسکو میرے سپرد کر کے روانہ ہوا۔ میں نے اس سرکش کو اسماء اللہ تعالیٰ کی

قوت سے ایک شیشہ میں اتا کر اس پر مضبوط مہر لگا دی۔ پھر اس شیشہ کو زمین میں دفن کر دیا۔ وہاں سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کل باجرا عرض کیا۔ اس دن سے سلیمان دیو نڈھی کی منکوحہ نے اس سرکش جن کے ظلم و ستم سے رہائی پائی۔ واللہ اعلم بالصواب

ساٹھویں حکایت

ایک طبیب سے نقل ہے۔ وہ ایک فقیر آدمی تھا اور ہمیشہ مسکین حال و پریشان دل رہتا تھا۔ وہ اپنی اور اپنے اہل و اطفال کی نگہداشت میں ہر روز حضرت قطب الآفاق بالآفاق بندگی مخدوم شیخ محمد الشہرستاق قادری قدس اللہ سرہ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور خاص و عام کو نفع پہنچانے والے حضرت اسکو انعام کے طور پر کچھ دیدیا کرتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ ایک روز بال بچوں کے اجڑے معاش کے لئے کوئی چیز میرے گھر میں نہ تھی۔ میں ہر روز کی عادت کے موافق اس قطب الامداد کی خدمت اقدس میں گیا جب آپ کے دولت خانہ میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ حجرہ مطہرہ میں آرام کر رہے ہیں۔ آپ کی ملاقات میسر نہ ہونے سے میں مایوس ہوا اور بلٹ کر واپس جانا چاہا۔ اتفاقاً گھر کے صحن میں ایک جاندی کا تار پڑا دیکھا۔ اسوقت وہاں کوئی بچوں نہ تھا اسلئے اسکو اٹھا لے گیا۔ اور اس روز کی خوراک اس سے ہیا کی۔ دوسرے روز اس حضرت قدوہ اہل صفا کی خدمت میں حاضر ہوا

مور کہا اسے میرے ضامب کل فدوی در دولت پر حاضر ہوا تھا۔ کوئی چیز نہ باندھنے سے بے نل مرام واپس گیا۔ جب حضرت نے یہ سنا تو قسم کرتے ہوئے میرے طرف دیکھ کر فرمایا تو کیوں جھوٹ کہہ رہا ہے۔ لیکر ہی منکر ہوتا ہے یہہ آپ نے اوس تار نقوی سے جو مجھے حجرہ کے صحن میں ملا تھا آگاہ فرمایا۔ میں اس بات سے سخت متعجب ہوا کیونکہ میں سمجھے ہوئے تھا کہ میرے اس معاملہ سے سوائے خالق غیب دان کے کوئی واقف نہ ہوگا۔ میں نے ادھیوت حضرت کی ولایت کا اقرار کر کے توبہ کی اور اپنے فعل سے نادم ہوا۔

واللہ اعلم بالصواب

اکسٹھویں حکایت

صادقون اور صالحون کے پیشوا شیخ محمد قادری ستنوری سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ جب کو ایام صغیر سنی میں جبکہ میری عمر بارہ برس کی تھی حضرت قطب الدین اعلیٰ بن رئیس العارفین عوث الصمد بندگان محمد و شیخ محمد البشیر القادری قدس اللہ سرہ سے مرید ہوئے کی حد سے بڑھ کر ہوئے ہوئی اور آپ کی طرف سے میرے دل میں بہت اعتقاد پیدا ہوا۔ اور دن بہ دن یہ ہو س رہی جاتی تھی۔ بس میں نے اپنے والد کو اس حال سے خبر کی اور حضرت سے اپنا اشتیاق ارادت ظاہر کیا۔ اور بہت پیچ و زاری کی کہ خیر حضرت کے پاس لے چلے آپ کی قدم بوسی سے مشرف کراؤں۔ چنانچہ چلنے پر آمادہ ہو کر میں نے تین روز تک کہا نہ کیا۔ جب والد نے میری کوشش

بلینج دیکھی تو سبب سفر کا تیار کیا اور مجھو ہمراہ لیکر اپنے قریب سے حضرت
 کے شہر کھٹاف روانہ ہوئے۔ جب ہم حضرت کی خدمت میں پہنچے تو آپ کی
 قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہوئے۔ میں نے اپنی غرض جو صریح ہوئی
 کی بتی آپ سے عرض کی۔ آپ نے میرے حال پر کرم فرمایا اور اپنا دست مبارک
 دیکر مجھے مرید فرمایا اور زمرہ حضرت قادریہ میں شامل کیا۔ پس میں اوسو
 سے حضرت کی خدمت میں ملازم ہوا۔ میرا قاعدہ تھا کہ جب حضرت قطب
 مسیور میں جلوس فرماتے تو آپ کی نعلین مبارک بغل میں رکھنے ہاتھ باندھنے
 کھڑا ہو جایا کرتا۔ اسی طریق پر میں اپنی عمر گزارتا تھا۔ ان ہی ایام میں
 مجھے آنکھوں کا مرض ہو گیا۔ چنانچہ اس سے میری پلکیں چپ ہو گئیں۔ اور
 آنکھیں نہایت سوجھ ہو گئیں۔ میرے والد نے میری یہ حالت دیکھ کر
 حضرت سے عرض کیا اور اس عارضہ سے میرے شفا پانے کی استدعا
 خواہری۔ حضرت قطبی قدس اللہ سرہ ہر روز دو وقت اپنا لعاب مبارک
 میری آنکھوں میں لگاتے تھے آپ نے یہ عمل گیارہ روز تک جاری رکھے
 ارادہ فرمایا تھا۔ اور ہر روز مجھ کو ایک کھجور عطا فرماتے تھے۔ میں اسے
 کھا لیتا تھا۔ ابھی یہ عمل کرتے ہوئے گیارہ روز ختم نہ ہوئے تھے کہ میری
 آنکھوں کا عارضہ بالکل دفع ہو گیا اور اچھی طرح بلکہ کامل طور پر صفا ہو
 حاصل ہوئی اب میری عمر سو سال کے قریب پہنچی ہے سوقت سے آپ
 کوئی عارضہ میری آنکھوں میں نہ ہوا اور حضرت نے لعاب مبارک کی برکت
 سے کسی نوع کا تفسیر تک نہ پیدا ہوا واللہ اعلم بالصواب۔

باسمہوین حکایت

مفتدا سے الزمان شیخنا المنجا طب بہ امین خان رحمۃ اللہ علیہ سے نقل
 وہ کہتے تھے کہ میں ایک رات اپنے مکان میں بیٹھا تھا۔ اسوقت میں نے
 حضرت قطبی ابوالفتح شمس الدین شیخ محمد الشریف القادری الملتانی قدس سرہ
 کو ملائیہ دیکھا۔ آپ نے اپنا دست مبارک اُڑنجا کر کے مجھے فرمایا کہ ادر سے
 دیکھو۔ میں نے دیکھا۔ آپ نے پوچھا کہ کیا دیکھا؟ میں نے کہا مجھے حضرت
 محمد رسول خدا صلوٰۃ اللہ علیہ دیکھائی دے۔ آپ نے کہا پھر دیکھو۔ میں نے
 دوبارہ دیکھا۔ پھر دریافت کیا کہ کیا دیکھا؟ میں نے کہا کہ حضرت علی
 کرم اللہ وجہہ کو دیکھا۔ آپ نے سہ بارہ فرمایا کہ پھر نظر کر۔ میں نے سر
 دیکھا۔ پوچھا کہ اب کس کو دیکھا؟ میں نے کہا کہ اس دفعہ حضرت سید
 عبدالقادر رضی اللہ عنہ وارضاه عنہا نظر آئے۔

پس آپ نے زبان دربار گو ہرشار سے فرمایا کہ تو ان ہر تین حضرات
 میں فرق نہ کر انکو علیحدہ نہ سمجھ۔ ان تینوں کو ایک ہی درجہ و جان۔ اگر
 مادی النظر میں یہ حضرات تین وجود مظہر نظر آتے ہیں۔ لیکن باطن میں
 تینوں ایک ہی وجود ہیں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ سمیت تمام
 رکھتے ہیں۔ وہ آدمی بڑا ہی خوش نصیب ہے جو ایسا اعتقاد رکھے۔ اسباب
 روحانی اور خلی جاویدانی اوسے کے لئے ہے۔ اوسکو لازم ہے کہ اس کو
 وہ موجب نجات و ابرین جانے۔ اور جو اس کے خلات خیال کرے اور

اس میں شک و شبہ رکھے اور اس کے لئے فی الواقع ہلاکت ہے۔ یہ بڑے بڑے
 معلوم نہیں ہوا کہ آیا یہ واقعہ حضرت کی زندگی میں واقع ہوا یا آپ کے
 انتقال کے بعد۔ مگر آیہ کا یہ قول مبارک احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ اور نیز حضرت شیخنا سلطان الاولیاء بندگی
 مخدوم سید عبد القادر الحسینی الحنفی الجیلانی رضی اللہ عنہ وارضاه
 عنہ کے اقوال سے بھی موافق معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت سلطان
 الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی المرتضیٰ کو م اللہ وجہ کی
 شان میں فرماتے ہیں لَمْ يَكُنْ لِي دَمٌّ كَدَمِي جَسَدٌ حَسْبِي۔ یعنی
 (تیرا گوشت میرا گوشت تیرا خون میرا خون ہے تیرا جسم میرا جسم ہے) اور دوسری جگہ
 بھی اس سرور سروران سلطان زمین و زمان فرماتے ہیں :- مَا أَنَا
 وَ عَلَى مَنْ لَوْ وَ أَحَدٌ أَنَا وَ أَنْتَ وَ أَلْتِ أَنَا۔ یعنی (میں اور علی
 ایک نور سے ہیں۔ میں ہوں سو تو ہے اور تو ہے سو میں ہوں) ان
 احادیث سے حضرت مرتضویؑ کی صحبت حضرت محمدؐ کے ساتھ کامل
 طور پر معلوم ہوتی ہے اور اس سے بلا شک و شبہ یگانگی ظاہر ہوتی ہے
 اور اسی معنی میں حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی قدس اللہ سرہ فرماتے
 ہیں :-

بیان

مصطفیٰ و المرتضیٰ ان مرتضیٰ راستے : خاک درم دو بنیادِ غا با بدِ زمین :
 اور حضرت سلطان الاولیاء قطب الارض و السما و محبوب سبحانی بندگی
 مخدوم سید محی الدین ابی محمد السید عبد القادر الحسینی الحنفی الجعفری

ابو جہلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارِ رضاہ عنایت نامی طور پر اپنی نسبت فرزندِ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت سبطین الامام الحسن والحسین علی نبینا وعلیہم السلام کی طرف سے رکھتے ہیں۔ اور جو لڑکا اپنے باپ کے حالات اور مقامات کا وارث ہو یگانگی میں وہ اپنے باپ سے جدا نہیں سمجھا جاتا ہے۔ **ہیت**

فرزندِ خلفِ حیات ثانی است **ب** گفتہ غلط کہ عینِ زندگانی است چنانچہ خود ہمارے حضرت شیخ بندگی سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ دارِ رضاہ عنایت فرمایا ہے۔ مکی ولی علی قدم نبی وانا علی قدم جدی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وصحہ وسلم۔ یعنی (ہر ولی ایک نبی کے قدم پر ہے اور میں اپنے دادا کے قدم پر ہوں (جبکہ نام) محمد رسول اللہ ہے) نصیبتہ نائیبہ میں (یعنی جسکی ردیف میں ت ہے) آپ نے خود فرمایا ہے۔ **شعر**

نخا صری من النبی بنفجۃ * خلیلتہ علیہ احمدیہ
حب و جود حضرت غوث پاک کا حضرت سرور انبیا کی خلقت کے خمیر سے بنا ہے تو اسی لحاظ سے حضرت غوث پاک کی معیت تمام طور پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ اور کامل طور پر یگانگی ثابت ہوتی ہے۔ پس اس اعتبار سے تینوں بزرگوار ایک و جود ہیں اگرچہ ظاہر آئین معلوم ہوتے ہیں مگر باطن ایک ہیں و جہات بالا سے یگانگت کی حقیقت سمجھ لینی چاہئے۔ اسے ناظر

غور کا مقام ہے۔ کہ جب حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ وارضاه عنہ
کی ایسی فضیلت ہے تو آپ کے مرتبہ کی کیا حد ہو سکتی ہے۔ سبحان
آپ کی کیسی بزرگی ہے اور کیسا پاک وجود ہے۔ ہماری زبان میں کہا
وہ فوت جو آپ کی تعریف بیان کر سکے اور قلم میں کہان وہ طاقت جو
آپ کے اوصاف تحریر کر سکے۔

اشعار

در مدح حضرت شیخنا سلطان الاولیاء و درجہ النبیا

قطب الوجود سیف الشہداء الموجود امام المتقین
رئیس المحبوبین شیخ الثقلین سر السادات
سید محی الدین ابی محمد اسید عبد القادر حسنی الحسنی
الحکیم فی الجہان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عنہ

سردار عالم محی الدین شاہ اولیا	حجتہ الشہداء و ارثہ سلطان جلالینا
--------------------------------	-----------------------------------

<p>رہنما سے رہبر و ان راز و اسرار مصفا فخر اولاد حسن ہیم یادگار مرقع تضا ساکنان ہر دو عالم دست باد وقتدا عالم علم لدنی سید اہل تقا اقتباسش چونکہ طالع گشت براوج علا چون نبودہ چون سلیمان سچ دیگر با و تا باطن امریکہ امر القدر محبوب خدا التجائی ہست بالوسا لہر انقلاب را زانکہ یکا خود نہادہ بر سر اہل ولا یافت او از غر نش اسن امان روز خزا دست جان باد منش ن باز سر صدن</p>	<p>سیرت لا تقلمو نہت آن فی ذوالجلال مقصد مقصود عالم مطلب طلب حق نام پاکش عبد قادر آن امام العارفین والی ملک لایت پیشوا کسو منان مہر او کیا اولین گشتند غیب تا قیامت مثل او سرگز نباشد ہیچ کس کاشف سرہانی فایض فیض الہ عوٹ اعظم قطب عالم مرجع اصحاب حق گنہہ فضلست کنس لکفتا من گنہہ شاہ دین ہر کہ با جان شد غلام حضرت شاہ جان اگر نجات خویش خدائی در دو کون آبادی</p>
--	--

ترتیب وین حکایت

حضرت قطب المتصرفین مرشد الصمدینگی محمد دوم شیخ محمد قادری قدس سرہ
 کے بعض ملازمین اور مریدوں سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ ایک جوگی جس نے
 جوگیوں میں بہت عرصہ تک رہ کر علم جوگینہ میں کامل ہمارت حاصل کی تھی ایک
 روز اپنے تمام جیلوں کو ساتھ لئے ہوئے حضرت والا منقبت کی خدمت آئے
 میں آیا۔ یہ سنی کہوئی کما فی اور نادر و حصول کے گنہہ میں اسنو خیال نا اعد

سے چاہا کہ اپنی قوت مستدرج سے حضرت کی پاک باطن میں تصرف کرے۔
اور خاطر مبارک میں دوسرے ڈاکٹر آپ کو اپنی طرف کہینے۔ مگر اسکائیہ زعم اسکے
دل ہی میں رہا۔ اسید بر نہ آئے پائی جب اوس نے حضرت کا جمال جہان آرا
دیکھا تو فوراً اوسکی قوت مستدرج سلب ہو گئی۔ جو کچھ کمالی کا سد گرہ میں
باندھ لائی تھی وہ کھل گئی۔ نشہ فاسد ہرن ہو گیا۔ کل عمل برباد ہو گیا۔
علیٰ حلقہ جو اوسکے کان میں آویزان تھا ٹکڑے ٹکڑے کیاں سے کہاں جا پڑا۔
چیزان و پریشان ہو کر ایسا سٹپٹا ہوا کہ اوسے کچھ خبر نہ رہی اور دہشت
و ہست اسکے دل پر اسقدر غالب ہوئی کہ لرزان اور ترسان اسے زمین
خدمت کو بوسہ دیکر حضرت کے پاسے مبارک پر اپنا سر رکھ دیا۔ اور
نہایت عجز و زاری سے اپنا منہ خاک پر رکھ کر معافی چاہی۔ حضرت قطب
زمان نے اوسے اس حال میں ملاحظہ کر کے قسم فرمایا اور اوسکو توبہ کر اگر
مسلمان کیا اور پھر اوسے مرید بھی کیا۔ چند روز تک اوس نے حضرت
کی خدمت میں رہ کر ارشاد حاصل کیا۔ اس کے بعد حضرت سے حضرت
رحمت لیکر واپس ہوا اور جہان سے آتا تھا وہاں چلا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب

چوتھوں کی حکایت

صالح الصدق برگزیدہ آلہ شیخ شہر اللہ علیہ الرحمۃ اللہ سے نقل ہے
وہ کہتے تھے کہ بہادر بادشاہ گجرات ۹۳۵ھ میں بلاد کن کی طرف متوجہ ہوا۔
ان آیام میں حضرت قطب الانام سیری مرشدی بندگی محمد و شیخ محمد الشریف

القادی قدس سرہ ہمارے تھے۔ امد اس عالم فانی سے سراسر جاودالی
 کی طرف اپنی جلالت کے آثار ظاہر کرتے تھے۔ پس حضرت قطبی قدس سرہ
 کے کل مرزندان تمام مرید اور اکثر معتقدین آپس میں اتفاق ہو کر آپ کی خدمت
 میں حاضر ہوئے اور قدم مبارک پر اپنے سر رکھ کر ہنایت عجز و زاری سے
 عرض کیا کہ اے ہمارے قطب الوقت ہم پر دو حادثے واقع ہوئے ہیں
 اور دو مشکلیں ہمیں پیش آئی ہیں۔ پہلا حادثہ ایسا ہے کہ جب کو اب ہم
 سر پر لئے ہوئے ہیں اور اسکو سخت سے سخت مصیبت خیال کرتے
 ہیں۔ وہ یہ ہے کہ اب حضرت ہما کو دلغ مفارقت دینے والے ہیں۔
 ہما کو غیب سے کس دے وسیلہ جوڑ کر اس جہان سے سفر کرنا چاہتے
 ہیں۔ دوسرا یہ کہ بادشاہ گجرات نے لڑائی کے لئے چڑھائی کی ہے ہماری
 خون ریزی اور تباہی و بربادی پر آمادہ ہوا ہے۔ ہر طرف سے آہ و فغان
 مارا دھڑاؤ کی آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ خون کے بادل ہمارے سر پر
 اُمتداری ہیں۔ ہر سو مصیبت اپنی ڈراؤنی شکل دکھا رہی ہے۔
 سر دست اپنے بچاؤ کی شکل نظر نہیں آتی ہے۔ ہر طرف سے یہی آواز
 سنی جاتی ہے کہ۔ اِنَّ الْمُلُوْثَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْا هَآ
 وَجَعَلُوْا اَعْنٰی اَھْلَہَا ذَلٰلَۃً (تحقیق کہ بادشاہ جب داخل ہوئے
 ہیں کسی گمان میں تو اسکو تباہ کر دالتے ہیں اور عزت دار لوگوں کو
 ذلیل کرتے ہیں) ہم یقین جانتے ہیں اور تحقیق و تصدیق سمجھتے ہیں کہ
 حضرت قطب روزگار و محبوب کردگار صاحب تصرف و کرات ہیں اور

اللہ تعالیٰ کے پاس قدرت اور منزلت رکھتے ہیں۔ ادا سکی عالی بارگاہ سے اپنی زندگی آپ زیادہ کرا سکتے ہیں۔ اسوقت حضرت ایسی رافت کو متوقف کریں۔ ہمیں امید ہے کہ حضرت ہماری درخواست کو قبول و منظور فرما کر اور ایک نظر رحمت و شفقت ہمارے احوال زار و پُر خدہ طراب پر ملاحظہ فرما کر اپنے سایہ عاطفت اور رافت کو ہمارے سر و نیر سے نہ اٹھائیں گے اور ایسے جملہ کے وقت میں سبکو حضرت بے یار و مددگار و وسیلہ اور تنہا ہو کر نہ جائیں گے۔ آپ کے بعد ہم اپنی التجا کس سے کریں اسوقت ہماری کون سینگا۔ ہمارا کون وسیلہ ہو گا۔ ہمارے ہم آگے جوڑ کر کس کے ہو رہیں۔ جب حضرت نے ہر ایک کی عرض سنی اور دیکھا کہ ہر ایک شخص گریہ و رازی کر رہا ہے تو متامل و متفکر ہو کر ایک ساعت تک مراقبہ میں مصروف رہے بعدہ سر اٹھا کر زبان دربار گوہر شاد سے فرمایا کہ اَبی عَلْتُ عَلٰی الشَّيْخِ الصِّدِّيقِ اَيْمَنِيْ لِيْكَنْ تَهْوُرَ اَيْفَ تَحْقِيقِ يَنْ عَلٰی كَيْسَا شَيْخِ صِدِّيقِ يَمْنِيْ نَفْسِيْ كَيْسَا تَهْمَا كَرَاهِيْ نَفْسِيْ تَهْوُرَ اَكْرَاهِيْ نَفْسِيْ

مخبرانِ پیشین شیخ صدیق یمنی کے قصہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب آگے ایام سعادت انصرام کو پہونچے اور موت قریب آئی تو آپ نے اپنے فرزند کو صغیر اور زامانہ دیکھ کر اپنے بہائی کو بلا کے کہا میں تجھے اپنی جگہ دیتا ہوں۔ تو میری سجادگی کو قبول کر اور میری جگہ ہمیشہ جتنے امور مستحکم یعنی میری مریدی وغیرہ کے کام ادا کرنے ہوں آگے تو یہ قصہ

بجالات اور سانس جاری رکھے۔ آپ کے بہائی نے ایک کہنہ نہ مانا اور یہ
عجز پیش کر کے قبول کرنے سے انکار کیا کہ یہ کام دشوار ہے۔ مجھے
انجام کو نہ پہونچنے کا اور اداسی گرائی مجھے اٹھانی نہ جاسکیگی۔ آپ نے
انکو جھڑک کر فرمایا کہ چل دو رہو میں نے اپنی سوت کو مستوقف کیا اور اپنی
زندگی کو زیادہ کر دیا میں اس وقت تک نہ مروں گا جب تک کہ میرا بیٹا بالغ
نہ ہوئے اور شہریت کو برداشت کرنے کے لائق و قابل نہ ہو جائے۔ اس
واقعہ کے بعد آپ بارہ برس تک زندہ رہے۔ جب آپ نے اپنے بیٹے
میں قابلیت دیکھی تو اسکو تلقین کی اور کل امور کی تعلیم فرمادی۔ اسکو
اپنی جگہ بیٹھا کر اسوقت آپ نے اس عالم فانی سے نہایت گارہ جادوئی
کیفیت نقل کی۔

پس اسوقت سے حضرت شیخ محمد الشریف القادری الملتانی کو
صحت کامل ظاہر ہوئی (اور شفائے عاجل حاصل ہوئی)۔ اسکے بعد آپ نے
ایک مدت تک نہایت خوشی و خرمی سے زندگی بسر کی واللہ اعلم بالصواب
پینیسٹھوین حکایت

یہ حکایت حضرت کے بعض اقوال و افعال اور حالات و کرامات
پر جو آپ کے زمانہ موت تک واقع ہوئے اور ان امور پر جو آپ سے
خلاف عادت ظاہر ہوئے مشتمل ہے۔

بیہیلی نقل

حضرت کے تمام صاحبزادوں و مریدوں اور معتقدوں سے نقل ہے
وہ کہتے تھے کہ جب گجرات کا بادشاہ بہادر اپنے ملک کو واپس گیا تو
اوسکے آنے سے جو غوغائے عظیم برپا ہوا تھا وہ موقوف ہوا۔ سب کا
اضطراب دفع ہوا۔ ہر شخص امن چین سے اپنے کام انجام دینے لگا
تین مہینے کے بعد ماہ رمضان المبارک ۱۰۳۹ھ میں پھر حضرت کے بدن
مبارک میں شکستگی واقع ہوئی۔ بیماری نے اپنی شکل دکھائی شروع
کی۔ اور دوبارہ ہم سب پر آپ کی رحلت کے آثار ظاہر ہونے لگے۔
ہمیں اس عالم سے آپکے سفر کی آگاہی ہونے لگی۔ چنانچہ خود حضرت نے
بہی زبان دربار گوہر نثار سے فرمایا کہ میں نے آجکی رات خواب میں
دیکھا کہ میرے لئے عالم بالا سے بلا وایا ہے اور دسترخوان وصال پر
حضرت ذوالجلال نے مجھے طلب فرمایا ہے اور فرشتے مجھے اپنے کاغذ ہر
اٹھائے آسمان کی طرف لئے جاتے ہیں۔

دوسرا خواب آپ نے اس طرح بیان فرمایا کہ میں نے دیکھا
کہ کل اولیاء اللہ تعالیٰ صرے پاس جمع ہوئے ہیں اور مجھے رخصت
کر رہے ہیں۔

آپ کے تیسرے خواب کا اظہار اس طرح وقوع میں آیا کہ میں
خدا بخش آپکے خلیقوں میں سے تھے وہ کسی جگہ جاسے کا ارادہ

کر کے رخصت ہونے کے لئے حضرت کنی خدمت اقدس واعلیٰ میں حاضر ہوئے اور
 بھارت چاہی۔ حضرت قطبی قدس اللہ سرہ نے ان سے فرمایا کہ میں نے
 خواب میں دیکھا کہ تو اور میں ایک ہی جگہ مقبرہ میں تھے۔ لیکن تو وہاں سے
 چلا گیا اور میں نے سکوت کیا اور وہیں رہ گیا۔ اس کو سنکر میمان خدا خوش
 آگئی تقریر کا مطلب نہ سمجھا کہ حضرت اپنی موت سے خبردار کر رہے ہیں۔ یہاں
 آپ کی وفات کے بعد معلوم کر کے انہوں نے بہت تاسف کیا۔ اور پامٹھ
 بیٹے رہ گئے۔

اُن عیالوں میں حضرت والا سبقت کی زبان پر یہ بیت جاری تھی۔
 ادھر آپ اسکو بار بار پڑھا کرتے تھے۔ بیت

ما بعد ملک بوہ ایم یار ملک بوہ ایم * باز ہمان جا روم منزل کبریاست
 پس حضرت صاحب حالات سے ان کلمات کے سننے سے ہم سبکو

یقین ہوا بلکہ تحقیق طور پر معلوم کیا کہ آپ حضرت سفر اخیر کرنا چاہتے ہیں
 اور ہم کو اُس سے آگاہ فرما رہے ہیں۔ پھر ہم تمام لوگ متفق ہو کر حضرت

کے پاس گئے اور نہایت عجز و زاری سے عرض کیا کہ اس بار بھی حضرت
 اپنے سفر کو متوقف کریں اور مثل شیخ صدیق الہینی کے اپنی زندگی کو زیادہ

کرائیں۔ جب آپ نے ہماری زبان سے یہ بات سنی تو فرمایا کہ عالم کی گرانی
 مجھ پر ہے۔ جب مجھے چوڑو دو گے تو گرانی عالم پر رہیگی۔ اسکے بعد

آپ نے اپنا دامن سارک پھیلایا اور کہاں تضرع کے نشان زبان دربار گوہر
 فشار سے فرمایا کہ اسوقت مجھے معذور رکھو کہ میرا دست مجھے بہت چاہ

رہا ہے اور میں بھی دیدار کے غایت اشتیاق سے انتظار کی طاقت نہیں رکھتا ہوں
آپ نے ہر ایک کو یہی جواب دیا اور دعویٰ کی - اور نہایت خلق و مروت سے
تسلیم دی - اسکے بعد آپ نے اپنی زبان گوہر نشان - کرامت نشان و سخن بیان
رضیت اور نصیحت کے لئے کہی - آپ نے اس طرح فرمایا شروع کیا کہ میں تم
تمام کو حضرت غوث المملکت قطب الصمدانی شیخ الربانی امام المتصرفین رئیس
المحبوبین سید السادات بندگی مخدوم سید محی الدین ابو محمد السید عبدالقادر
الحسنی الحسینی المجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عنا کے ہوا ہے
کہ تم ہوں تمہارے ہر کام میں تمہیں مدد دینے والا - تمہیں قوت دینے والا
اور تمہاری خدمت کرنے والا میں ہوں گا - میں نے اپنی سجادہ گری مخدوم جی
دی - بحق محمد و آلہ اکہاجاد (حضرت محمد اور آپ کے بزرگ آل کے حق
کے وسیلے سے) انہیں مبارک اور ہمارے ہوں - اور تم سب کا سہارا
والا میں ہوں - پہر آپ نے اپنی منکوحہ اور اپنے صاحب زادوں کو طلی
و لکیر یہ فرمایا کہ اس وقت میں تمہارا سہارا والے دینی اور دنیوی
کاموں میں تمہاری اعانت کرنے والا - تمہیں قوت دینے والا اور تمہاری
خدمت کرنے والا میں ہوں - بعد چہ یہ نصیحت فرمائی کہ تم میرے قاعدہ
اور میری سیرت پر رہو - اگر باوجود اس کے جو تم سے خلاف ہو گا وہ تباہ
ہو گا - اسی تہذیب کی درمیان میں آپ کے بڑے صاحب زادے حضرت
مخدوم شیخ ابراہیم المعروف : مخدوم جی قدس اللہ سرہ نے آپ سے
پوچھا کہ اس وقت حضرت نے تو فرمایا کہ میری سیرت پر رہو - مگر ہم سے

حضرت کا طریقہ اختیار کرنا اور اوس پرستگاری کرنی کیسے ہو سکتی ہے۔
 حضرت نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اگر تمہیں میری باطن پرستگاری
 حاصل ہو تو تم میرے قاعدہ ظاہری پرستقیم رہو۔ جیسا کہ تمہیں دیکھنا
 حسب میرے طریقہ پر تمہیں عبور ہو اور میرا ظاہری کام تمہیں ہاتھ دے
 تو انشاء اللہ تعالیٰ اسکی توفیق سے میرے احوال باطنی بھی تمہیں سیکھ
 سب صاحب زادوں نے عرض کیا کہ ہم غریب الوطن ہیں۔ ہم
 شہر سے ہی ہیں رہیں یا دو شہری جگہ پہنچ جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ
 حضرت ہمارے شیخ قطب الاقطاب سلطان الاولیاء والا جناب فیض
 عندہ وارضاہ عننا ہمارے معین اور مددگار ہیں اور میں خود ابھی
 تمہیں قوت دینے والا ہوں۔ میں اپنے صاحب کے سامنے ہاتھ
 باندھے کھڑا ہوں۔ جو تم سے لڑے گا میں اسے پس پا کر دوں گا۔
 پھر آپ کے صاحب زادوں نے یہ عرض کیا کہ دینی اور دنیوی ہمت
 کو آپ حضرت کی تائید سے سرانجام دیتے تھے ایسے واقعے جب ہم
 وارد ہوں تو آپ اوسوقت ہماری مدد کریں۔ حضرت نے جواب دیا
 میں ضرور مدد کروں گا۔ اور یہ فرمایا کہ جیسا اب ہمارے حضرت شیخ فیض
 عندہ وارضاہ عننا کی خانقاہ کے کاروبار جاری ہیں۔ آئندہ بھی یہ سطح
 جاری رہیں۔ آپ نے ماہ رمضان المبارک ۱۹۳۷ء کی ۲ تاریخ کو یہ
 وصیت نامہ لکھ کر دیا اور اوپر ثابت رہنے کے لئے بہت تاکید فرمائی۔
 وہ وصیت نامہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي خلقنا وخلق اجابتنا وهدانا وخلقنا
 الصلوة والسلام على سيدنا ونبينا محمد بن الهادي -
 صلى الله عليه وآله واصحابه وسلم اما بعد فان الوصية
 كتاب يدل على عقلی و نقلی و فعلی هذا اقول عليكم ان تتخذوا
 بالكتاب والسنة تهر يا قول الصحابة و بماتبعة طهر
 حضرت شيخنا سلطان الاوليا درة البياض قطب الوجود سيف الشهد
 امام المتصرفين رئيس المجتوبين شيخ الثقلين سر السيد السادات
 سيد محي الدين ابي محمد السيد عبدالقادر الحسيني الجعفري الجليلاني
 رضي الله عنه وارضاه عنا في الاقوال والاحوال ط

تہذیب

شکر ہے اوسلے اللہ کا جس نے ہم کو پیدا کیا اور ہمارے
 مریدوں اور خلیفوں کو پیدا کیا - اور درود و سلام ہو ہمارے
 ہمارے نبی راہ راست دکھانے والے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
 بعد حمد و نعت کے جانو کہ وصیت عقلی و نقلی و لیلون سے اور
 اس فعل سے ثابت ہے میں تمہیں کہتا ہوں - تم کتاب سنت پر اور یہ
 صحابہ کے اقوال پر عمل کرو - اور حضرت شیخنا سلطان الاولیا د
 قطب الوجود و سيف الشهد امام المتصرفين رئيس المجتوبين

سید الشہداء سیدنا سید محمدی الدین ابی محمد السید عبدالقادر الحنفی
الحنفی الجعفری الجیلانی رضی اللہ عنہ وارضاہ عننا کی متابعت میں حال
اور قال میں رہو۔

پہر آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بیٹوں مخدوم جی۔ شیخ اسماعیل
شیخ اسحاق اور شیخ بدر الدین کو خلافت قاور یہ اور اجازت مطلقہ
دی تا وہ بندگان خدا کے تعالیٰ کو ارشاد کریں اور دست بیدت دین۔
فقیروں کی خدمت کریں۔ جاوہ شریعت پر حق میں مشغول رہیں۔ اسکی
محبت۔ عشق اور عرفان میں کوشش کریں اپنا اصلی مقصود حق تعالیٰ
کو بنائیں۔ دل میں سوائے حق تعالیٰ کے کوئی دہم و گمان اور غم و اندیشہ
کو نہ آئے دین۔ مردار دنیا پر نظر نہ رکھیں اور اسکی طمع کو باطن سے
منقطع کریں عشق و عرفان کی راہ نمائی میں وہی سلوک مرعی رکھیں جس
طریق پر حضرات قادریہ نے اسکو جاری کیا تھا اور جسکی مشایخ قادریہ نے
تقلید کی تھی۔ اوسے پر عملدرآمد چلا آتا ہے اور اب وہ ہمیں معلوم ہے
ہمیں بھی وہ مقررہ طریقہ کی پیروی کرنی چاہئے۔ اور دوسروں کو بھی
وہی تلقین کریں۔ تم سب آپس میں لازم و اجاب المواقف تھوڑا
اتفاق (لازم جانو اتفاق اور موافقت کو) پر عمل کریں یعنی اتفاق سے
رہیں۔ اور تم میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ اپنی والدہ کے کہنے میں
مہر ہے انکی رضا کی بغیر کوئی کام نہ کریں۔ انکی رضا کو میری عین رضا
جائیں۔ فقرا۔ سادات اور آنے جانے والوں کی پیشہ خدمت کرتے

ایمن۔ کسی ہا دل نہ دکھا سزا۔ کسی کو کسی قسم کی تکلیف نہ دین جس میں
 مروت تواضع۔ توکل اور قناعت کو ایسا پیشہ بنائیں۔ خدا کے نیکو
 سے اخلاص کے ساتھ اور خلق اللہ کے ساتھ مروت سے معاملہ کریں
 سجادہ گری مخدوم جی کو دی گئی ہے۔ انکو میرے سجادہ پر بیٹھنا
 چاہئے۔ خانقاہ قادریہ کی متولی گری اور امور سربراہی میرے
 موجودگی میں میرے فرزند شیخ بدر الدین کے تفویض تھے۔ وہ
 اسے طرح اب ان ہی کے تفویض رہے۔ اور فرمایا کہ میان بخشش کو
 اجازت مطلقہ اور خلافت قادریہ دی جاتی ہے تا وہ سلسلہ قادریہ
 کے کاموں کو جاری کریں۔ اسے طرح میرزا موسیٰ کو خلافت اعلا
 دی جاتی ہے بشرطیکہ وہ ترک دنیا پر غالب ہوں۔ اور میرے بیٹے
 شیخ احمد اور قاضی محمد محمد ب کو ان باتوں کی اجازت ہے اور صدر جماعت
 کے پوتے میان حسین کو بھی اس شرط پر اجازت دی جاتی ہے
 کہ وہ جادہ شریعت پر مستقیم رہیں اور کچھری کی فکر چھوڑ دیں۔
 سالی میں جن لوگوں کو خلافت قادریہ اور اجازت مطلقہ دی گئی تھی
 ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

- ۱۔ سید السادات سید تقیم اللہ بن حبیب بہال قادری۔
- ۲۔ سید حیدر شہیدی۔
- ۳۔ شیخ عبد الکریم بن شیخ جلال قادری۔
- ۴۔ شیخ عبد اللہ عرب۔

- ۵۔ شیخ نظام تنہوری۔
 - ۶۔ شیخ عبدالجبار پوری۔
 - ۷۔ شیخ جنید جون پوری۔
 - ۸۔ میان راجہ محمد گجراتی۔
 - ۹۔ شیخ یوسف بن احمد بیجا پوری۔
 - ۱۰۔ شیخ برٹھو او دیگری۔
 - ۱۱۔ میان سید علاء الدین بن سید شرف الدین۔
 - ۱۲۔ سلطان شاہ نابینا۔
 - ۱۳۔ شیخ گھوڑو ساکن کارنجہ۔
 - ۱۴۔ میان محو ساکن تلوارہ۔
 - ۱۵۔ میان حسان کوہیری۔
- آپ نے پھر فرزندوں کو نصیحت کرنی شروع کی کہ تم سب بھائی ہمیشہ
 کاروبار میں مشغول رہیں اور پانچویں وقت جماعت سے نماز پڑھا کرین
 اور ہمارے حضرت شیخ رضی اللہ عنہ وارضاه عنہ کے ملفوظات پر عمل
 کیا کریں۔ اور کسی قسم کی فکر کو کسی وجہ سے ہی دل میں راہ نہ دیں۔ ہمارے
 حضرت شیخ رضی اللہ عنہ وارضاه عنہ کا دینا دو ٹیگا دامن مبارک
 ہمیشہ ہر حالت میں مضبوط پکڑے رہیں۔ اور دونوں جہان کے
 مہمات میں حضرت صمدیت جل علاہ کو کل اوزار اعتماد رکھیں۔ ۱۶۔
- ۱۶۔ قوی مصیبت و ۱۷۔ قوی دلیل و ۱۸۔ قوی اجابت بعد از دعا علی

کل شئی قدیر۔ (تحقیق وہ سب سے زیادہ قوی مددگار ہے۔
 سب سے زیادہ ہدایت کرنے والا رہنما ہے۔ وہی قبولیت کے لائق
 اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے) جب آپ نے ماہ رمضان المبارک
 کے روزے ختم کئے اور نماز عید پڑھی تو تمام قبیلہ والوں کو عید منانے کو
 فرمایا۔ اور حکم دیا کہ ناک کا تختہ اور گل شیم اٹھا دی جائے۔ کیونکہ اس ناک کی
 ضرورت نہیں رہی۔ غرض آپ ان تمام کو وداع آخرت کر کے اور سب کو
 حق تعالیٰ کے سپرد کر کے ذکر و فکر میں مشغول ہوئے اور بچہ مکاشفہ
 و مشاہدہ میں مستغرق ہوئے۔ اسی اثنا میں ان کا ان اولیاء اللہ کا
 خوفِ عظیم دکلا ہر پختہ یون (آگاہ رہو تحقیق اللہ کے اولیاء کو
 نہ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں) کی خوشخبری آپ کے
 گوشِ ہوش میں پہنچی۔ اور یا ایہا النفس المطمئنة سر جی الی
 ربک سر اضیع فی ضیعتہ (اے مطمئنہ رجوع کر اپنے رب کی طرف
 درجائیکہ تو راضی اور خوش ہو) کی ندا سنائی دی۔ آپ نے فوراً ان کلمات
 کی جواب کی طلبی پر دلالت کرتے ہوئے بموجب حکم فلیستجیبولی (قبول کرتی
 میری دعوت کو) اجابت میں سر تسلیم خم فرمایا۔ اسی وقت آپ کا
 طائر روح پر فتوح نے قفص وجود سے نکلا مالک الموجود (موجود ملک)
 کے گلشن وصال کی طرف پرواز کیا اور آپ اس تنگنا سے خالی ہوئے۔ تنگنا
 جاودانی کی طرف رحلت فرما ہوئے۔ انا لله وانا الیہ راجعون
 جان جانان سے وصل ہوئی۔ دونوں دوست آپس میں مل گئے۔ الموت

جس کو لوصول الحبیب الی الحبیب (موت پل ہے دوست کے دوست سے ملنے کا) - قطبی بروز عید بیوشیدہ کفن -

اس واقعہ جانکاہ سے تمام فرزندوں - مریدوں اور معتقدوں پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ان کے غم و ماتم کی انتہا نہ تھی - سخت کھراں چکیا اس غم جان فرسا سے کوئی غم افزون تر نہ تھا - اس دردناک حالت کے

بیان کرنے کی قلم میں تاب نہیں - اسکو وہی خوب جانتے تھے جن کے دل فرط غم سے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے تھے - مفارقت نے جنکے جگر پاش پاش کر دیے تھے - مفارقت ہی کیسی جسکا خاتمہ قیامت ہی کو ہو -

بے تاب دلون کا چلنا بے قرار طبیعتوں کا گر گڑانا - سر پیٹنا - نالہ و بکا کرنا عجیب دردناک سما دکھاتا تھا - وہ آنکھیں جو روئے مبارک کے دیدار سے مشرف ہونے کے انتظار میں گہنٹوں جھپکتی نہ تھیں اب آنسو بہا

رہی تھیں - دل اٹنڈ رہا تھا آنسوؤں کی چٹری رکتی نہ تھی - وہ چہرے جو دیدار کے میسر ہونے سے اکثر شکفتہ رہتے تھے اب ملول و کبیدہ نظر آنے لگے - غم رھلت نے شیدا یوں کو دیوانہ کر دیا تھا - او نہیں سوائے

آنسو بہانے کے کام نہ تھا - سوائے آہ آہ کے کسی بات کا ہوش تک نہ تھا - بہت رویا بہت پیٹا آخر رضا کے قضا پر راضی ہو کر تسلیم قسم

کیا کہ ماہ صاب من مصیبة الا باذن الله (تکو نہیں پہونچی نہ مصیبت مگر اللہ کے حکم سے) آخر صبر و شکیبائی کو ان سب نے اندرونی طور پر لباس بنایا کہ انما یوفی الصابرین اجرهم بغير حساب (تحقیقاً)

ممبر کرنے والے حساب - مزدوری یا قلاب یا شنگے -

حضرت قطبی قدس سرہ نے بوقت رحلت فرمایا تھا کہ میرے بعد انتقال
شیخ نظام ہندوری غسل دین اتفاق کی بات تھی کہ وہ اس وقت اپنے سرخ
میں تھے - مگر انہوں نے صفائی باطن سے معلوم کر کے اسی حال میں
بصدول ایک ہی قدم میں پہنچے اور حضرت کے غسل دینے کی دولت سے
مشرقت ہو کر سرفراز ہوئے - تجہیز و تکفین کے بعد نماز جنازہ پڑھی گئی -
آپ کے والد مخدوم شیخ ابراہیم قدس سرہا کی مرقد مبارک کے کتبہ
میں دفن کئے گئے - آپ کو سب سے قبل اللہ فی محبت اللہ کے مقبرہ
کی بائیں جانب رکھا -

دوسری نقل

روایت ہے کہ حضرت کے نقل کرنے کے بعد جو کوئی اپنا سر آپ
کے سینہ مبارک کے نزدیک جھکاتا تو اسکو اللہ اللہ کی عطا تائی
دی تھی - اس آواز سے آہٹا کر کرنا معلوم ہوتا تھا -

تیسری نقل

اس طرح منقول ہے کہ سید السادات سید عقیل نامی ایک بزرگ
اشرف روزگار اور صاحب اقتدار تھے حضرت قطبی قدس سرہ
ہمیشہ آپ کی تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے - جب کبھی حضرت قطب
اللام کی

قدم بوسی کے لئے آپ پیش قدمی کرتے تو حضرت آپکو ہرگز اپنے پاس کے
 مبارک پر چمکنے نہ دیتے تھے۔ جب آپ نے حضرت کے رحلت کی خبر نامہوار
 سنی تو آپ حسرت کرتے اور زار زار روتے ہوئے حاضر ہوئے۔ اس وقت
 حضرت کو کفن سے اُراستہ و پیراستہ دیکھ کر آپ نے ایک آہ سرسبز
 پروردگار سے نکالی اور کہا کہ حضرت نے زمانہ حیات میں مجھے اپنی پابوسی
 کی دولت سے محروم رکھا۔ شاید اس نعمت سے مستفیض ہونا اب
 میری قسمت میں ہو۔ میں اب ضرور قدم بوس ہو گا۔ یہ کہہ کر آپ
 اپنا سر حضرت کے قدم مبارک کے نزدیک لے گئے اور جاہاں آپ اپنی
 انگلیں آپ کے تلوؤں پر ملین جھٹ حضرت نے رسم قدیم کے موافق دونوں
 پاؤں اپنی طرف کیئے۔ آج اس قدموں تک ہرگز پہنچنے نہ دیا۔ اس وقت
 تمام حاضرین نے حواس کام کو دیکھ رہے تھے آپکو دوبارہ قصد کرنے
 سے منع کیا اور کہا کہ میں حضرت صاحب حالات کی تصدیق اوقات ہوں
 آپ کو مرے ہوؤں میں نہ سمجھیں کہ الا ان اولیاء اللہ لا یموتون بل
 ینقلون عن دمار الی دمار (تحقیق اللہ کے دوست مرتے نہیں
 ہیں بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ میں منتقل ہوتے ہیں) چنانچہ
 حضرت نے اس کلام کے موافق اپنے کو ثابت کیا اور اسکو بعینہ ظاہر
 فرمایا۔

ہمارے حضرت سید کی محذوم شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہ سے نقل ہے

آپ زبان مبارک سے فرماتے تھے کہ ایک نیک مرد نے جس کا نام معلوم نہ ہوا مجھے خبر دی کہ میں آپ کے والد بزرگوار حضرت تہجدی مخدوم شیخ محمد قدس اللہ سرہ کی گبنڈ کے چوتھی پر سو رہا تھا۔ رات کا تیسرا حصہ گزرنے کے بعد جب میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ ایک مرد بزرگ گبنڈ مبارک سے پاس آیا۔ اس وقت مجھ پر اس کا خوف ایسا غالب ہوا کہ مجھ میں اس کے دیکھنے کی تاب نہ رہی۔ میں ڈر سے کانپ رہا تھا اور قریب تھا کہ مجھے غش آجائے۔ اسی اشار میں وہ مرد سرور دوا کے مانند خرامان خرامان میرے نزدیک آیا اور اپنا دست شفقت تقویت دلداری و تسلی کے لئے میری پیٹھ پر پھیر کر فرمایا کہ مت ڈر۔ میں اس مقبرہ کا صاحب اور اس مرد کا والی شیخ محمد ہوں۔ آپ اس جگہ سے اپنے والد شیخ ابراہیم کی قبر پر تشریف لے گئے وہاں زیارت کر کے اپنے قرب و جوار کے تمام آرام پائے ہوئے پر فاتحہ پڑھی اور ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔ پھر میری طرف متوجہ ہو گئے کہا کہ تو نے اس وقت جو کچھ دیکھا ہے اسے ضرور پوشیدہ رکھ۔ کسی سے نہ کہہ اگر ایسا ہی کر لگا تو یہہ اسرار تجھے ہر شب یوں ہی نظر آتے رہیں گے اور اگر تو نے کسی پر انکا اظہار کیا تو یہاں سے محروم ہو جائے۔ چنانچہ حضرت کے فرمان کے موافق میں نے اب تک کسی سے نہیں کہا ہے اور ہر رات وہی کیفیت دیکھا کرتا ہوں۔

حضرت شیخ بدر الدین فرماتے تھے کہ میں نے اس سے ملاست کی کہ

تو نے مجھ سے کیوں کہا۔ جبکہ حضرت نے تجھے منع فرمایا اور پوشیدہ رکھنے کی تاکید کی تھی تو تجھے لازم تھا کہ کسی سے نہ کہتا۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ تجھے دوبارہ دیکھنا نصیب نہ ہو گا ان اسرار سے آئندہ محروم رہیگا۔ وہ میری دین یہ سنکر نہایت نادرم و منفعل ہوا لیکن اس سے کوئی صورت نظر نہ آئی۔ کوئی فائدہ ظاہر نہ ہوا بعد وہ یہ خبر لایا کہ اس وقت سے میں نے حضرت کو نہ دیکھا اور آپ کی نعمت دیدار سے محروم رہا۔

چوتھی نقل

منقول ہے کہ حضرت قطب الاقاف بالاتفاق بندگی محذوم شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہ نے اپنے روضۃ متبرکہ کے قرب و جوار کی زمین پر سبیل النعم خالق الایام سے اس آستانہ کے ساتھ مانگی ہے کہ جو شخص اس میں مدفون ہو وہ عذاب قبر سے ایمن رہے۔ اس کے گناہ بخش دئے جائیں اور وہ معاف کر دیں گے۔

یہ رعایت خاص مسلمانوں اور ایمان والوں کے لئے ہے۔ مشرکوں اور کافروں کے لئے نہیں۔ ان کے گناہان ناامیدی تمام ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

پانچویں نقل

برگزیدہ آل شیعہ شہداء علیہ السلام سے نقل ہے۔ کہ

تھے کہ جب حضرت شیخ الانام عوث الکرام ولی اللہ الباری ابو النصح
شمس الدین بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ
گنبد مبارک شہید کیا گیا۔ تو میں اس وقت مقام بلگا لوفہ میں تھا۔
وہاں ایک شخص شہر سید سے آیا اور اُس نے مجھے حضرت قطبی قدس سرہ
کے گنبد مبارک کے شکستگی کی خبر دل شکن دی۔ میں نے اس بات کو
باور نہ کیا اور اسکو چٹلایا۔ مگر اس نے بڑے وثوق سے کہا کہ یہ خبر لعل
سچ ہے اسکے صحیح ماننے میں کوئی شک نہ کرنا چاہئے۔ یہ تو مجھ یقین
غم کی فوجیں میری دل میں، ہجوم کمرائیں۔ رنج و الم دل پر غالب
آیا۔ کوئی لحظہ اور کوئی دقیقہ ایسا نہ تھا کہ جسمیں یہ غم میرے دل کے
مزارحم نہ ہوتا ہو۔ سخت تشویش ہوئی۔ بہت اضطراب ہوا۔ رات
اور دن اسی اندیشہ سے بے چین رہتا تھا۔ فکر نے نیند حرام
کر دی تھی۔ آرام مقفود ہو گیا تھا۔ غرض غم و الم و فکر اندیشہ کی
کوئی انتہا نہ تھی۔ ایک روز انسانی قضائے حاجت کے لئے میں
جنگل کو گیا وہاں ہی میرا دل اسی ذکر کے مراقبہ میں تھا اور
اسی کی محو ت طاری تھی۔ ناگاہ میں نے اس وقت ایک شخص
کی آواز سنی۔ میں نے اسے دیکھا تو نہیں مگر اسکو مجھے
کہتے سنا۔ تو کس فکر میں ہے۔ یہ فکر کرنے اور سترے دم
مارنے کا مقام نہیں۔ یہ عاشق و معشوق کی باقین ہیں۔
یہ محب و محبوب کی حالتیں ہیں۔ اور طالب و مطلوب کے

کامین ہیں۔ ہر ساعت میں صفت دیگر اور جلوہ گوناگون کے ساتھ ایکجا ملوث ہوتا ہے۔ ان اسرار میں غیر کو دخل نہیں ہے۔ وہ جب چاہتے ہیں کہ کسی پر بار بار از ظاہر کریں تو حجاب درمیان سے اٹھا دیتے ہیں ورنہ کسی پر ظاہر نہیں کرتے۔ (ان معاملات کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا۔ وہ جو چاہے کر سکتے ہیں۔ تو کیوں خواہ مخواہ فکر میں سرگردان ہو رہا ہے۔ یہ سیری سر اسیر نادانی ہے۔ جب میں نے ایسے کلمات سنے تو سیری حالت ایسی ہوئی جیسے کوئی بیہوش ہوئی ہو۔ میں آتا ہے یا نیند سے بیدار ہوتا ہے۔ میں اس سے متنبہ ہوا اور قدیم بیت جو یاد تھی اس وقت پڑھی۔

بیت

کجا قادری را درین چون چرا * چو اللہ یفضل کند مایا
مندرجہ بالا وہی عین عبارت ہے جو جناب شیخ شہداء اللہ علیہ الرحمۃ نے اپنے ہاتھ سے لکھ بھیجی تھی۔ میں نے اسے اسے اسطرح اس کتاب میں درج کر دی اور بلا تغیر و تبدل کئے لکھ دی ہے۔

اس خاندان کے اسے طالب صداقتی اور اس آستان کے امیر و اقی جان اور آگاہ رہا کہ حضرت اپنے زمانہ میں ہمیشہ تھے اور ولایت میں اپنا شریک نہ دہکتے تھے۔ تمام خلایق جہان اور افاضل اعیان آپ کے فضل پر متفق تھے۔ اور لایب فی ولایت و فضیلت (نہیں ہے شکہ اور سکی ولایت میں اور اسکی فضیلت میں) کہہ کر صدق دل سے گواہی دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اس ملک دکن میں حضرت ذوالنہد کے فیض سے دو جزا گزرے۔ ہر ایک اپنے زمانہ کے قطب اور بے مثل تھے

دونوں نے اس جہان سے رحلت فرمائی۔ انہیں سے ایک حضرت بندگی
مخدوم شیخ محمد شریف القادری قدس سرہ تھے اور دوسرے بندگی مخدوم
سید محمد گیسو دراز قدس سرہ۔

چھٹی نقل

نقل ہے کہ ایک روز ایک فقیر پریشان حال صادق مقال جہان دیکھا
ہوا اور اطراف و اکناف عالم میں سماجیل حالات سے ملاقات کیا ہوا حضرت
کی خدمت اقدس واعلیٰ میں آیا۔ اس نے حضرت میں وہ ہیبت و جاہت
اور وہ عظمت و فضیلت پائی کہ کسی میں نہ دیکھی تھی۔ وہ حضرت کی یہ حالت
و منزلت دیکھ کر گفریت پڑا کرتا تھا۔

بیت

آفاق را گردیدہ ام ہر بتا در زبیدہ ام + بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو حیرت دگر

ساتھین نقل

روایت ہے کہ امیر بوبد کی مجلس میں علما و فضلاء جمع ہوتے تھے۔ ایک
روز جبکہ بہت سے عالم اور قاضی مجلس مذکور میں حاضر تھے حضرت قطب
ابوالفتح شمس الدین بندگی مخدوم شیخ محمد شریف القادری قدس سرہ
کے فضائل علیہ و شمائل جلیہ کی نسبت گفتگو واقع ہوئی۔ ہر ایک شخص
اپنی اور اقصیت کے مطابق گونا گون طریق سے آپ کے اوصاف بیان کرتا
تھا۔ ہر طرف سے آپ کی حمد و ثناء پسندیدہ اور عادت و کرامات کا اظہار ہو رہا تھا

انہیں بزرگوں میں، خدا بخش بھی جو ایک بزرگ تھے اور جنکو حضرت قطب زمان سے خلافت حاصل تھی موجود تھے۔ آپ نے کہا کہ ہر چند آپ صاحبان حضرت کا وصف بیان کرنے میں مبالغہ کرتے ہیں مگر اس سے اصل تعریف جس کے آپ مستحق تھے ظاہر نہیں ہوتی ہے اور یہ مبالغہ اور سکی نہ تھا کہ نہیں پہنچتا ہے آپ کے جن اخلاق حمیدہ و مراتب اعلیٰ کا ذکر آپ نے فرمایا وہ آپ کی شان کے سزاوار نہیں ہے اور وہ ہشک طبع آپ پر نہیں نہیں ہیں۔ آپ کی ذات بابرکات کی پاکیزگی نہ اس حد پر ہے کہ ہماری تعریف میں آئے۔ اور ایک اور جہ منزلت نہ اس حد پر ہے کہ اوسکا احاطہ کیا جائے۔ لیکن آپ کے زیادہ بخشش والے وجود میں ایک عیب بھی تھا۔ اگرچہ آپ بلاشک و شبہ عیب سے پاک تھے۔ یہ سنکر تمام لوگ متحیر و متعجب ہوئے اور خدا بخش سے پوچھا کہ وہ عیب کونسا تھا جو ذات بابرکات کے لاحق تھا؟ آپ نے کہا کہ وہ عیب یہ تھا کہ حضرت کا وجود ہمارے زمانہ میں ہوا۔ یہی بڑا عیب ہے کہ آنکھ اور بصیرت نہ ہو کہ نہیں ہے جسم اس قطب الانام کے عالی مقام کا معاینہ کر سکیں اور اس سرور فیض گستر کے اعظام و احترام کا مشاہدہ کریں۔ اگر حضرت زمانہ گذشتہ میں ہوتے تو لوگ عینہ اور شبلی آپ کو کہتے۔

اچھی طرح جانو اور یقین تصور کرو کہ جنید ثانی اور اپنے وقت کے شبلی حضرت ہی تھے۔ یہ سنکر تمام حاضرین تسلیم کی۔ بخوبی بائبلہ و اوٹلی

اور نہایت تحسین آفرین کی۔

مولف

ابوالفتح محمد شاہ ملتان	جعید وقت محمدی الدین ثانی
اگریشش بکری سبقت خوانی	فضیل و بایزید و بشر بودے
زمہدی تا بہدی خویش بدانی	بدینا و امن ہمت بنی لود
زاقطاب جہان نابود ثانی	جو ادنیٰ عصرہ حقاً و صدقاً
بمدش قادری کن درشانی	اگرچہ ذات پاک از وصف بیرون

انکھون نقل

نقل ہے کہ سید محمد مہدی جو نیوری ایک دفعہ بیدر آئے۔ وہ اپنے آپ کو امام محمد مہدی مسعود کہنا کرتے تھے۔ اب انکی قوم کے لوگ جنہوں نے انکی مہدیت قبول کی سے جا بجا رہتے ہیں۔ عرض جب وہ بیدر بچھوئے تو انہوں نے شہر کے باہر نماز گاہ کے نزدیک شہرول کیا۔ اور حضرت قطبی بندگی مخدوم شیخ محمد قادری قدس سرہ کی ملاقات کی آرزو کر کے آپ کے پاس کہلا بھیجا۔ حضرت نے انکی آرزو قبول نہ کی مگر اپنے چاروں فرزندوں حضرت شیخ ابراہیم علیہ السلام بہ مخدوم جی حضرت شیخ اسماعیل حضرت شیخ اسمعیل اور حضرت شیخ بد الدین کو آپ نے اجازت دی کہ وہ جا کر ان سے ملاقات کر آئیں۔ اور یہ فرمایا کہ اس نے

ظاہری ملاقات سے مقصود نہیں ہے۔ پس چاروں صاحب زادے
اس قطب و بران کے فرمانے کے بموجب انکے پاس گئے۔ انکو
دیکھتے ہی انہوں نے خیر مقدم نہایا۔ اور استقبال سے پیش را کر
ساتھ تنظیم و تکریم کے انکو اپنے پاس بٹھلایا۔ آپس میں سوال جواب
سلسلہ چڑھا۔ چونکہ یہ چاروں حضرات اپنے والد بزرگوار کی صحبت سے
نہایت آراستہ و سیراستہ تھے۔ جو کچھ انہوں نے چاہا اور حسین
کا سوال کیا اسکا جواب با صواب ان حضرات نے نہایت معقولیت
سے دیا۔ اور انہوں نے جو اسرار در میان میں لایا اسکو انہوں نے
نہایت خوبی سے منکشف کر بتلایا۔ اسکے بعد محمد مہدی صاحب نے
ایک ہیئت تعریف کی اور حضرت قطبی قدس اللہ سرہ کی ولایت پر
گواہی دی۔

حضرت بندگی مجذوم شیخ بدر الدین فرماتے تھے کہ جب ہم وہاں سے
واپس پھرے اور حضرت والد القیل کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں
نے آپ سے پوچھا کہ یا سیدی یہ صاحب جو محمد مہدی کہلاتے ہیں۔
کیا فی الحقیقت محمد مہدی معبود ہی ہیں؟ حضرت نے یہ سن کر کچھ
وقت تک تامل کرنے کے بعد زبان دربار گوہر شارسے فرمایا کہ جیسا
ولایت میں قطبیت اور غوثیت منازل اور مقامات ہیں ایسا ہی
مہدیت بھی ایک مقام ہے۔ اور یہ مقام انکو حاصل ہوا ہے۔
جو وقت کہ وہ اس مقام پر آتے ہیں تو او سکی انتہ میں اپنے کو مہدی

کہتے ہیں۔ مگر دراصل وہ محمد مہدی معبود نہیں ہیں۔

نویں نقل

حضرت میری مرشدی جدی شیخ بدرالدین سے نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ ایک روز عصر کے وقت حضرت والدی قدس اللہ سرہ راستہ پر کھڑے تھے اور تفریح کے طور پر آنے جانے والوں کا نظارہ ملاحظہ فرماتے تھے۔ میں حضرت کی خدمت میں موجود تھا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ ایک آدمی کل لپیٹا ہوا اور اس میں اپنے کو چھپایا ہوا جا رہا تھا جب وہ ہمارے سامنے سے گذرا تو حضرت والدی قدس اللہ سرہ نے میری طرف نظر کر کے فرمایا کہ یہ آدمی جو جا رہا ہے خدا کا ولی ہے اور مردان غیب سے ہے۔ میں نے اسی وقت چاہا کہ دوڑ کر اس بلوں مگر وہ میری نظر سے غائب ہو گیا۔

رجال غیب کا یہی منہ بجز ولایت کے ممکن نہیں ہے اور یہ مشہور ہے کہ ولی را ولی سے شناسد۔

یہ بات معلوم و مشہور ہے کہ جس شخص نے حضرت سے بیعت کی وہ کبھی بے توبہ نہ رہا کسی نے بیعت سے پہلے توبہ کی اور میری ہوا اور کسی نے بیعت چاہل کرنے کے بعد توبہ کی اور بعض نے پوچھا کہ اور دوزخ سے آڑاؤ کر توبہ کی لیکن آپ کے مریدوں میں ایسی کوئی نظر نہ آتا جس نے خرد گناہ پہن کر اور معصیت سے باز نہ آ

جان دی ہو۔ اور جس نے آپ سے فرقہ خلافت پہنا اور شرفِ نعمت سے مشرف ہوا اُس نے البتہ صاحبِ حالات و کرامات ہو کر عجب کتب کا علوہ دیکھا۔ آپ کے خلیفوں میں سے جن کا ذکر اوپر آچکا ہے ہر ایک کے بلند مرتبہ اور اونچا درجہ حاصل ہوا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ذکر اخلاق حضرت شیخ محمد شریف قادری ملتانی

ماظرین! پرواضح ہو کہ حضرت قطب الاولیاء کے عادات مبارک ہمارے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ وسلم کو ان عاداتوں کے مطابق تھے جو آیات اور احادیث سے پایہ ثبوت کو پہنچی ہیں۔ آپ اکثر و بیشتر شرع بنوی صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت اور اقوال و افعال میں رعایت ملحوظ رکھتے تھے۔ اور ہر حال میں کوئی بات اور عمل خلاف نہیں کرتے تھے۔ درویشانہ صورت و سیرت میں جیسا کہ چاہئے ثابت قدم تھے۔ آپ آدمیوں کو مرید کرتے اور جس مرید کو لائق دیکھتے اس کو فرقہ خلافت قادریہ پہناتے۔ بزرگانِ سلف کے طریق پر ارشاد فرماتے اور کتاب اللہ و سنت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت سید السادات محبوب سبحانی ہندگی سید محی الدین ابی محمد السید عبدالقادر الحسنی المحضی الجیلانی رضی اللہ عنہ وارضاه عنہ کے ملفوظات پر ثابت رہتے اور اوپر عمل کرنے کی وصیت کرتے اور

یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے ملفوظات جامع سلوک اور شافی ہین اور خاص طالب - مبتدی - متوسط اور منتہی کو واسطے ارشاد کے بس اور کافی ہین۔

آپ ہمیشہ فقیرون اور ضعیفون کے ساتھ نہایت غمخواری اور ہمدردی سے پیش آتے۔ کسی سائل کا سوال ہرگز روزہ فرما تو اور جو کچھ موجود ہوتا اس کو بخش دیتے تھے۔ اپنے پیران اور بزرگان روح اللہ از دہان کے اعراس کرتے۔ گانا سنتے اور جب آپ میں حالت ذوق و شوق اور وجد کی طاری ہوتی تو آپ رقص بھی فرماتے تھے۔ آپ شب زندہ دار تھے۔ اکثر جاگتے رہتے تھے۔ اور یہ بھی سنا گیا کہ آپ تمام روز نماز مشکوٰۃ پڑھا کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ صیام الدہر اور قائم اللیل رہتے تھے۔ یہ کوئی نہ جانتا تھا کہ حضرت روزہ دار ہین۔ اسکی اطلاع نہ اہلخانہ اور نہ ملازمان استمانہ کو تھی۔ آپ اس حکم کے موافق من سرفا ثوبہ رقا ایمانہ (جگا ہین ہوا کپڑا ہین ہوا اوسکا ایمان) ہرگز بار یک کپڑا نہ پہنتے تھے۔ آپ ہمیشہ اپنا حال پوشیدہ رکھتے تھے۔ اور جب آپ نیند میں ہوتے تو بمقتضائے تمام عیناء و لوا عینام قلبی (سوتی ہی میری آنکھ نہ نہیں سوتا ہے میرا دل) قاعدہ کے

میں نماز مشکوٰۃ۔ یعنی الشکر لک کر اللہ کو یاد کرنا یہ ایک قسم کی نماز ہے۔ سنا ہی کہ حضرت شیخ فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ یہ نماز بہت پڑھا کرتے تھے۔

سوائے آپ کے دست مبارک میں تسبیح گردان اور زبان ذکر میں گویان رہتی تھی۔
دنیا کی چیزوں سے مثلاً دیہات - انعام اور اسکے سوائے بہت سی دنیاوی
چیزیں آپ قبول نہ کرتے مگر آپ کے مریدین اور متقدمین جو نذرین اپنی کشاکش
خوشی اور عقیدتوں کی سبب پیش کرتے وہ آپ قبول فرماتے تھے۔ اور اس طرح
جو کچھ آتا اسکو اسی روز فقیروں میں تقسیم کر دیتے اور انھیں سے دزاسی
بیسر نہیں شام تک اپنے پاس نہ رہنے دیتے جو کچھ ہوتا شام ہونے سے
بہتے ہی خرچ کر ڈالتے تھے۔ آپ کسی دنیا دار کی تعظیم نہ کرتے۔ ملوک
اور غلامین سے ملنے اور ان سے انبساط کی گفتگو کرنے سے آپ سخت
نفرت اور کراہت کرتے تھے۔ اگر کوئی دنیا دار یا بادشاہ آپ کی خدمت
میں حاضر ہوتا تو آپ اسکو نصیحت فرماتے اور اسکے آگے دنیا کی مذمت بیان
کرتے تھے۔ اگر ایسے لوگ ان کے پاس سے کہانا آتا تو آپ ہرگز نہ کھاتے
یا بچوں وقت کی فرض نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرتے اور اکثر
اوقات آپ مسجد ہی میں نماز پڑھتے اور اپنے حجرہ میں ذکر الہی میں ہر
میشنول رہتے تھے۔

حضرت فیض المجتہ تھے۔ آپ کا سرخ رنگ اور اوسط قد تھا۔ ایک
صورت نہایت نورانی تھی۔ آپ اعلیٰ درجہ کے فصیح اللسان اور علامہ
زمان تھے۔ آپ کے چہرہ سے عظمت و ہیبت کامل طور پر نمایاں تھی۔ آپ کے
جلال و جمال کی یہ کیفیت تھی کہ جو شخص آپ کی صورت مبارک دیکھتا تو اس میں
دیکھنے کی طاقت نہ رہتی وہ فوراً ہی سہرنگون ہو جاتا۔

حضرت ولی الاقان بالاتفاق کے اخلاق اور اوصاف اگرچہ حد بیان سے
 باہر ہیں اور انکی حقیقت خالق سبحون کے نزدیک جیسی کہ جائے ہے
 انہی بمصدق "مثنیٰ از نمونہ" جو کچھ اس فقیر کو پہونچے اور جنگی کامل طور پر
 تصحیح و تحقیق کی گئی اور انکو اس کتاب میں لکھ دیا ہے۔ آپ کی مدح میں یہ
 چند اشعار ہوئے ہیں۔

غزل
 در مدح حضرت قطب العارفین امام التقان
 ابوالفتح شمس الدین بندگی مخدوم شیخ
 محمد الشریف القادری المملتانى قدس سرہ

سرور اہل دو کون شاہ محمد یقین
 معدن اسرار حق قطبے مان زمین
 میبری آنکہ یقین محی اسوائتین
 گشت براوج کمال ماہ رخ بدرین
 لیل و نہار ش ضیا یافتہ از ہر دوین
 دست بدانان ادایہ جبل الملتین
 گشتہ بہر دو جهان کام دہ و کام بین

دالی ملک ولا ابوالفتح شمس الدین
 مضمر انوار حق منظر آثار حق
 معجزہ عیسوی از دم ادا شکار
 فیض از دیانتہ بر فلک سروری
 رونق ایام دین زمین دوشہ ناقدار
 جست تمسک بدو غوث و تقی از حق
 قادری از فیض شان یافتہ نقود نما

ذکر مناقب حضرت قطب الانام مرشد الکرام

مخدوم النخادیم بندگی شیخ ابراہیم المعروف

بمخدوم حبی قدس اللہ سرہ

پہلی حکایت

شاہ حبی صدر چمان سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ میں مرد شیعہ تھا اور درویشان اہل تسنن سے اعتقاد نہ رکھتا تھا۔ جب میں نے حضرت بندگی مخدوم حبی قدس اللہ سرہ کے فضائل علیہ و شمائل علیہ افواہ عالمیان سے متواتر سنے اور ہر ایک شخص سے آپ کی کرامات کا ذکر سنا تو آپ کے روئے مبارک کے دیدار کی طرف میرا دل مائل ہوا اور اس عالی صفات کی ملاقات کا خطرہ میرے دل میں جاگنیں ہوا۔ سہرچہ جا ہا کہ تھا در دولت حاضر ہو کر دولت دیدار فرخت آثار سے شرف ہوا آؤں مگر چونکہ میرے ساتھ جماعت کثیر تھی۔ اس لئے تھا فانی سے مجبور تھا۔ آخر میں نے اور سے تمام یار دوستوں نے متفق ہو کر حضرت کی زیارت کا قصد کیا اور امتیاز کے طور پر ہم نے فکر کی کہ اگر وہ قعودہ الاتقیاء ہمارے ہو سکتے ہی حضرت امام الانام تیار امیر المؤمنین علی المرتضیٰ علی بنیا علیہ السلام کے فضائل

اور مناقب میں کلام فرمایا میں یا ہمارے قبل از نزول فیضائل بیان فرماتے
 رہیں تو ہم یقین جانیسکے کہ حضرت صاحبِ لاییت دین اور صفائی باطن رکھتے
 ہیں۔ جو کچھ آپ کے بارے میں قلیاق کہتی ہی وہ راست اور حق ہے۔
 غرض اس نیت کے ساتھ ہم تمام یکبارگی حضرت کی خدمت میں پہنچے
 اس وقت ہم نے دیکھا کہ حضرت جانمازیہ تشریف فرما ہیں اور تمام حاضرین
 کے آگے حضرت امیرناہار علیہ السلام کے مناقب بحسن تمام بیان فرما
 رہے ہیں۔ اور ایسے نادیدہ طریق پر کہ ہم نے آگے کہیں سنا نہ تھا۔
 ہم سخت متحیر و متعجب ہوئے جب مجلس برد خاست ہوئی تو ہم آپ کے قدم
 مبارک پر گرے اور نادم و مقرب ہو کر توبہ کی اور اوس روز سے آپ کی
 خدمت شریف میں آنے جانے لگے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دوسری حکایت

شاہ جی مذکور سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ میری منکوحہ حاملہ تھی
 اس کے حمل کی مدت تمام ہوئی۔ درودہ شروع ہوا۔ اور وضع حمل کے
 آثار ظاہر ہوئے مگر وہ جن نہ سکتی تھی۔ اس سے اس کی حالت نہایت
 مازک ہو گئی اور وہ مرنے کے قریب پہنچ چکی تھی۔ طاہرہ اؤ سکی
 یہ حالت دیکھ کر میں اوس کے لئے نہایت دلگیر اور اندو
 ہوا۔ جاہا کہ حضرت قطب زمان مسیح آدان زندگی مخدوم جی قدس اللہ سرہ
 کے پاس جاؤں اور عرض حال ساتھ عجز مقال کے کر کے آپ سے دعا کیسے

التاسس کروں۔ اس وقت نصف شب گزرجی تھی۔ میں اپنے گہر سے
 روانہ ہوا۔ اتنا اے راہ بین میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اس وقت
 حضرت گہر میں ہونگے اور دروازہ بند ہوگا۔ پس میرے بی وقت جانے
 سے کیا فائدہ ہوگا۔ یہ خیال کر کے میں نے چاہا کہ واپس پھروں۔
 پھر یہ دل میں آیا کہ اگر ایسا ہی ہوگا تو بہتر اور اولیٰ بات یہی ہے کہ اس
 صاحب نظر کے آستانہ ملک آستانہ کے پاس صبح تک منتظر بیٹھا رہوں
 جب آپ باہر تشریف لائینگے تو اس وقت عرض کروں گا۔ میں نے یہ عزم ٹھہر
 کر کے آگے قدم بڑھایا۔ جب خانقاہ کے دروازے پر پہنچا تو اس کا
 دروازہ کھلا ہوا پایا اور حضرت کو اپنی خانقاہ میں مستقبل قبل حق میں مشغول
 ہوئے دیکھا۔ قدم بوسے کے بعد بادب تمام دست بستہ کھڑا رہا۔ ایک
 ساعت کے بعد آپ نے روئے مبارک میری طرف پھیرا اور اس سے
 قبل کہ کوئی بات میں اپنی زبان سے نکالوں آپ نے اپنی زبان غیب
 ترجمان سے فرمایا کہ جا اس وقت میری منکوحہ نے وضع حمل کیا ہے۔ اس کے
 پیٹ سے مردہ بچہ نکل آیا ہے۔ لیکن میری منکوحہ کو کوئی مضرت نہیں ہے
 اور نہ ہوگی۔ کوئی خوف کی بات نہیں۔ تم کو فکر نہ کرنی چاہئے۔ جب میں نے
 یہ خبر اس صاحب نظر سے سنی تو بے التحیل تمام دہان سے مراجعت کی
 اور گہر آکر دیکھا تو واقعی میری منکوحہ نے مردہ بچہ جنا تھا جیسا کہ حضرت نے
 فرمایا تھا۔ اس کے بعد میری منکوحہ نے ایام نفاس صحت و سلامتی
 سے گزارے اس کو کوئی مضرت نہ پہنچی صدف قولہ فیما خبر

ہوئی ادنیٰ بات جس میں کہ اوس نے خبر دی) واللہ اعلم بالصواب

تیسری حکایت

میان حاجی سے جو ایک صالحوں سے تھے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ایک وقت میں حضرت بندگی مخدوم جی قدس اللہ سرہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نماز میں مشغول تھے۔ اور وظیفہ کے نوافل ادا کر رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے سجدہ کی جگہ دست مبارک سے صاف کر کے سجدہ کیا۔ اس وقت اس قطب الابرار کی نبت میرے دل میں خطرہ بصورت اسخار جاگزیں ہوا کہ حضرت نے ایسا کیوں کیا۔ اس لئے کہ نماز میں یہ فعل ممنوع ہے اور پھر حضرت جیسے بزرگ ایسا کریں۔ جب آپ نے نماز تمام کی اور سلام پیرا تو روئے مبارک میری طرف پھیر کر فرمایا کہ تو اپنے دل کو مشغول اور فارغ رکھ دو سرون کے عیب ڈھونڈنے پر مت لگا۔ نماز میں آہم امر ضروری دل ہے۔ اگر وہ حاصل ہو جائے تو ایسی حرکتوں سے کوئی نقصان و زیادتی نہیں ہوتی ہے۔ جب میں اوس صاحب صفا سے یہ کلام سنا تو متحیر و متعجب ہو کر اٹھا اور آپ کے قدم مبارک پر گر کے توبہ کی واللہ اعلم بالصواب۔

چوتھی حکایت

سید اسماعیل سے نقل ہے۔ لوگ انکو ضحکی باگ کہتے تھے حضرت

بندگی مخدوم جی قدس اللہ سرہ کے وہ مرید اور خلیفہ تھے اور وہ اپنی بزرگ حالت رکھتے تھے۔ چنانچہ انہیں آدمیوں کے دلوں سے اگلی تھی۔ وہ کہتے تھے کہ ایک روز حضرت میرے پیر و مرشد بندگی مخدوم جی قدس اللہ سرہ خانقاہ کے حجرہ میں آرام فرماتے تھے۔ میں یکایک اندر داخل ہوا دیکھا تو حضرت نیند میں تھے۔ میرے دل میں آیا کہ اس عالم بے زوال کے سردار کا دل تو دیکھوں کہ اس وقت نیند میں اسکی حالت کیا ہے اور کہاں ہے اور کس شغل میں ہے؟ غرض میں اس حرکت نمازیں کیا کرتا ہو کر نزدیک گیا۔ میرے نزدیک پہنچتے ہی آپ نے آنکھ کھولی۔ اور نظر دہشت اور غضب سے میری طرف دیکھ کر اپنا دست مبارک میرے سینہ پر پھرا۔ تمام صفائی باطن و اسی کی۔ میری جا کے حالت تھی وہ کل میں نے کہی۔ اس پر سو ادبی کی حکومت سے اس دولت سے محروم ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے بہت کچھ توبہ و استغفار کی اور بے انتہا عجز و زاری کی مگر سب بے سود ثابت ہوئی واللہ اعلم بالصواب۔

پانچویں حکایت

نظر علی سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ میں ایک رات قطب الکرام حضرت بندگی مخدوم جی قدس اللہ سرہ کی خانقاہ کے گوشہ میں سو رہا تھا جب صبح کے وقت بیدار ہوا دیکھا کہ ایک شیر مہیب حضرت کی جگہ

پر بیٹھا ہوا ہے۔ میں بہت ڈرا اور چاہا کہ اس جگہ سے نہاگ جاؤں
لیکن اسکی ہیبت سے میں ایسا سترک نہ اٹھا سکتا تھا۔ چنانچہ کہ
شیر مذکور خود اٹھا اور حضرت کے حجرہ میں جہاں آپ آرام فرماتے تھے گیا
میں ہی اس کے پیچھے گیا وہاں دیکھا کہ حضرت حجرہ میں تنہا بیٹھے ہوئے
تھے۔ شیر کا کوئی اثر آپ پر ظاہر نہ تھا۔ جب آپ نے مجھ کو دیکھا تو
ڈرنے سے منع فرمایا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

چھٹی حکایت

شیخ عبدالکریم بن شیخ ابراہیم سہام الکوکنڈوی سے نقل ہے
وہ کہتے تھے کہ میرے پیر و مرشد حضرت بندگی شیخ ابراہیم المعروف بابجدوم
جی قدس اللہ مدوہ اپنے حجرہ میں مشغول تھے۔ اسی مکان کے صحن
لڑکے لڑکیوں کے طریق پر کھیل رہے تھے۔ آنکہہ چانی کی بازی تھی۔
وہ اس طرح پر کھیلی جا رہی تھی کہ ہر ایک لڑکا علیحدہ علیحدہ جگہ پر جاتا۔
اور وہیں سے جس کیلکو جائے تاکہ اس کا نام پکارا جاتا وہ وہاں سے
نکل آتا تھا۔ بنا برآں ایک لڑکا بالاحظ حضرت کے حجرہ میں گھس آتا
اور اس تخت کے نیچے جو حضرت کے پہلو میں رکھا ہوا تھا چب گیا
حضرت نے بغیر تہدید اسکی طرف دیکھا اور ندا سے ہیبت سے لفظ
ہون کہا۔ پھر وہ ہون کہہ کے اسکی جان قبض ہوئی اور دم نکل گیا
جب تمام لڑکوں کو پکارا گیا تو وہ سب آئے مگر وہ لڑکا نہ آتا تھا نہ آیا۔

بہت کچھ اوسکی تقصیر اور تجسس کی گئی۔ سب بے سود ثابت ہوئی
اوسکا پتہ نہ ملنا تھا نہ ملا۔ مان اوسکی روتی چلاتی سیرشتی شور کرتی تو
دارسیر نے لگی۔ ہر جگہ یہ جہان مارا۔ کونہ کونہ ڈھونڈا کہیں پتہ نہ لگا۔
آخر اس مسیح زمان کے حجرہ میں تخت کے نیچے دیکھا تو وہاں اوس نے
اپنے لڑکے کو مردہ پڑا یا یا۔ دیکھتے ہی سر پٹنے اور گریہ وزاری کرنے
لگی۔ جب حضرت نے اوسکو اس حال میں ملاحظہ فرمایا تو اوسکو روٹنے
سے منع کیا اور شفقت فرمائی اور اوس لڑکے کے کھڑکے روٹے بہار
کرنے کے فرمایا اٹھ اپنے حال میں آ۔ یہ کہنے کی دیر تھی کہ وہ لڑکا اٹھا
اور چلا گیا۔ اوسکی مان اس مشاہدہ سے سخت متعجب ہوئی اور
بہر آشکر واقعہ حال حکمو سنایا اور سب کو اس سے اطلاع دی۔

واللہ اعلم بالصواب

ساتویں حکایت

قدوة الصلحاء شیخ مخدوم بن شیخ حسین بن حضرت بندگی مخدوم
قدس اللہ سرہ سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ ایک دن ایک شخص کو
بچھونے کاٹا۔ وہ اوسکے دروازے بے تاب ہو کر مرنے کے قریب
ہو گیا۔ لوگ اوسکو حضرت جدی بندگی مخدوم جی قدس اللہ سرہ کے
خدمت میں لے گئے مگر اوسوقت حضرت حجرہ میں قیلولہ فرماتے تھے
قدم بوسہ کی دولت سعادت کے میسر نہ آنے سے مایوس ہو کر اپنے

نے حضرت کے دفن کرنے کی جگہ کی مٹی اوٹھائی۔ اور اوس شخص کے عضو پر جہان بچھنے ڈنک مارا تھا اور اوس کے زہر سے مبتلا ہو رہا تھا لگائی۔ اوس مٹی کے لگتے ہی حق سبحانہ و تعالیٰ نے اوس کو درو سے شفا دی اوس کا درد بالکل دفع ہو گیا ایسا کہ تھا ہی نہیں۔ وہ وہاں سے نہایت شادمان و بخندان واپس گیا۔ اور حضرت کی ہیبت اور برکت کا اثر یوں ظہور میں آیا۔

واللہ اعلم بالصواب
انکھون حکایت

عبدالقادر بن احمد شاہ نے نقل ہے کہ وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد احمد شاہ سے کہہ سنا اور یاد رکھا ہے۔ وہ اس طرح فرماتے تھے کہ میں ایک روز حضرت قطبی و مرشدی بندگی حضرت مخدوم جی قدس سرہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا دیکھا کہ تین آدمی فاصلہ دراز سے چلے آ رہے ہیں۔ جب حضرت کی نظر مبارک ان پر پڑی تو آپ نے میری طرف ملاحظت ہو کر بوجھاکہ کیا تو نے ان تین آدمیوں کو جو چلے آ رہے ہیں دیکھا ہے میں نے کہا ہاں یا سیدی۔ پس آپ نے زبان غیب سے فرمایا کہ یہ لوگ میرے امتحان کے لئے آ رہے ہیں۔ ہر ایک شخص نے اپنے دل میں جدانیت کی ہے اور ایک کی نیت ہے دوسرے کو

اطلاع نہیں ہے۔ حضرت نے ادنیٰ تمام کیفیت مجھے بیان کی اور تفصیل سے ہر ایک بات مجھے سمجھا دی۔ کہ ان تینوں میں سے فلان شخص نے اپنے دل میں نیت کی ہے کہ او سکے آتے ہی میں او سکو اپنی سیدھی جانب ^{میں} اور اصحابِ یمن میں شامل کروں۔ دوسرا جانتا ہے کہ میں او سے شیربرنج کھانے کو دوں اور تیسرے نے طعام کی جو کھنی جنس سے ہو نیت کی ہے کہ میں او سے دوں اور وہ کہائے۔

جب وہ تینوں شخص پہنچے تو آپ نے ایک کو اپنی سیدھی جانب ^{میں} کھانا دیا اور شیربرنج اور کھانا شکر اکر ان ہر دو کو کھلوا یا۔ پس وہ تینوں اٹھے اور حضرت کے پاس مبارک برگر کر کھا کہ قسم ہے اللہ کی کہ ہم اپنے دل میں یہی غنٹین کر کے آئے تھے۔ اور انکو بعینہ پایا۔ پھر انہوں نے مرید ہونا چاہا مگر حضرت نے انہیں مرید کرنے سے انکار کیا اور فرمایا کہ جو کوئی بیرون کے ساتھ امتحان ہے پیش آئے اور انکی امتحانی بے ادبی گوارہ رکھے تو وہ مرید ہونے کے لائق اور نہیں ہے۔ انہوں نے ہر ضد اعتذار اور استغفار کیا مگر حضرت نے ایک نہ سنی اور مرید کرنا قبول نہ کیا۔ اس سوئے ادبی کی خوف۔ وہ دولت بیعت سے محروم رہے اور آخر کو بے نیل مرام واپس چلے گئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

توین حکایت

حکایت حضرت کے بعض کرامات و خوارق

عادات پر جو آپ کی زندگی میں واقع ہوئے
 اون فضائل علیہ و شمائل جلیہ پر جو قولا و فعلا
 صادر ہوئے اور ان حالات پر جو بوقت
 انتقال آپ سے ظاہر ہوئے مشتمل ہے

کہتے ہیں کہ اس جہان فانی سے سہرائے جاودانی کی طرف حلت
 کے وقت حضرت نے اپنی موت کی خبر دی۔ جب آپ کا دم چڑھنے
 لگا تو آپ کے پیچھے سرحد بڑھے نے آپ سے کہا یا سیدی! آپ عیسیٰ
 فرمایا میں تھوڑی دیر کے بعد حضرت کو افاقہ ہو گا۔ حضرت نے انکو
 اسکا کچھ جواب نہ دیا۔ جب آپ اوقت نزدیک پہنچا تو آپ نے اپنے
 پیچھے شیخ جمال کو فرمایا کہ مجھے اسرات بٹھا دو۔ حسب شیخ جمال
 نے آپ کو اٹھا کر بٹھا دیا۔ پھر آپ نے ذکر جلی شروع کیا اور
 سرگردن کو گہما کر شدید قوت سے اپنے دل پر لفظ اللہ کا ضرب
 لگایا۔ اسی حالت میں آپ کا وصل ہو گیا۔ طائر روح نفیس تن سے
 پرواز کر گیا۔

این جان عایت کہ کا نط سیر دوست * روزے رخصت بہ بنیم و تسلیم و کفر
طالب و مطلوب مل گئے۔ جان جانان سے وصل ہوئی اِنَّا لِلّٰہِ
وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ط

حضرت اپنے والد بزرگوار حضرت قطب الآفاق بالاتفاق المتجلی
تجلیات الغافی۔ (جلوہ گر ہونے والے اللہ کی جلوہ گریوں
سے) بندگی ابو الفتح شمس الدین شیخ محمد الشریف القادری الملتانی
قدس اللہ سرہ کے سجادہ نشین تھے آپ نے کبھی ذرہ بھی حضرت کی
راہ و روشنی سے تجاوز نہ کیا۔ ہمیشہ حضرت کی عادت کی موافق کام کرتے
تھے۔ آپ صورت اور سیرت میں حضرت جیسے تھے۔ آپ میں حضرت
سے ذرہ بھی تفاوت نہ تھا۔ وہی شکل وہی چال وہی ڈھال وہی
اخلاق اور وہی عادات آپ میں موجود تھے۔ آپ اپنے عہد کے
مقتدائے زمان مرشد آوان مرجع القیاد و اصنیاع اور سردار حلقہ اہل
ولا تھے۔ آپ سلاطین اور بادشاہوں کے ساتھ اختلاط اور نباط
نہ فرماتے اور دنیا داروں کی تعظیم نہ کرتے اور ہمیشہ انکی صحبت سے
کراہیت کرتے تھے۔ چنانچہ ایک فقہ ابراہیم قطب شاہ نے آپ کے
ویدار کی آرزو کر کے ہزار عجز و انکسار نامہ لکھ کر بھجوا یا مگر آپ نے قبول
نہ کیا۔ اسیر اوس نے عرض کیا کہ اگر آنحضرت شریف شریف ارزانی
نہ فرماتے ہیں تو اپنے فعلیں مبارک ہی بہیچدین تا میں فعلیں لبرسی
کی دولت سے سرفراز ہوں۔ حضرت نے اس کی گواہی

بھی نہ مانا اور نسلین ہمارے گزرنے پر بھوایا اور اس کے جواب میں یہ لکھا کہ
دنیا داروں کو درویشوں کی دعا سے مقصود ہے اور ہم خود تمام مسلمانوں
کے ساتھ تمہارے لئے بھی دعا کے خیر کرتے ہیں۔ بس ہم سے
شک یہی کافی ہے۔

حضرت صاحب تصنیف بھی تھے۔ کشف اسرار سے علم سلوک
میں آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف و تالیف کی ہیں۔ اور سب
اسکا یہ تھا کہ آپ کا برسوں پہلی طریقہ رہا کہ آپ چہ پہلے اپنے حضرت
اور چہ پہلے اپنی بی بی کے پاس شہر بگلرگ شریف میں رہتے تھے۔
جب وہاں سے حضرت کی خدمت میں آئے تو حضرت بارفت پر نظر
پڑتے ہی آپ اپنی دستار سر سے اتار کر اپنے گلے میں لپیٹ لیتے اور
اور آیت کریمہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ** ان لہ تعفروا لہم جہنم
لَنُكَفِّرَنَّ عَنْ ذُنُوبِهِمْ (اے ہمارے رب ظلم کیا ہے اسے
نفسویر اور اگر تو نہ مغفرت کرے گا اور نہ رحم کرے گا ہم پر تو البتہ ہو جائے
ہم زیان کا دن سے) پڑھتے ہوئے بار بار زمین خدمت کو بوسہ
دیتے ہوئے اپنا سر اس سرور کے قدموں پر رکھتے۔ اور اپنا سر
خاک پا سے ملتے حضرت اور نکاسر اٹھا کر اپنی گودی میں لیکر فرماتے
کہ تو جو اتنی مدت تک بغیر ہمارے رہا تو ہاں کس عمل میں مشغول تھا
تو اس وقت آپ ایک رسالہ جو وہاں لے کر تصنیف کیا اسے خدمت میں
گدڑا نکر بچر و انکسار عرض کرتے کہ وہاں خاکسار اس رسالہ کی تیاری

میں مصروف تھا۔

آپ کے مرید اور خلیفے بہت تھے اور وہ سب صاحب حالات و اسرار تھے۔ آپ کے تمام سہالی آپکا بے حد احترام و اکرام کرتے تھے اور آپکو اپنے پدر بزرگوار کی جگہ میں سمجھتے تھے۔ آپ میں رعبد و عقدا کہ لوگ آپ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی جرات نہ کر سکتے تھے اور جسوقت آپ اور حضرت شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہما دونوں پہیلی ایک مجلس میں بیٹھتے تو لوگ دیکھ کر آپ دونوں کو جمع الشمس والقمر (چاند و سورج ایکجا جمع ہین) کہا کرتے تھے۔ آپ اکثر سماع سنتے اور خود رقص فرمایا کرتے اور جسوقت آپ کو حال آتا تو اوس سے تمام حاضرین یہی موثر ہوتے تھے۔ آپ بزرگوں اور پیروں کے اعزاس کیا کرتے اور فقیروں اور آنے جانے والوں کی خدمت میں کراہتہ بجالا اور انکی بد خوئی پر نہایت صبر و تحمل سے کام لیتے تھے آپ تحلقو باخلاق اللہ ط (عادت کرو تم اللہ کے عادتوں کی) کی صفت سے موصوف تھے۔ آپ کی ولایت پر خاص و عام تصدیق تمام رکھتے تھے۔ حضرت والا بقبت کی مناتب نہ اوس درجہ پر ہے کہ لسان فصیح البیان کی تقریر پر منحصر ہووے اور نہ اوس حد پر ہے کہ قلم و زبان کی تہذیب اوسکو فروم کر سکے۔ لیکن وہ کمال اس فقیر کشیر التقصیر کو بہم پہونے اور خنکی تصدیق و تحقیق کی گئی نہ اس کتاب میں لکھی گئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ذکر مناقب حضرت قطب الجلیل بندگی
مخدوم شیخ اسماعیل بن حضرت قطب الصمد
بندگی مخدوم ابو الفتح شمس الدین شیخ
محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہما

پہلی حکایت

وہ دیکھیں اس راق و ناقلان واثق سے نقل ہے۔ وہ کہتے
تھے کہ عید کے دن حضرت مخدوم المشایخ قطب الجلیل بندگی شیخ
اسماعیل قدس اللہ سرہ تمام گاہ میں تشریف فرما تھے۔ عمار شاہ
بادشاہ برار نیز تمام مشایخین علماء و فضلاء وغیرہ اور اس
ملک کے کل مسلمان جمع ہو کر اپنی اپنی جگہ نمازین بچھا کر سب بیٹھے
ہوئے تھے کہ ناگاہ بابا بنگالی فخریہ جو صاحب حالات جلیلہ مقام
علیہ تھے اور جنکے کرامات و خوارق اوس ملک کے خاص و عام
پر اچھی طرح ظاہر تھے تشریف لائے۔ آتے ہی آپ ہر ایک
بچہ بچہ کا مصلا اٹھا کر نیکیاں سترہ دیا۔ کیا۔ جب حضرت شمس الدین

یاس آئے تو آپ نے نہایت ادب سے کہہ کرے ہو کے کہا اسے بنگالی یہہ
 جگہ ادب کی ہے۔ یہہ بنگالی آپ نے پوسہ دیا۔ جب عماد شاہ اور دیگر
 تمام حاضرین نے اس معاملہ کو دیکھا تو ہر ایک نے یہی کہا کہ جبکہ بنگالی
 نے ایسا احترام دیا۔ یقین ہوتا ہے کہ وہ شخص ضرور اقطاب عظام
 میں سے ہوگا۔ پس تمام لوگ ساتھ اعتقاد اور خلوص کے اٹھے اور حضرت
 کے قدم بوس ہو کر اس قطب زمان کے زمرہ معتقدان میں اپنے کو
 انہوں میں منسلک کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دوسری حکایت

حضرت قطب الجلیل بندگی مخدوم شیخ اسمعیل قدس اللہ سرہ
 کے تمام ملازمین اور خدمت گاروں سے نقل ہے۔ وہ بیان کرتے
 تھے کہ عماد شاہ کی عورت حاملہ تھی۔ جب اس کے جن کی مدت ختم ہوئی
 تو اسکو دروازہ مشروع ہوا مگر وہ جن نہ نکلتی تھی کئی ایک روز اسکو
 اسی حالت میں گزرے بہت سے علاج جو ممکن تھے کئے گئے مگر کوئی
 فائدہ نظر نہ آیا۔ عاقبت الامام حضرت قطب الجلیل بندگی مخدوم شیخ
 اسمعیل قدس اللہ سرہ کی درگاہ میں التجا لائے اور واقعہ حال سنا
 عجز مقال کے عرض کر کے اس مددہ الاولیاء سے دعا کے خواست گار

ہوئے۔ حضرت نے اس کے بارہ مین گوشتہ التفار جوع فرمایا اور ازاہ
 زبان مبارک سے پڑھ کر کوئی چیز دی۔ اس عورت کو وہ خیر پہلا تے
 ہی اسکا محل وضع ہوا اور تکلیف سے خلاص پائی۔ عادی شاہ نے اسکو
 حضرت کے فیض و کرامت کی برکت سے تصور کر کے کمر خدمت باندھی
 اور آپکی خدمت بابرکت میں فی الفور دوڑا آیا۔ واللہ اعلم بالصواب
 پیسری حکایت

میان ابراہیم سے نقل ہے۔ یہ صاحب حضرت قطب بنی بندگی
 ابو الفتح شمس الدین شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ
 کے روضہ متبرکہ کے مجاور تھے۔ اور مرد درویش و صالح تھے۔ وہ
 کہتے تھے کہ میرا جامہ نہایت میل پھیلا ہو گیا تھا۔ میں اسکو پہنا
 جا رہا تھا مگر میرے اس صابون نہ تھا۔ میں حضرت بندگی
 مخدوم شیخ اسماعیل قدس اللہ سرہ کی خدمت میں گیا تاکہ آپ
 سے صابون مانگ لوں۔ جب آپ نے مجھے دیکھا تو قبل اس کے کہ
 میں کوئی بات اپنی زبان سے کہوں خود آپ نے زبان غیب سے
 پوچھا کیا تو صابون چاہتا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے صابون کا
 مجھے دیا۔ میں آپ کے اس فعل سے نہایت متعجب و متعجب ہوا کیونکہ
 میں سمجھے ہوئے تھا کہ میری نیت سے سوائے حضرت صمدیت کے
 کوئی مطلع نہ ہوگا۔ میں نے اس وقت حضرت کی صفائی باطن کا

اقرار کیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

چوتھی حکایت

شاہ عالم ابن شیخ عبداللہ بن حضرت شیخ اسماعیل قدس اللہ سرہما سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد شیخ عبداللہ کو کہتے ہوئے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ ایک روز میرے حضرت والد شیخ اسماعیل قدس اللہ سرہما سے تفریق کے لئے باہر تشریف لے گئے۔ اسوقت میں ہی آپ کے ہمراہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ اپنے دست مبارک میں کچھ بول لئے ہوئے ہیں۔ جب اوس مقام پر جہان کو آپ آیکار و غنہ متبرکہ واقع ہے پھونچے تو آپ نے اوس جگہ گھسائے مذکور کو ڈال دیا کہ یہ میری قبر کی جگہ ہے۔

راوی مذکور بیان کرتے تھے کہ میں حضرت کے اس کہنے سے متعجب ہوا لیکن آپ کی غایت بہت سے پوچھ نہ سکا۔ اس واقعہ کے ایک مدت ندید اور عہد بند کے بعد جب آپ نے اس عالم فانی سے سرائے جادوئی کیطرت رحلت فرمائی تو اسی جگہ آپ کا مدفن واقع ہوا اور قول مبارک تصدیق کو پہنچا۔

واللہ اعلم بالصواب

پانچویں حکایت

راوی متذکرہ بالا سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ اس حضرت
والا منقبت کا لڑکا اس جہان سے نقل کر گیا۔ آپ اسکی قبر پر تشریف
لے گئے مکاشفہ سے اسکا حال معائنہ کر کے آپ نے تمام طور پر بیان
فرمایا اور فی الحقیقت اسکا حال آپ کے فرمانے کے بموجب تھا کیونکہ
صلحا اور اہل صفائے بھی خواب میں وہی حال دیکھا اور معلوم کیا تھا۔

واللہ اعلم بالصواب

چہٹی حکایت

حضرت کے تمام فرزندوں اور ملازموں سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے
کہ ایک روز ہم حضرت قطب الجلیل بندگی مجددوم شیخ اسماعیل قدس سرہ
سہرہ کی خدمت تشریف میں حاضر تھے اور حضرت حقایق و ذائقین میں وعظ
فرما رہے تھے۔ آپ نہایت خوبی سے معرفت کی باریکیاں بیان اور
اسکی حقیقت عیان فرما رہے تھے۔ ہم سب بیٹھے سن رہے تھے
کہ ناگاہ لوگوں نے ماہ رمضان المبارک کے چاند کے پدیدار ہونے کا
خبر لائی۔ اور وہ سب مبارک باد کہنے ہوئے حضرت کے پاسے مبارک
چمکے۔ حضرت نے اُنکو فرمایا کہ رمضان میں اس مجمع میں میرا سوجود
ہونا آخری ہے اور اس رمضان میں میرا یہ آخری لمنا ہے۔ تراویح
و ختم قرآن کے لئے میرا قائم ہونا بھی آخری ہے۔ اسوقت حضرت صحیح
البدن تھے۔ آپکو کوئی مرض لاحق نہ تھا۔ ہم تمام لوگ آپ کے فرمان سے

عزت متعجب و متحیر ہوئے۔ یہاں تک کہ اس ملک العلما نے نماز تراویح ختم قرآن کے ساتھ تمام کی اور اسی ماہ رمضان المبارک میں آپ اس جہان نایاب نیکواری سے طرف دار نقا کے رحلت فرما ہوئے۔ **وَإِنَّا الْكَافِرُونَ** **بِإِنَّا اخْلَقْنَا وَصَالِحُونَ**

حضرت صاحب حالات جلیہ و اخلاق رضیہ تھے۔ ہفت رات اور چار دہ روایت کے ساتھ آپ کو قرآن شریف ازبر تھا۔ آپ اعلیٰ درجہ کے حافظ و قاری تھے۔ خوش الحانی و قرآن خوانی میں اس زمانہ میں کوئی آپ کا ثانی نہ تھا۔ اس کمال میں آپ بے مثل و شہسہ آفاق تھے۔ آپ ہمیشہ اپنے والد بزرگوار کے آگے امامت کیا کرتے۔ اور حضرت کی سیرت و صورت پر عمل پیرا رہتے اور ہمیشہ پر ہمیز گار بند شرع رہتے تھے۔ آپ بہترین خلیاں سے تھے آپ صاحب اسرار و حالات تھے۔ آپ کی صفائی باطن مسلم تھی۔ آپ اپنے وقت کے باب ولی اور قطب محمد تھے۔ آپ اہل دنیا کی محبت اور نو نگروں ہم نشینی سے کراہت تمام رکھتے اور اپنے حال پر آپ ہمیشہ قانع رہتے تھے۔ ہر ایک راز اور ہر حال کے آپ ناظر تھے۔ آپ جس بیض کی طرف نظر کرتے اور زبان مبارک سے کچھ بڑھ کر اوپر دم کرتے وہ وقت میں سے شفا یاب ہوتا۔ آپ طالبان کوارشاد فرماتے اور حق راہ نمائی کرتے تھے۔ آپ سماع سنتے اور بزرگوں اور پیروں کو اس اور فقیرین کی خدمت کیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنے بد بزرگوں کے

طریقہ و جاری رکھا اور انکی دائرہ روش سے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھایا۔
آپ کے مناتب جتنی بیان کی جائیں تو بڑی ہیں آپ کے اوصاف حد بیان
سے باہر ہیں۔ لیکن اس جگہ اس قطب الابرار کے حالات کی
نسبت چند کلمہ بطریق اختصار کہے گئے اور یہ بھی کامل طور پر تصدیق
و تحقیق کرنے کے بعد حوالہ قلم کئے گئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مکررات حضرت قطب الآفاق بالاتفاق
بندگی شیخ اسحاق بن حضرت قطبی ابو الفتح
شیر الدین شیخ محمد الشریف القادری
قدس سرہ

پہلی حکایت

حضرت قطب الدواصلین بندگی مخدوم شیخ بدر الدین قدس سرہ
سے نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ ایک روز میں اور میرے ہمراہ
اسحاق میر حضرت والد کی مسجد میں بیٹھے ہوئے آپس میں گفتگو
کے تھے۔ کہ ناگاہ ہم نے تختہ میر حضرت والد قدس سرہ کو غسل
دیا تھا مسجد کے ستون کے اوپر رکھا دیکھا۔ پہلی شیخ اسحق

میری طرف رخ کر کے مجھ سے کہا اے میرے پیارے برادر بجان برابر وہ تختہ
 مجھے دو۔ میں نے کہا آپ ہی لیجئے۔ پس آپ نے اس تختہ کی جانب نظر
 کی اور ہیبت سے گہور کر اوسیرا بنا کچھ ایسا اثر ڈالا کہ اوسے وقت تختہ
 مذکور زمین پر آ رہا۔ جیسا کہ آپ کے سامنے کسی نے لا کر رکھ دیا۔

واللہ اعلم بالصواب

دوسری حکایت

میراجی بن حضرت شیخ اسماعیل سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ حضرت
 قطب الآفاق بندگی شیخ اسحق قدس سرہ طلع فجر کے وقت
 اوس باولی یروجو مسجد کے نزدیک واقع تھی وحنو کے لئے تشریف لے
 گئے۔ آپ نے وہاں دیکھا کہ سانیپ اور جواہر خون آپس میں گتہ گتہ
 ہو رہے تھے۔ برہمی شدت سے انکی لڑائی ہو رہی تھی۔ آپ نے اسی
 طرف بنظر جلالت و ہیبت گہور۔ وہ فی الفور مر گئے۔ ایک ساعت کے
 بعد آپ کے بہائی قطب اسماعیل بندگی شیخ اسماعیل قدس سرہ ادا ہر
 تشریف لائے۔ آپ نے اذکو وہاں مردہ دیکھ کر زبان مبارک سے فرمایا
 اٹھو اور چلے جاؤ۔ آپ کے فرما سنے کی دیر تھی کہ وہ دولون فی الفور
 زندہ ہوئے اور چلے گئے۔

واللہ اعلم بالصواب

تیسری حکایت

راویان صادق اور ناقلان واثق سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ حضرت الآفاق ولی ذوالاشواق بندگی شیخ اسحق قدس امیر سرہاہ رمضان المبارک میں اپنے والد کی مسجد میں اعکاف میں بیٹھے تھے۔ ہم نے ایک رات یہ کیفیت دیکھی کہ تمام مسجد تجلیات الہی کے نور سے منور ہوئی اور اسکی ضیائے یاصفا، جمیع جوانب میں ظاہر ہوئی حتیٰ کہ سواگن مسجد نے گمان کیا کہ آگ لگی مگر اسکی چیت جو بڑا آبی تھی اسیں کوئی اشتراک کا اہنیں دکھائی نہ دیا۔ سب باہر بھاگ آئے اور اہنوں نے حضرت کے بڑے بہائی حضرت بندگی مخدوم جی قدس اعظم سرہاہ کو اس واقعہ کی خبر دی جب وہ برگزیدہ آلہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ نیک نورانوار قدس پروردگار سے نازل ہوا ہے۔ اور بندگی شیخ اسحق نے استحقاق و خصوصیت سے اس شرف پایا ہے۔ اور آپ دو لکھ لیلیٰ القدر سے شرف ہو کر اس قادر بر کمال کے جمال ہیمنال کے دیدار سے مست و مدہوش ہیں اور اس کے وصال کی شراب کے پیالوں کے مزے لے رہے ہیں۔ پس آپ زبان دربار گوہر نثار سے فرمایا کہ میرے بہائی شیخ اسحق کو جس بات کی تلاش تھی اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اسکی توفیق و باری سے وہ اسکو نصیب ہوئی۔ اگر وہ اسکو لے کر کے اور ضبط سے اپنے میں پو

اگرے تو وہ ضرور غانی مقام پر پہنچ جائیگا۔ اسی اثنا میں حضرت شیخ اسحق ایسی حالت جلال میں مسجد سے باہر تشریف لائے اور اپنے حضرت بندگی مخدوم جی کو پکار کر بھائی جان! ہم سے نعمت لو ہم اب نثار کرنا چاہتے ہیں چونکہ حضرت مخدوم جی نے اپنے پدر بزرگوار صاحب اسرار سے نعمت دو جہان پائی تھی اسلئے آپ نے اپنے چوٹے بھائی سے نعمت حاصل کرنا قبول نہ کی جب حضرت شیخ اسحق نے دیکھا کہ مخدوم جی قدس سرہ انکار کرتے ہیں تو آپ نے اُسے کہا اچھا آپ مجھ سے نعمت لینے قبول نہیں کرتے ہیں تو تشریف لے جائے میں دوسروں کو دوں گا۔ اسکے بعد آپ کی اسی حالت جلال میں آپ کی بہن جو عالمہ تھیں آپ کے سامنے آئیں ناگاہ آپ کی زبان سے یہ فقر اُکلا کہ تو مرگی اور ترے شکم میں جو دختر سے وہ بھی مرے گی۔ خدا کی شان آپ کے فرمانے کے بموجب واقع ہوئی کہ بی بی مذکورہ شمع حل ہوا وہ بیٹی جنہیں اسکے بعد اس دنیا سے ہر دو نقل کر گئے۔ اور جب آپ کی منگو وہ آپ کی اسی حالت جلال میں آپ کے سامنے آئیں تو آپ نے اُسے کہا کہ تو یہی اب بیوہ ہوگی۔ چنانچہ قریب الايام میں اوس سال حضرت کا انتقال ہوا۔ آپ اس سرے غانی سے سیرگاہ جادوئی کی طرف کوچ کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ راجعون ط آپ نے یہ جملہ فرمایا تھا کہ تِلْكَ عَشْمُوۃُ کَامِلَہُ تھو یعنی یہ تو کس بس ہیں اس سے آپ کی مراد یہی کہ میں اپنے والد بزرگوار

صاحب حالات کے انتقال کے بعد کامل دس سال زندہ رہا اور
ان کے اختتام پر نبی میرے حضرت ذوالجلال قادر بر کمال کا وصال
نسیب ہوا واللہ اعلم بالصواب۔

چوتھی حکایت

یہ حکایت حضرت بندگی شیخ اسحق
قدس سرہ کے عالی صفات و خوارق عادات
اور بعض احوال و فضائل پر جو آپ کی زندگی
میں ظاہر ہوئے مشتمل ہے

ارباب صلاح و اصحاب فلاح سے منقول ہے کہ حضرت
بندگی شیخ اسحق قدس سرہ غایت عالی شان تھے اور مہابت
و جلالت بے نہایت رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ جس جانور پر نظر
غضب ڈالتے وہ فوراً مر جاتا۔ جس جہاز کو آپ ہیبت سے دیکھتے
اوپر وقت اوسکے پتے جھڑ جاتے۔ اور آپ جس شے کی طرف اشارہ
کرتے وہ شے خود بخود ٹوٹ لٹا۔ کوئی شخص ایسا نہ تھا جو

جلال کی تاب لا سکتا۔ آپ جسکی طرف نگاہ اٹھاتے وہ فی الفور سرنگون ہو جاتا۔ آپ کے جذبہ اثر سے اس عالم کی ہر ایک چیز آپ کے اختیار میں تھی۔ آپ ہمیشہ شوریدہ حال و فارغ البال رہتے تھے۔ آپ اپنے زمانہ میں حالت و جد وستی میں کوئی شریک نہ رکھتے تھے۔ اپنی سہرا اور اپنے حال میں آپ بے مثل تھے شراب و سرفروشی کے نشہ میں آپ ہمیشہ سہرا رہتے تھے۔

آپ کے تمام بہاؤوں سے روایت ہے کہ حضرت قطبی ابی الفتح شمس الدین بندگی شیخ محمد قادری قدس اللہ سرہ اپنے تمام صاحبزادوں کے ساتھ طعام تناول فرمایا کرتے تھے۔ آپ شیخ اسحق کے سوا ہر ایک فرزند کو قدر حاجت سے زیادہ کھانے سے منع فرماتے تھے۔ ایک روز حضرت قطبی قدس اللہ سرہ کی منکوحہ نے اپنے شوہر سے کہا کہ یا سیدی یہ سب آپ ہی کے فرزند ہیں۔ یہ کیا وجہ ہے کہ آپ انکو ختم سیر کھانے سے منع فرمایا اور شیخ اسحق کو مانع نہیں ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں بخوبی جانتا ہوں وہ جتنا کم کھاتے ہیں اتنا بخوبی ہضم کر سکتے ہیں۔ اس طریق کا کھانا انکے لئے کوئی حضرت کا باعث نہیں ہے۔ اور شیخ اسحق اگر زیادہ کھائی تو اسکو کوئی نقصان نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ اسکی طبیعت و حالت دوسروں سے جدا ہے۔ وہ اسکا متحمل ہو سکتا ہے اور اسکو زیادہ کھانا اس بصورت

مینا سب بھی ہے۔

حضرت شیخ اسحق پر ہمیشہ نشہ معرفت کی حالت طاری رہتی تھی۔ آپ باوصف ایسی حالت اور ایسی بے خودی کے بھی کوئی کام شرع کے خلاف نہ کرتے اور روزہ بھی حد شریعہ سے قدم باہر نہ رکھتے تھے۔ آپ اپنے والد عالی مقام کی سیرت و صورت میں استقامت تمام رکھتے تھے۔ اور اوس روش پر ثابت قدم تھے۔ آپ بلا شک و شبہ صاحب اسرار و ولی عند مرشد روزگار و ورویش کامل تھے۔

ابیات

چہ گویم در اوصاف صاحب دلی	کہ بخش بود نقل ہر محفل
بہر وصف لایق کہ رو آورم	کہ راہ مذکش بدان بسیرم
بآن وصف مشہور باشد چنان	کہ دانند خود و بزرگ جہان

ذکر مناقب حضرت قطب الواصلین

امام العارفین شیخ و مرشدی حضرت بندگی

شیخ بدرالدین قدس

پہلی حکایت

شمس الدین

حضرت قطب الانام غوث الکرام ولی اللہ الباری ابی الفتح
 شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ سے نقل ہے۔ آپ فرماتے
 تھے کہ جب میرا فرزند شیخ پیر الدین متولد ہوا تو اس وقت میں نے
 اپنے شیخ حضرت سلطان الاولیاء امام العشاق والعرفاء محبوب سبحانی
 سید محی الدین ابی محمد السید عبدالقادر الحسینی الحنفی الجعفری الجیلانی
 رضی اللہ عنہ دارضہ عنہا کو خواب میں دیکھا۔ جس وقت میں نے آپ کو
 مشاہدہ کیا میں کال منید کی حالت میں نہ تھا بلکہ اس وقت کچھ
 خواب اور کچھ بیداری کی حالت تھی۔ آپ نے زبان دربار گوہر
 شارسے ہنجر خبر دی کہ تیرے مکان میں فرزند تولد ہوا ہے۔
 وہ لڑکا ابھی وجود میں آیا ہے۔ اس کا نام عبداللہ ہے۔ اور
 اس کے پہونچے پر ایک خال سیاہ ہے۔ جو چیز کہ مقام فتور میں
 ہے اور جو کہ تباہ و برباد ہونے والی ہے وہ اس کو درست
 کرے گا اور خرابی سے بچائے گا۔ اور جو شئی کہ ناکام و ناتمام ہے وہ
 اس کو انصرام کو پہونچائے گا۔ پس میں یہ سنتے ہی اٹھا اور اس
 خوش خبری کی خوشی میں حجرہ کی طرف متوجہ ہوا جب وہاں پہونچا
 تو دیکھا کہ فی الواقع دو کوب دولت برج سعادت میں طالع و درخشان
 ہے اور وہ گل و جود اپنی والدہ کے چہرے کنار میں شگفتہ و خندان

ہے۔ میں نے اوسے اٹھا کر اوسکے سید ہے اور بائیں کا بئیں
 بائیں نماز اور تکبیر کی اور جیسا کہ حضرت شیخ نے فرمایا تھا بعینہ
 اوسکے پہونچے پر خال سیاہ دیکھا۔ پس میں بارگاہ مہدیت میں
 شکرانہ بجالایا اور یقین جانا کہ یہ میرا فرزند بڑی شان والا اور
 بڑے فخر والا ہوگا اور اوسکی بلوغت کے بعد مردہ تانی پہونچے
 کو پہونچا اور صحیح ثابت ہوا۔ مجھے اوس سے روز بروز محبت
 تازہ و نہایت بے اندازہ حاصل ہونی شروع ہوئی۔ آپ کا نام
 عبداللہ اور لقب مبارک بدرالدین تھا اور آپ کی کیفیت ابو العلم
 تھی۔ لیکن آپ اپنے لقب ہی سے مشہور و معروف تھے۔
 اور اسی سے شہرت تمام رکھتے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب
دوسری حکایت

حضرت قطب الزماں لاری بندگی مخدوم شیخ بدرالدین قدس اللہ
 سرہ کے تمام فرزندوں - مریدوں اور ملازموں سے نقل سے
 وہ کہتے تھے کہ حضرت نے اپنے خاوم جیسا نام اسمعیل و عیسیٰ
 برائے جین فقیہان و درویشان اناج بیج لانے کے لئے گائون کو
 بھیجا۔ اوسنے غلبہ بیج کر دیئے اپنے تصرف میں لائے۔ پس
 اگر دیویوں کی ادائی کے لئے مہلت چاہی اور حضرت کی ہلاکت
 پر نظر رکھی۔ آپ کے مدافع کے لئے فکر کر کے وہ آپ کی خدمت

مین آیا اور آپ سے اپنے مکان تک قدم رنجہ فرمانے کی استدعا کی۔ حضرت نے اپنے اخلاق کریمانہ و مروت شفقانہ سے بمقتضا من دعی فلیجیب (جس نے دعا کی پس اسکی دعا قبول ہوئی) اسکی درخواست کو اجابت فرما کے تنہا اسکے مکان کو روانہ ہوئے۔ حضرت شیخ فرماتے تھے کہ میرے جاتے ہی اسنے جندیئے جو پہلے سے ہمیا کر رکھے تھے میرے سامنے لا رکھے اور تشریف لانے کی معذرت کر کے رخصت رجعت دی اور لیٹ کر اسنے وہاں سے ایک مضبوط لاٹھی حضرت کے قد کے برابر اٹھالی۔ اسی اثنا میں جب مکان خالی ہوا اور اسنے کسی کو نہ دیکھا تو اس نے بکارنے اس لاٹھی سے جو ہاتھ مین لیا ہوا تھا حضرت کے موٹھے پر پشت مبارک پر بہ قوت تمام مارنے لگا۔ یہاں تک کہ حضرت سیہوش ہو کر گر پڑے اس پر بھی اس شقی و ملعون کو مین کو رحم نہ آیا۔ اس پر دودنے فوز انیام سے خیر کہنیکر اس قطب الانام کے سر پر اسنے ہر چند سعی کی مگر وارکار گرنہ ہوا بلکہ آپکا بال تک بیکار نہ ہوا جب اسنے دیکھا کہ وجود مین نفس شریف کا کوئی شاہ نہ رہا تو سمجھا کہ طائر روح پر قنوع نفس بدن سے شکلہ حضرت ذوالنہد کے گاستان رحمت کی طرف پرواز کر گیا۔ پس اسنے اس جگہ سے آپ کو گہیٹ کر کوہن مین ڈالا اور اوپر سے چند بہتر

بھی ڈالے اس کے بعد وہ نابکار ایمن الحال مبالغہ ہو کر اپنے گھر آنا اور بنے نگر ہو کر بیٹھ رہا۔

حضرت ذوالجلال قادر پر کمال نے اپنی قدرت بے مثال سے کسی غیر کے بلا واسطہ آنحضرت کو اس کوین سے باہر نکالا۔ جتنا آپکا وجود مبارک ناف سے اوپر تر نہ ہوا تھا۔ اسی اثناء میں اوپر سے ایک آدمی کا جکانام مصلحت خان تھا گذر ہوا۔ اس نے جب اس چاہ سکے پاس پہنچا تو حضرت کو بیت مظلومی میں دیکھ کر آپ سے ماجرا پوچھا۔ آپ نے حسن مقال سے واقعہ حال تمام کہہ سنایا اور جو مصیبت متی تھی ظاہر کی اس نے متحیر و متعجب ہو کر کوین سے باہر آنے کا سبب آپ سے پوچھا۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ کوئی تحیر و تعجب کی بات نہیں ہے۔ حق سبحانہ تعالیٰ بڑا قادر ہے وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے اسے ہر تھوڑے بلند مرتبہ بنا سکتا ہے۔ اسکا سر نہریا تاک پہنچا سکتا ہے۔ اس کے نظر کرتے یہ بالکل سہل ہے کہ اس نے مجھ پر واسطہ کرنا سے باہر نکالا۔ ایسے کام اللہ عزوجل کی قدرت سے کچھ بعید نہیں ہیں۔ تم اسوقت اس قدر میری معاونت کرو کہ مجھے

مترجمہ محمد کرم الدین ہے جسکو پروین بھی کہتے ہیں
پہان صرف بلند مرتبہ سے مراد ہے۔ مترجم ۱۶

حضرت قطب آکدہ شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہ کے مکان تک پہنچا دو۔ اس مرد نیدار نے حضرت کو اپنی پشت پر سوار کر کے اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا۔ اوسوقت رات نے اپنا سیاہ دامن لپیٹ لیا آسمان نے روئے نورانی سے اس کے چہرہ ظلمت کو چھپا لیا۔ ماہیتا علیہ الداری پر پردہ پڑ گیا۔ اوسنے مشرق سے کسی شب بھر کے مصیبت زدہ و بخت خواہ بیدہ کے خونی پوشاک پہنے آنے والے کی جھلک دیکھ کر اپنا منہ چھپا لیا۔ رات کے مصیبت زدوں کو آنکھیں نکال کالکڑھانے والے نثارے ایک دوسرے سے مل کر چہینے لگے۔ کسی کی مصیبت کا حال دیکھ دیکھ کر شتم بھی آٹھ آٹھ آنسو رو رہی تھی۔ ہائے اس حال صعبت کو دیکھ کے بیتاب ہو ہو کر چڑیاں بھی چیخ چیخ کر بین کر رہی تھیں۔ نسیم سحر بھی ہنڈی ہنڈی سانسین پر رہی تھی۔ گریبان سحر جاک ہو گیا تھا۔ فقر و صلی چونک کر خواب استراحت سے اٹھ بیٹھے اور اس حالتی بے نیاز کے آگے جس نے شب کے مصیبتوں کے پہاڑ کو سر سے ٹالا اور روز روشن کا جلوہ دکھایا سر نیاز جھکانے۔ عبودیت خداوندی بجالائے اور سجدہ شکر ادا کرنے کے لئے وضو کرنے میں مشغول تھے کہ اتنے میں مصیبت خان نے حضرت کو لئے ہوئے آپہنچا۔ جب آپ کو اس صورت اور اس حالت میں دیکھا تو کل مجبوں۔ مریدوں۔ معتقدوں اور آپ کے تمام جان نثاروں نے غوغا کیا۔ رونا پینا شروع کیا۔ ہائے کوئے

کی صدا بلند کی۔ سب آپ پر سے تصدق ہونے لگے۔ اور آپ سے تفحص کر کے
 لگے کہ ذات مقدس کے ساتھ اس فعل ناشایستہ کا کون نابکار مرتکب
 ہوا اور کس مردود نے وجود لطیف کے ساتھ یہ فکر نالائق دل میں
 شہانی مگر حضرت ذوالکرام عالیؐ نے جو کرم چھپکی و رحم سرشتی رکھتے تھے غلام
 کرمیاتہ و مروت رحمانہ سے ہرگز اس نابکار کے نام کا انتشار نہ کیا
 اور تمام لوگوں کو قضا و قدر کے لایح ہونے اور اوسیر و اعی و صا
 رہنے کی نصیحت فرمائی۔ پھر آپ نے اس مردود و نابکار کے بہائی کو
 جسکا نام علیؑ تھا اپنے پاس نہیان بلا کر فرمایا کہ یہ حرکت کچھ بہائی کی عقل
 و عقل سے واقع ہوئی۔ اسی سے یہ جرات وجود میں آئی۔ اور وہی
 اس فعل کا مرتکب ہوا۔ تو جا کر اوس سے کہہ کہ جو کچھ اس نے میرے
 ساتھ کیا وہ سب میں نے معاف کیا اور جو کچھ میرا مال کہا گیا وہ
 بھی میں نے اس کو نسب بخش دیا۔ اس سے یہ بھی کہہ کہ اگر میرے
 پانوں سلامت ہیں تو تو اس شہیدؑ کی الفور پہاگ بخل اگر تو ابھی سلامتی
 چاہتا ہے تو جہان تک جلد ممکن ہو یہاں سے فرار ہو کر دوسرے ملک
 میں چلا جا۔ اگر میرے مخلص و جان نثار لوگ اس سے مطلع ہونگے
 تو بے شک وہ اوسکی ایذا دہی میں سعی بلیغ کریں گے اور کسی طرح اوسکو
 زندہ نہ چھوڑیں گے چونکہ اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم
 کہ **اِنَّكَ لَعَلٰی خَلْقٌ عَظِيْمٌ** (کہ تحقیق تو بزرگ اخلاق پر ہے)
 آپ پر خلق مبارک مقتبس ہے اس لئے آپ نے حضرت کی سنت

بجالی - چنانچہ عشر مراد و چنان سلطان المرسلین رحمۃ اللعالمین سرخند قریشی سے جفا دیگئے تاہم آپ اونکی شان میں ہمیشہ دعائے خیر فرماتے تھے۔

جب یہ واقعہ گزرا اوسوقت حضرت کی والدہ ماجدہ زندہ تھیں۔

آپ فرماتی تھیں کہ جب یہ حادثہ میرے فرزند شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہ پر واقع ہوا تو میں سو رہی تھی۔ اوسوقت میں نے خواب میں اپنے

شوہر حضرت بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کو دیکھا کہ آپ پریشان بال و خستہ حال و امن لطیف پارہ پارہ و گرد

آلودہ یا برہنہ عجیب ہمت سے سخت اضطراب کی حالت میں تشریف فرما ہیں اور مجھے اضطرابی سے فرما رہے ہیں کہ کیا سو رہی ہے اٹھ

ابھی شیخ بدر الدین کو اسمعیل نے کوئٹہ میں لا۔ اوس ظالم دہم نے اوسکے ساتھ یہ بدسلوکی کی شیخ بدر الدین کو یہ واقعہ پیش آئے ہی بلوچسی

سہرت اور تیزی سے دوڑا کہ مجھ میں جو تاک پہنے کی اسکان نہ رہا۔ یہاں تک کہ میں نے وہاں اپنے کو پہونچایا اور اوسکے برسر وقت حاضر ہوا

اس سے قبل حضرت غوث الثقلین قطب الکوین محبوب سبحانی سید محمد الدین ابی محمد السید عبدالقادر احسنی الحسینی الجعفری الجیلانی

رضی اللہ عنہ وارضاه عنہ اس مقام پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ میرا فرزند شیخ بدر الدین ابھی کوئٹہ تک پہونچا نہ تھا کہ آپ

فی الفور اسکو دست مبارک سے بکڑ کر باہر نکال لائے۔ اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں اسمعیل کی گردن ماری۔ اس واقعہ کا

کے سنتے ہی سیرادل اہل گیا نیند سے چونک پڑی۔ ہول دل میں
 بے تاب و بیقرار کر دیا۔ اسی پریشانی اور عالم حیرانی میں تھی کہ باسرین
 میرے فرزند کو لانے کی آواز سنی۔ پس اس سے ہر ایک شخص کو
 معلوم ہو گیا کہ اس حضرت کی نسبت ایسی ناشائستہ حرکت فلاں شخص
 سے وقع ہوئی۔ سب کو یقین کامل ہوا انکا اضطراب دفع ہوا اور
 فکر ہتھراک رفع ہوئی اس نابھکا کا نام معلوم کرتے ہی لوگ اس کے کہوچ میں
 گئے۔ یہاں تک کہ جب بادشاہ روزگار نے یہ خبر ناہموار سنی تو کئی ایک
 آدمیوں کو اس کے تفحص و تجسس کے لئے مقرر کیا۔ اور کہہ دیا کہ وہ جہاں
 ملے پکڑ کر لائیں۔ لوگوں نے اسے جا بجا ڈھونڈ مارا یہاں تک کہ نہوں
 نے اس جگہ کو ڈھونڈ نکالا جہاں وہ چپا ہوا تھا۔ فوراً اس کے شکنجے
 باندھ کر بادشاہ کی درگاہ میں اس کو لائے۔ بادشاہ نے اس کے
 قتل کرنے کا حکم دیا۔ لوگ اس کو سیاست گاہ میں لے چلے۔ حضرت
 شیخ کو خبر لگی کہ وہ گرفتار ہوا ہے اور بادشاہ کے حکم سے اسے لوگ
 قتل کرنے کو لئے جارہے ہیں۔ آپ نے اسی لحظہ بادشاہ کو بکھیر بھیجا کہ
 جبکہ میں زندہ و صحیح و سالم موجود ہوں تو شرع کی رو سے اس کا قتل
 کرنا کبھی صحیح لازم نہیں ہے۔ بادشاہ نے آپ کے جواب میں خطاب
 فرمایا۔ کہ اس ظالم نے خدا مآں عالی مقام کے قتل کرنے کا پورا
 قصد کیا تھا اور اس نے اوس میں کما حقہ سہی بھی کی۔ اس صورت
 اگر شرعاً اس کا قتل کرنا جائز نہ بھی ہو تو میں اس کو از روئے عدالت

ایسی سیاست کرونگا کہ اس سے دوسروں کو ہیرت ہو اور بار دیگر کوئی
 اپنے ولی نعمت کے ساتھ ایسی حرکت و جرات نہ کر سکے۔ پس اسکو
 معلوم کر کے حضرت قطب الا برار نے جاہا کہ خود بادشاہ کے پاس جا کر
 اسکی شفاعت کریں اور اسکو ترسے یہ لائین۔ حضرت روانہ ہوئے کہ
 مستعد ہو رہے تھے کہ یہ خبر بادشاہ ملک کو پہونچی کہ حضرت خود اس
 نابکار کی شفاعت کے لئے تشریف لارہے ہیں۔ بادشاہ نے اب
 کوئی چارہ نہ دیکھا۔ اس نے فی الفور حکم دیا کہ قبل اس کے کہ حضرت
 یہاں تشریف لائین اس شقی اذی کو قتل کروین۔ چنانچہ ایسا ہی عمل
 میں آیا۔ چونکہ حضرت غوث پاک نے اللہ تعالیٰ کے پاس اس کی
 گردن ماری تھی اسلئے اوسکا ظاہر حال بھی اسی طرح عیان ہوا جب
 حضرت شیخ نے اوسکے قتل ہونے کی خبر سنی تو آپ بہت غمگین ہوئے
 اور نہایت تاسف کیا۔ اسکی مان کو بلواسکے آپ نے تعزیت کی اور
 اسکی قوت بسر می کے لئے ہمیشہ کچر جاری رکھنے کی اوسے طمانیت دی
 اور جب تک وہ زندہ رہی آپ اسکو بدرا بر بہونچاتے رہے۔

دوسری نقل

حضرت شیخ قدس اللہ سرہ سے لوگوں نے پوچھا کہ اس شخص نے
 جسوقت آپکو کویتن میں ڈالا تو آپکا کیا حال تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں
 اسوقت بے خبر تھا۔ مجھے کسی بات کا ہوش نہ تھا۔ جب میں اپنی

حالت میں آیا اور میرے ہوش و حواس برقرار ہوئے تو میں نے اپنے
 کو پانی پر اس طرح بیٹھے ہوئے پایا جس طرح کوئی شخص کسی صلیب پر بیٹھا ہے
 میں پھر یکایک بہوش ہو گیا۔ بعد ایک ساعت کے جب میں بہوش ہوا
 ہوا تو میں نے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس کوین پر اپنے کو بیٹھے ہوئے
 دیکھا۔ میرے کل اعضا صحیح و سالم تھے۔ خدا نے مجھے آفت سے بچایا اور
 سلامت رکھا میں اس وقت اسکی درگاہ صمدیت میں اس کی مہربانی کا
 شکر بجالایا۔ اسی اثناء میں یہ مرد سوار نشان مسمی مصلحت خان
 ظاہر ہوا اور اس نے مجھ کو وہاں سے یہاں لایا۔

یس اس بیان کو سن کے آپ کے دشمن و مخالفین متحیر و متعجب ہوئے
 اور انہوں نے اپنے عقل کے سمند ضعیف کو میدان حماقت و حماقت
 میں جولاہی دیکر از روئے قیاس و ہم کچھ کا کچھ کہنا شروع کیا۔ ایک
 کہتا تھا کہ شاید اس کوین میں پانی اتنا نہ ہو گا کہ اس میں آدمی ڈوب سکا
 دوسرا یہ گمان کرتا تھا کہ شاید کوین میں آگے سے بہتہ موجود ہوں گے
 اندر گرتے ہی ان میں ٹرک لگے اور اس طرح سلامت رہ کر باہر تشریف لائے
 غرض ہزار ہزار باتیں کوئی کچھ سمجھتا تھا کوئی کچھ کہتا تھا۔ حضرت
 سہروردی نے آپ کی مصیبت پر نہایت افسوس کیا اور آپ کے بیا
 کو بسر و چشم تسلیم کیا مگر مخالفین نے لغو اعتراضات پیش کئے اسو
 سکندر برید بادشاہ برسر حکومت تھا۔ جب اس نے مخالفین کے اختلاف
 کی خبر سنی تو ان کے اس ہم دگان کو دفع کرنے کے لئے اپنے خاص الخاص

در بار یون کو جنین علی خان اور قوام الملک وغیرہ بھی تھے حکم دیا کہ برسر چاہ جا کر اسکی ماہیت اور اس واقعہ کی خاطر خواہ حقیقت معلوم کرائیں۔ اور اچھی طرح تحقیق و تفتیش کر کے اطلاع دیں۔ چنانچہ جب الحکم انہوں نے غواصیوں کو اندر اُتروا کر اُس کوین کی بیانیٹس کی تو او سکا کل عمق چلیں گز بہ پایا گیا۔ اور اوسمین دس بارہ گز پانی موجود تھا۔ غواص اُس حکم سے حضرت کی تسبیح اور رد مال باہر نکال لائے۔ اس سے کل حقیقت عیان ہوئی۔ سب کو اس حال سے آگاہ ہی ہوئی۔ اور صدق مقالین کو پہونچا۔ اس واقعہ کی حقیقت حال کے انکشاف سے معتقدین نے اپنے اعتقاد کی بنیاد کو مضبوط کیا اور متفکرین کہ جنہیں شبہ تھا وہ سب لاجواب اور سرنگون ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب

تیسری حکایت

حضرت شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہ کے کل فرزندوں سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ہم نے اپنے والد سے سنا اور یاد رکھا ہے۔ آپ قرباتے تھے کہ جب حضرت والدی قطب الباری بندگی شیخ محی الدین القادری قدس اللہ سرہ کا وقت رحلت نزدیک پہونچا اور اوس کے آٹا ظہور پذیر ہونے لگے تو مین گریہ وزاری کرتے ہوئے اُس قطب زمان کی خدمت اقدس میں گیا۔ اور نہایت عجز وزاری سے عرض کیا کہ آنحضرت اس عالم سے تشریف لے جائے ہیں اور ہنگو اس حالت بیکیسی ہیں

غریب و سوگوار چھوڑ جاتے ہیں۔ آپ کے بعد میں اپنی التجا کس
 کروں اور اپنا حال زار کس سے کہہ سناؤں۔ اوسوقت میری کون
 سنیکا۔ کون شفقت کریگا۔ مجھے کون دلاسا دیگا۔ ہر حکم و ہر کام
 مجھے پیش آنے لگا تو انکی رضا سے کرتا تھا میں نے آپ تک کوئی کام آپ کی بد
 بغیر نہیں کیا۔ آئندہ میں کس کی رضا سے کروں۔ آپ کے بعد میری
 شکلوں میں مجھے کون مدد دیگا۔ میری فریاد کون سنے گا۔ میری رست
 گیری کون کریگا۔ میں اپنی التجا کس کے آگے لجاؤں۔ جب آپ نے مجھے
 غایت دل خستہ و خاطر شکستہ اور نضرع کنان و حال نیریشان دیکھا
 تو دل داری و تقویت دے کے زبان مبارک سے فرمایا کہ جو کام مجھے
 آئے اور جو ہم اپنی صورت دکھائے تو تو آپ کے مجھ سے چھوڑ دیا جیسا کہ
 اب تک پوچھتا رہا ہے اور جیسا کہ میں اسوقت تک اپنی زندگی میں
 دیتا آیا ہوں اسطرح آئندہ بھی تجھے جواب دیا کرونگا۔ اور او
 نیک و بد سے تجھے آگاہ کیا کرونگا جیسا کہ اب تک کرتا رہا ہوں۔
 حضرت شیخ بدرا الدین قدس اللہ سرہ فرماتے تھے کہ آنحضرت
 الوعدہ میں۔ میرے ساتھ وہی مسلک مرعی رکھتے ہیں۔ جو کا
 پیش آتا ہے تو میں حضرت کے روضہ مقدسہ مشرفہ میں جا کے قبر مبارک
 کے نزدیک سر جھکا کر عرض کرتا ہوں۔ حضرت اسکا جواب اسطرح
 میں جی طرح آپ عالم حیات میں مجھے فرمایا کرتے تھے۔
 حضرت شیخ بدرا الدین قدس سرہ کے بہائیوں میں سے

کو کسی کام یا کسی مہم میں اپنے والد بزرگوار سے رخصت و رضائے لےنے کی اگر
محتاج ہوتی تو وہ حضرت شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہ سے کہتے حضرت
اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں اسے گذرا نکر وہاں سے جواب با صواب
لا دیتے اس وقت آپ کے بہائی جیسا حکم ہوتا اوسی کے مطابق عمل کرتے
تھے۔

واللہ اعلم بالصواب

چوتھی حکایت

بہت سے ناقلوں اور سید راویوں سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ
ابراہیم قطب شاہ اپنے باپ کی زندگی میں شہر سیدر میں آیا تھا۔
اس نے حضرت قطب الانام بندگی مجدد شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہ
کی قدم بوسی سے مشرف ہو کر آپ سے عرض کیا کہ اگر حق سبحانہ تعالیٰ
بمقتضائے قوتی الملائک من تشاء (دیتا ہے تو ملک جسکو تو چاہتا
ہے) حضرت قدوۃ الاولیاء کی دعا سے بے ریا کی امداد سے میرے
باپ کی دولت جمیر آرزائی کرے اور منصب سلطنت پر میرا جلوں
جلوہ دکھائے تو میں نے منت مانی ہے کہ اپنے کو زمرہ مریدان حضرت
قادرین میں جمع کر دے اور یہ بھی نیت کی ہے کہ حضرت کی خدمت میں
ارادت بجا لاؤں۔ اور مشرف بیعت سے مشرف ہو رہوں۔
آخر الامرایسا ہوا کہ اوسکے باپ کی وفات کے بعد جمشید قطب
شاہ بنقہ میرا کہ سہریر سلطنت پر بیٹھا اور ابراہیم قطب شاہ سہرگردان

حال ویریشان بال ہو کر کہاں سے کہاں سنہ چہانے پہرے لگا کر
 شیخ فرماتے تھے کہ مجھ میں اور جمشید میں جھگڑا واقع ہوا۔ اس سے
 رنجیدہ خاطر ہو کر میں نے جاہا کہ اسکو تخت سلطنت سے اتار کے
 اور منصب بادشاہی سے دور کر کے اوسکی جگہ میرا برادر اسیم کو نصب
 کروں۔ چنانچہ اس بات کا عزم بالجزم کر کے میں اپنے والد حضرت
 بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کے روضہ
 مبارک میں گیا اور قبر مبارک پر سر رکھ کر عرض کیا کہ میں جمشید کو بادشاہی
 سے معزول کر کے اوسکی جگہ میں راہ اسیم کو نصب کرنا ہوا تھا ہوں
 اس میں حضرت کی کیا رضا ہے۔ اس وقت میں نے قبر مبارک سے یہ
 آواز سنی کہ ابراہیم کو میں نے ایستادہ کیا ہے یعنی حکم الہی سے تیار
 کے لئے۔ پس یہ بات سنتے ہی آنحضرت شادان و خندان و مان
 باہر آئے اور ایک آدمی مسمیٰ شیخ علاء الدین کو جو ایک خادم تھا اویا
 جو اس وقت انکی خدمت میں موجود تھا ابراہیم قطب شاہ کو بلا لا
 کے لئے بھیجا مگر کو بھیجا اور یہ بھی لکھ بھیجا کہ حق سبحانہ تعالیٰ و تعالیٰ
 تیرے باپ کا ملک تجھ کو دیتا ہے اور سر بر سلطنت تجھ کو عطا کرتا
 اب تجھ کو چاہئے کہ توفی الفور یہاں چلا آئے اور کسی طرح تاخیر جائز نہ
 خادم مذکور روانہ ہو کر اسکو اس مخدوم کا مرقوم گنڈا انا اور جو بیگم
 آپ نے کہا تھا پہونچایا۔ اسنے بعد اطلاع متوجہ و متفکر ہو کر کہا کہ
 اسوقت میرا ہرمانی بادشاہی کر رہا ہے اور وہ کوئی خلل و عیب

نہیں رکھتا ہے۔ پس اس صورت میں مجھے کیونکر بادشاہی ملے گی اور کس طریق سے یہہ آرزو مجھے صورت دکھائیگی۔ خطبہ کے یہودی نے اسے جواب دیا کہ اولیاء کے اقوال خدا کے حکم کے موافق ہوا کرتے ہیں جب تک کہ اوسکی عالی بارگاہ سے حکم نہیں ہوتا ہے وہ کوئی بات زبان سے نہیں کہتے ہیں۔ آپ صدق عقیدت سے دل قوی رکھئے اور یقین جانئے کہ یہ کام شدنی ہے اور یہہ واقعہ ہونی ہے۔ یہ ہر طرح پورا ہو کر رہیگا۔ بادشاہ اسی عالم حیرانی میں تنہا تھا کہ بارے اس نے جہشید کے موت کی خبر دہر سے اسے والوں کی زبانی متواتر سنی۔ یہ تو وہ صفر و مسرور ہو کر اور اس امید کے حاصل ہونے کا اثر معلوم کر کر روانہ ہوا یہاں جہشید کے انتقال کے بعد اسکا بیٹا سبحان قلی جو کم سن تھا اپنے باپ کی جگہ تخت پر بیٹھا۔ مگر اکثر آدمی اوسکی اطاعت سے اسنے سو کر ابراہیم کے پاس جمع ہوئے۔ یہاں تک کہ سب کے اتفاق سے ابراہیم قطب شاہ بادشاہ ہوا اور اپنے باپ کا منصب حاصل کر کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا اور آنحضرت کا قول مبارک تصدیق کو پہونچا۔

راویان مذکور کہتے ہیں کہ جب ابراہیم قطب شاہ بادشاہ ہوا اور تخت پر بیٹھا تو اسنے حضرت شیخ بندگی خذوم شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہ کے قدوم فیض لردم سے مشرف ہونے کی آرزو ظاہر کی۔ حضرت یہی اوسکی اس استدعا کو قبول فرما کر گوگنڈہ کی طرف جدا سکا اور سلطنت بہار روانہ ہوئے۔ جب حضرت شہر کے قریب پہونچے تو اسنے نبات

تو دستقبال کے لئے پیش آکر تمام اعزاز و اکرام کے ساتھ آگے بڑھیں
 گئے۔ اور شرف حضور فایض النور سے مشرف ہو کر اسے مرشد الامام
 کی خدمت میں بادب تمام بیٹھا۔ معتمد الزمان امین خان سے جو اس کے
 ایک سقر بون سے تہا تلنگی زبان میں جسکو حضرت سمجھتے نہ تھے مکالمہ میں
 مشغول ہوا۔ ایک ساعت کے بعد امین خان نے اسے قطب دورا
 کی جانب رخ کیا اور زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ بادشاہ سلامت
 حضرت سے اپنی تقصیر کا عذر کرتے ہیں۔ اور مخدوم المجددیم کے کرم
 عیم سے اس کے عفو کی التجا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں اولاً حضرت کی
 خدمت اقدس و اعلیٰ میں حاضر ہوا تھا اور اس مقصد کے حامل ہونے
 کے لئے حضرت کی دعا سے بے زیا کی استمداد کی استدعا کی تھی اور
 کہتے ہیں کہ اس وقت میں نے اس خاندان سعادت نشان سے
 لینے اور اس کے ساتھ اپنی ارادت بجالانے کی شرط کی تھی اور کمال
 اعتماد سے دست اعتقاد جان و دل سے باندھا تھا۔ لیکن ان
 جبکہ میں نے اس مقام کی طرف توجہ کی اور ادھر سے ہی چلا آ رہا تھا
 اٹھارہ راہ میں حضرت بندگی مخدوم سید محمد گیسو دراز قدس اللہ
 کے دراز سے شاہ ید اللہ نے چند آلات بادشاہی جیباچہ چتر و آفتاب
 وغیرہ بطریق ہدیہ مجھے پہنچوایا اور اس کے ساتھ ہی شجرہ اور
 کی ٹولی بھی آپ نے اہر سال فرمائی۔ اور یہ شرط بھی اس کے ساتھ
 کہلا چیمچی تھی کہ اس حضرت کی نسبت اگر مجھے ارادت بجالانی

اوس صورت میں وہ تمام چیزیں میں قبول کروں مگر نہ خدمت میں نہیں
 لوٹا دوں۔ چونکہ یہ اسباب دولت مجھے ناخواستہ پیش آئے تھے اسلئے
 ان چیزوں کو واپس کرنا میں نے ہیئت نہ جانا اور موجب شومی و محرومی تصور
 کر کے مصالحت سازی سے پیش آکر طوعاً و کرہاً ان سب کو قبول کر لیا لیکن
 درحقیقت مجھے صدق عقیدت حضرت ہی سے ہے پس حضرت مجھے مرید کریں
 اور حضرت قادریہ کے زمرہ میں شامل فرمائیں۔ حضرت شیخ نے اسکو
 مزید کرنے سے انکار کیا اور اسکی استدعا کو قبول نہ کر کے فرمایا کہ اہل
 ہدایت طریقہ سلوک میں کسی کو کسی کی ارادت سے پلٹنا موجب سعادت
 نہیں سمجھتے ہیں بلکہ اسکو اسکی ضلالت و گمراہی کا باعث جانتے ہیں۔
 جس جگہ سے تمہارے نصیب میں نعمت یہ ہو چکی تھی وہ تمہیں واپس
 مل گئی اور جیسا کہ قسمت میں تھا ویسا ظاہر ہوا۔ اب تم اپنے اعتقاد
 کی بنیاد کو پوری صداقت کے ساتھ محکم و مستحکم بناؤ اور اس خاندان
 قادریہ کے محبوبوں کی سلک میں اپنے کو منسلک کرو گویا کہ اوسنی حضرت
 کے مرید ہیں۔ چنانچہ ہمارے حضرت شیخ سلطان الاولیاء محبوب سبحانی
 بندگی سید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ عنہ وارضاه
 عنانے اپنے محبوبوں اور مریدوں کے ہارے میں فرمایا ہے اوتیت سبلاً
 طولہ مذا لہ صریفہ اسناد مرید کا دجی الی ایوم القیامہ۔ قیل لی قس
 ۱۰۰۰ ایک یسے حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے ایک محضر دیا جائیگا
 جسکی درازی اتنی ہوگی جتنی میری نظر کی رسائی ہے۔ اوس میں میرے

کل مریدوں اور محبوبوں کے نام قیامت کے دن تک کے لکھے ہوئے ہونگے اور اوسمیں ان لوگوں کے نام بھی ہونگے جو مرید نہ تھے مگر بھان و دل سیر دوست تھے۔ اور مجھ سے یہ بھی کہا گیا کہ وہ سب تیرے دوست و ساتھی تھے۔ تحقیق بخش دئے جائیں گے اور عذاب و حساب سے رہائی پائیں گے۔

بعد ازاں ہم قطب شاہ بادشاہ نے بہت کچھ گڑ گڑایا اور ہر چند معذرت کی اور بے نہایت کوشش کی مگر حضرت نے ہرگز مرید نہ کیا اور اوسے دست بیعت نہ دینا تہانہ دیا۔ بس بہت سے مردمان صورت بین نے جو دنیا کے بوالہ اوہ تھے اور جنکے مال و متاع و آراء کثرت ظاہری پر نظر تھی ملامت سے پیش آکر حضرت سے کہا کہ بادشاہ نے ایک مرید ہونا چاہا اور اس نے کس قدر کوشش کی۔ آپ نے کیوں اوسے مرید نہ کیا اور اپنی خدمت میں نہ لایا۔ اگر آپ اسکو مرید فرمائے تو وہ آپکا تعیندار بن جاتا۔ یہ کلام سنکر حضرت نے زبان در فشان اسکے جواب میں کہولی اور اسطرح فرمایا کہ میں نے اوسکے مرید کرنے میں کوئی دینی فائدہ نہ دیکھا اور مجھو طمع دینا نہیں ہے جو اوسکی خاطر اوسے مرید کرتا۔ میں دینا کی ہرگز بیوا نہیں کرتا۔ جیسے اپنی آخرت کا خیال ہے۔ پھر میں کیوں زمانے کا مہتمم ہوں اور اپنے کو ایسے کام میں ماخوذ کروں۔ کل خدا یو ہے گا تو کیا جواب دوں گا۔ جب سب لوگوں نے آپ کی یہ تقریر سنی تو آپکی علو مہمتی سے متعجب ہوئے اور بے یکر زبان ہو کر کہا کہ صدقت یا ولی اللہ فیما قلت

(سچ کہنا اسے اللہ کے ولی جو کچھ آپ نے فرمایا) واللہ اعلم بالصواب

پانچویں حکایت

مین نے اپنے چچا حضرت شیخ محمد سے سنا اور یاد رکھا ہے۔
 انہوں نے میرے والد حضرت شیخ احمد قدس اللہ سرہ سے کہتے
 سنا تھا۔ آپ اس طرح بیان فرماتے تھے کہ امین خان نے اپنے بیٹے
 نسیمی خطاط خان کے کاغذ کے لئے حضرت والدی بندگی شیخ بدایہ
 قدس اللہ سرہ قدم رنجہ فرمانے کی استدعا کی۔ میرے حضرت والد
 اسکی استدعا کو قبول فرما کر گو لکڑہ کو تشریف لے گئے۔ جب آپ شہر کے
 فریب پہنچے اور آپکی تشریف آوری کی خبر ابراہیم قطب شاہ کو ہوئی
 تو وہ آپ کے قدم فیض الروم سے مشرف ہونے کا عزم کر کے استقبال
 کو حاضر ہوا۔ قدم پوسی سے مستفیض ہو کر آپ کو شہر مین لے آیا۔
 جب حضرت شہر مین داخل ہوئے تو بادشاہ نے امین خان سے پوچھا
 کہ کیا کہ تمہیں معلوم ہے کہ مجھے اولاد نہیں ہے۔ مجھے ایک زمانہ سے
 فرزند کی آرزو ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس آرزو کو حضرت پرطاہر کے
 آپ سے دعا کے لئے اتھاس کروں۔ شاید کہ حق تعالیٰ اس قدرہ
 الاویہا کی دعا کی امداد سے جھڑکا عطا کرے اور میری آرزو پوری
 جینا چاہتا ہوں اور امین خان یہ نیت کر کے حضرت شیخ کی خدمت تشریف
 مین حاضر ہوئے۔ اس کے قبل کہ وہ کوئی بات زبان سے کہیں خود

حضرت قدس اللہ سرہ نے زبان معجز بیان سے فرمایا کہ تمکو فرزند کی آرزو ہے
 اور اسوقت تم اوسى کے متعلق عرض کرنے آئے ہو تمہاری مراد کے
 موافق انشا اللہ تعالیٰ بحرمت حضرت سلطان الاولیاء تمکو ملے گا۔
 لیکن جب وہ پیدا ہو تو تمکو چاہئے کہ اوسکو حضرت سلطان الاولیاء جو
 سہمائی بندگی سید محی الدین ابی محمد السید عبدالقادر الحسینی
 الجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عناکے نام نامی واسم
 محمد راجی سے موسوم کریں۔ اور اوسکو میرا مرید کریں۔ بس دونوں اس
 کلام کو سنتے ہی متحیر ہوئے اور بادشاہ نے متعجب ہو کر امین خان
 سے پوچھا کہ شاید تم نے پہلے ہی اس نیت سے حضرت کو اطلاع دی تھی
 امین خان نے تسبیح کہانی شروع کیں کہ واللہ باللہ میں نے نہیں کہا
 میں گفتگو کے بعد چہان پناہ سے ابھی عداک نہین ہوا۔ یہ کس طرح
 خیال ہو سکتا ہے کہ قبل ہی میں نے کہہ دیا تھا۔ پس اس سے جہان
 پناہ یقین جائیں کہ اس دہلی کار ساز نے اپنی صفائی باطن سے اس
 راز کی اطلاع حاصل کی۔ بادشاہ اس بشارت کو سنکر نہایت شاد ہوا
 اور حضرت کے شرائط مذکور کو قبول کر کے واپس گیا۔

میرے حضرت والد قدس اللہ سرہ فرماتے تھے کہ میں جب ابراہیم
 قلیب شاہ کو فرزند کی بشارت دیکے شہر بیدر کو لوٹ آیا تو اسوقت
 میں نے اپنے والد حضرت قلیب آفاق بالاتفاق بندگی مخدوم شیخ
 محمد البشیر القادری قدس سرہ کے روئے متبرکہ میں اسکو لڑکا پیدا

ہونے کے لئے عرضی گزرائی۔ اس بات کو چند روز گزر گئے۔ مجھے کوئی جواب نہ ملا۔ حضرت کی جانب سے مجھے کوئی بات اس کے متعلق سنائی نہ دی۔ میں اس سے سخت دل تنگ و اندوہگین ہو کر آپ کی مزار مبارک پر گیا اور خاک پر اپنا منہ ملکر عرض کیا کہ میں نے قطب شاہ کو لڑکا دیا ہے صرف حضرت کے اعتماد پر اسکو اس کے مقصد و رمی کی امید دلائی ہے۔ اس کے انصرام اور قایض المرام کرنے کی توقع آپ ہی سے کی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ مجھے حضرت اس سے آگاہ نہیں فرماتے ہیں اور اس مدعا کے حاصل ہونے کی خبر نہیں دیتے ہیں؟ شاید حضرت مجھے دروغ گو کرنا چاہتے ہیں۔ یہہ جملہ میری زبان سے نکلتے ہیں اسوقت میں نے قبر مبارک سے آواز سنی۔ آپ نے فرمایا کہ میں اسوقت تک حق سبحانہ و تعالیٰ کی درگاہ میں دعائیں مشغول تھا اور جانتا تھا کہ اسکو تیرے کہنے کے مطابق فرزند دلوں کر رہے ہیں۔ اب تم کو خوش ہونا چاہئے۔ تو ہمیشہ خوش رہو اور کوئی اندیشہ تو اپنی خاطر نازک میں نہ لا۔ اب اسکو ضرور لڑکا پیدا ہوگا۔ پس حضرت کے حکم فرمانے کے متوافق ابراہیم قطب شاہ کو لڑکا نصیب ہوا اور اس نے کہی اپنے قول و قرار کے مطابق اسکا نام شاہ عبدالقادر رکھا اور اسکو حضرت کا مرید کر لیا اور جیسے اس نے شرط کی تھی اسکو حضرت قادریہ کے خاندان میں شامل کر لیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

چھٹی حکایت

راویان مذکور اور ناقلان مسطور سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ جن آیام میں علی عادل شاہ کے ساتھ ایراج میں کافر متفق ہوئے تھے۔ ان ہی دنوں میں حسین نظام شاہ اور ابراہیم قطب شاہ اسپین اتفاق کر کے واسطے قتال و جنگ و جدال کے آمادہ ہوئے۔ ابراہیم قطب شاہ خود مع شمشیر حضرت خداوند قطب المتصیرین بندگی مخدوم شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہ کی خدمت فیض بندت میں یہ جس عقیدت حاضر ہوا اور انتشار اس معنی کا خدمت بابر میں پیش کیا کہ میں خود جنگ میں بے درگاہ روانہ ہونے کو ہوں لہذا حضرت فتح و نصرت کی بشارت دیکر اور دست مبارک سے یہ شمشیر میری کمر میں باندھ کر مجھے میدان کارزار کو روانہ ہونے کے لئے رخصت فرمائیں تو میں وہاں سے منظر و منظور واپس آؤں۔ حضرت نے بادشاہ کی یہ استدعا سننے کے تامل فرمایا اور تھوڑی دیر کے بعد اپنے والد بزرگوار صاحب اسرار قطب الصمد بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کے روضہ منورہ کی طرف تشریف لے گئے وہاں جا کے آپ نے واقعہ حال گزرانا۔ آپ فرماتے تھے کہ میں نے وہاں یہ عرض کیا کہ اگر قطب شاہ کے نصیب میں فتح حاصل ہوئی ہو تو مجھ کو اس کی کمر میں شمشیر

باندھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ مگر نہ جو کیفیت ہوا اس سے
 مطلع کریں۔ یہی عرض کر رہا تھا کہ میں نے یہ آیت وجعلنا
 حباعاً منثوراً (اور کیا اوسکو پہننے عبا پر اگندہ) قبر مبارک
 سے سنی۔ پس اس آیت کے مضمون سے مفہوم و معلوم ہوا
 اور کامل طور پر یقین ہوا کہ وہ اس بارہ میں ضرور منہزم و مغلوب
 ہوگا۔ میں نے اوسی وقت شمشیر بد کو راسے واپس کر دی اور
 کہا کہ جنگ کو جانے سے باز رہ۔ مگر میرے کہنے کو اوسنے قبولیت
 کے قانون سے نہ سنا اور نہ میری فحاشی و ہدایت پر عمل کیا۔ بلکہ
 میری نصیحت سے رنجیدہ خاطر ہو کر اوسنے ایک اور درویش سے
 التجا کی اور اوسکے ہاتھ سے اپنی کمرین شمشیر بندہوا کر اور اوس سے
 فتح کی بشارت لیکر لڑائی کو روانہ ہوا۔ جب ہر دو لشکر ہم۔ پہونچے
 اور انکا سیدان کارزار میں مقابلہ ہوا تو قطب شاہ کا لشکر ہزیمت
 کہا کہ پراگندہ ہو گیا۔ اور بہت سے آدمی بدحواس ہو کر ایسے پسا
 ہوئے کہ بہر زندہ نہ رہ سکے۔ غنیم کی فتح نے منہ پھیرتے ہی اونکا
 پیچھا کیا۔ انہوں نے پچھندی میں گرنے کے کوئی چارہ نہ دیکھا۔
 آخر وہیں ڈوب کر مرے۔

راویان مذکور بیان کرتے ہیں کہ اس واقعہ کے وقوع ہونے
 سے قبل ہی اس قطب آگے قطب شاہ کے لشکر کے ڈوب کر
 سے ہر کو آگاہ کیا تھا۔ اور زبان غیب بیان سے یوں فرمایا تھا

کہ جسوقت میرے ہاں سے قطب شاہ رنجیدہ خاطر ہو کر گیا اور سوقت
میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک چشمہ کے کنارہ پر
بیٹھا ہوں اور چھاڑون کے بہت سے پتے مثل تو دون کے میرے
نزدیک پڑے ہوئے ہیں۔ ناگاہ دو نفر دوڑتے ہوئے میرے
پاس آئے۔ اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ قطب شاہ نے آپ سے
روگردانی کی اور جو اعتقاد کہ آپ سے رکھتا تھا وہ اٹھایا۔ میں
نے کہا ایسا تو نہ ہوگا۔ انہوں نے کہا فی الحقیقت ایسا ہی ہے
میرے مجھے یقین نہ آیا۔ انہوں نے قسمیں کھانی شروع کیں اور
کہا کہ یہ بالکل تحقیق ہے۔ پس میں نے کہا کہ اگر اس نے ایسا ہی
کیا ہے تو دیکھیں اب پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے یہ کھل
میں نے آن بتوں کو جو میرے نزدیک پڑے ہوئے تھے پانی میں
ڈالا۔ پس کیا دیکھتا ہوں کہ بعضے تو اوہنیں سے پانی برآمد ہے اور
بعضے ڈوب گئے۔

حضرت نے اوسکی یون تعبیر فرمائی کہ اس دفعہ قطب شاہ کا
شکر پانی میں غرق ہو گا کیونکہ جس قدر پتے غرق ہوئے وہ
غرق ہونے والوں کے احوال پر دلالت کرتے ہیں۔ اور جو
نپتے پانی پر تیرائے وہ سلامت رہیں گے نکلنے والوں کی علامت
ہیں۔ صدق قول۔ فیذا اجبر عنہ (سچی ہوئی اونکی
بات جو کچھ کہی) واللہ اعلم بالصواب

ساتویں حکایت

حضرت قطب الاول اصلین ہندگی مخدوم شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہ
 ب اور فرزندوں سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ جس زمانہ میں ہندو
 ناسلاطین جنگ میں مشغول تھے ان ہی ایام میں علی عادل شاہ کی دایہ
 زبیر میں آئی اور اس عجز و اذہ نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر
 تہنیت بساط بوسہ سے مشرف ہونے کے بعد التماس کی کہ عادل شاہ
 سے لئے فتح و نصرت کی حضرت بشارت دیں۔ اگرچہ علی عادل شاہ کے
 لئے سے حضرت کو آگے سے آگاہی تمام تھی کہ وہ ضرور منظور و مقبول
 گا مگر آپ نے اسلام کی رعایت کیجا نب نظر فرما کہ اسکی استدعا قبول
 نہ فرمائی۔ اور اس کلام سے معذرت کر کے آپ نے فرمایا کہ تمہارے
 بادشاہ نے کفار و ناپاکار کا ساتھ دیا ہے اور انکی طرف داری کی ہے۔
 اس صورت میں میرے نمایان شان یہ نہیں ہے کہ میں اوکو فتح
 کی خوش خبری دوں پس اس ناچرے کے سنتے ہی وہ بڑیا گہرائی
 اور اذہ بنے پہر پوچھا کہ کیا میرے بادشاہ کو نصیب دشمنان شکست تو نہ
 ہوگی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میں صراحتاً یہ نہیں کہتا اور نہ فتح کی
 بشارت دیتا۔

بعد از دایہ مذکور نے مدعا سے دیگر پیش کیا اور یہ عرض کی کہ
 میں نے آدمیوں کی زبانی افواہ سنا ہے کہ حضرت نے اپنے ہاتھ

الفاس فیض اقتباس سے قطب شاہ کو فرزند دلوا یا ہے۔ اور وہ اس وقت آپکی دعا کے بدولت صاحب اولاد ہو گیا ہے۔ میرے بادشاہ کو لڑکا نہیں ہے۔ وہ اس آرزو میں عمر گزارتا ہے۔ اگر اس خداوند کے نظر فیض اثر سے اس کو لڑکا پیدا ہو تو وہ تمام خدمت احسن عقیدت بحالائے ہمہ تن موجود ہے۔ حضرت اوس کے آرزو بہرے دل پر اپنی نظر کیما اثر ڈالیں اور اوسکی مراد پوری کر کے اوسکی آرزو بر لائیں۔ حضرت نے اوس کے جواب میں یہ فرمایا کہ اگر عادل شاہ خود اس بات میں مجھے تحریر کرے تو اللہ الوہاب کی یاری اور توفیق سے اس کام پر گوشہ خاطر منطف کیا جائیگا۔ اور درگاہ کردگار میں اوسکی یہ استدعا اور تمنا گزرائی جائیگی۔ وایہ نے کہا کہ عادل شاہ میرے حکم کا محکوم ہے۔ میں اسے جو کہتی ہوں وہ وہی کرتا ہے۔ میں اوس سے صورت حال با حسن المقال عرض کر کے ایسا کرونگی کہ وہ اپنے کو اس خاندان کے زمرہ مستقدان میں جمع کر لیگا۔ جب بہت گڑ گڑائی اور سخت و التحا کی تو آپ نے ہیں اوسکی استدعا قبول فرمائی عادل شاہ کو پسر تولد ہونے کی بشارت دی۔ اور اوسے در شہر نشین سنا دین۔ ایک یہ کہ اس لڑکے کو حضرت سلطان الاولیاء بندگی سید عبدالقادر احسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ عنہ وارضاه عنہ کے نام نامی و اسم گرامی سے مرسوم کر کے۔ دوسری یہ کہ اوسکو بانقاہ قادر یہ میں مرید کرنے۔ وایہ مذکور نے شرائط مرئوسہ قبول کئے

اور واپس چلی گئی۔ پس حضرت خدام عالی مقام خاتم الانام کی برکت
انفاس قبض اقتباس سے قریب الا یام میں عادل شاہ کو فرزند نصیب
ہوا بارے عدول شرط کر کے قول و قرار سے منہ موڑ کر اوسکا نام کچھ اور
رکھا جب آنحضرت کو اس سے اطلاع ہوئی تو آپ نے اپنے خادم سید
مٹھن کو دایہ کے پاس بھیجا اور جو شرائط کہ اوس نے کئی تہین اونکی
یاد رہانی کی۔ یہ سنکر وہ جھوٹی سنکر ہوئی کہ مجھے اس حال سے ذری
خبر نہیں۔ میں کوئی بات جانتی نہیں۔ بلکہ شیخ کو بھی پہنچانتی نہیں
اور نہ میں سنے اونہیں کبھی دیکھا ہے۔ خادم مذکور واپس آکر جو کچھ سنا
ہا حضرت سے عرض کیا۔ جب اوسکا انکار معلوم ہوا تو آپ نے غضب
میں آکر زبان مبارک سے فرمایا کہ وہ جھوٹی اوس لڑکے کو ہاتھ سے
سے لگی اور اپنی جان ہی برباد کر لگی۔ آخر الامر اسی سال میں اُس
لڑکے نوزائیکہ اور دایہ کذابہ کا انتقال ہوا۔ ان دونوں نے اپنی
این قابض الارواح کی سپرد کر دیں اور اہل جہان سے چل بسے
قاوی اللہ۔ واللہ اعلم بالصواب
انکھوین حکایت

میرے حضرت والد بندگی شیخ احمد قدس سرہ سے نقل ہے
کہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے حضرت والد انام العارفین بندگی محذوم
نور بدر الدین قدس سرہ سے سنا اور یاد رکھا ہے۔ آپ

فرماتے تھے کہ جب میری دختر خاندانی کے ایام زندگی ختم ہوئے۔ وہ اس
 جہان سے رخصت ہونے کے قریب پہنچی۔ اور آثار مرگ ظاہر ہوئے شروع
 ہوئے تو میں دائرہ ذکر و فکر میں مشغول ہوا۔ ناگاہ دو شخص جیگر
 کی صورت میں میں نے اپنے نزدیک آتے ہوئے دیکھے۔ جب وہ میرے
 پاس آئے تو انہوں نے مجھے سلام کر کے کہا کہ ہم فرشتے ہیں اور ہمیں
 اللہ تعالیٰ نے آپ کی رنج قبض کرنے کے لئے بھیجا ہے ہم اب اسی
 عرض سے آئے ہیں۔ اور ہمیں حکم ہوا ہے کہ آپ کی اجازت سے یہ
 عمل پورا کیا جائے۔ اگر آپ حکم فرمائیں تو ہم اس کام کی ہر اہم کریں
 وگرنہ ارشاد ہو تو ہم یوں ہی عالم بالا کو واپس چلے جائیں۔ اب
 آپ جس طرح فرمائیں گے اسی طرح کیا جائیگا۔ انکے جواب میں اس وقت
 میری زبان سے یہ جاری ہوا کہ میری جان اور میرے فرزندوں
 کی جان میرے پروردگار کے حکم پر قربان ہو جائیں اور ساری مخلوق کا
 وہی مالک ہے اور سب میری رضا پر میری جان و مال تصدیق ہے۔
 اسکا حکم میرے سر اور آنکھوں پر ہے۔ میں بجالانے کو بجا
 دل و لہر و جشم بلکہ ہمت و قن موجود ہوں۔ اس کے حکم پر میں قربان
 ہونے کو تیار ہوں وہ میرا فرید گار ہے۔ اور سب قضا پر رضا
 درکار ہے۔ بس اب تم جلدی کرو۔ جس کام کا تمہیں حکم ہوا ہے
 فی الفور بجالاؤ کسی قسم کا تاہل جائز نہ رکھو۔ بس میرے
 ہوتے ہی دیکھتے آئیں گے حیرت میں قدم رکھا۔ انکے اندر داخل

ہوتے ہی لڑائی کی دایہ نے چلایا اور اسکے وفات کی ندا کی اور گریہ و زاری کی بنیاد رکھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

واللہ اعلم بالصواب

نویں حکایت

میرے چچا حضرت شیخ محمد قدس اللہ سرہ سے نقل ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ ایک روز میرے والد حضرت بندگی مجدد شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہ کے کل خدمت گار و ملازمین کھانا کھا رہے تھے۔ اسوقت میں اونسکے نزدیک حاضر تھا اور اہتمام میں مشغول تھا اسی اثنا میں ان میں گفتگو چھڑی۔ اور حکایت متضمن شکایت آنحضرت در بیان میں آئی۔ وہ باہم دیکھنے لگے کہ ہمارے حضرت عادت کریمانہ و شفقت قدیمانہ ہمارے حال پر ایسی رکھتے تھے کہ ہمارے رولی کھاتے وقت آپ خود ہمیشہ تشریف ارازی فرماتے اور ہلکو روغن و شیر دلواتے تھے اب چند دن ہوئے ہیں کہ یہ بات ترک فرمائی ہے آپ نے اپنا دست کرم سے اٹھالیا ہے اور اب کوئی مہربانی ہم پر نہیں فرماتے ہیں۔ اس کلام کے اختتام پر ابھی ایک لحظہ بھی نہ گزرا تھا کہ اوس قسطنطینہ الامام عالی مقام نے اس مقام پر قدم فیض لزوم رنجہ فرمائے اور ان لوگوں کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے آئینے اوں کو روغن و شیر دلوائے۔ اس کے

بعد آپ واپس تشریف لے گئے۔ ہم آپ کے اس معاملہ سے سخت حیران و متعجب ہوئے۔ اور یقین جانا کہ ہماری طرف رجوع ہو کر حضرت اپنی صفائی باطن سے ہماری شکایت معلوم کی اور کشف قلبی سے اوسکایون انکشاف فرمایا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دسویں حکایت

میان ابراہیم سوزن سے نقل ہے وہ کہتے تھے کہ حضرت شیخ الاسلام والمسلمین بندگی شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہ موضع کہنگی کو تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ وہ قریہ آنحضرت کے متعلق تھا۔ ایک روز قریہ سے باہر نکلا کہ آپ تفرج کنان بسوے بیابان بہاروں کے سلسلہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اوسوقت حضرت کے ساتھ سوکے میوے کوئی اور نہ تھا۔ جب عصر کا وقت آیا تو وضو کے لئے پانی کی تلاش کی مگر نہ ملا نماز کا وقت زیر ہو رہا تھا۔ اور آفتاب تمام دن کے سفر سے تھک گیا تھا اور اس خیال سے کہ منزل مقصود تک پہنچے پہنچتے دیر نہ ہو جائے خانہ معرفت تک پہنچنے کے لئے تیزی سے جا رہا تھا۔ اور اس پیاسے مسافر کی مانند جو تمام دن بے آب و دانہ صحراؤں میں گزر کر کسی کوین کی تلاش میں برصیر و مضطرب پہنچتا ہے بحر مغرب کے ساحل پر پہنچ کر کہہ دے کہ ابراہیم لینے کی خاطر جلد جلد قدم بڑھا رہا تھا۔ جنگل میں ہونکا عالم تھا

ہو مین خنکی آچلی تھی۔ دہوپ مین تمازت کم ہو رہی تھی۔ گل ہائے
 بیتا ہانی چٹکنے پر تیار تھے۔ ببلان شور پدہ سپر چکنے پر بیقرار تھے۔
 برنسے جو جنگل مین دہوپ کے ٹڑکتے سے تمام دن سنہ چہیلے تھے
 اب باہر سنہ نکالے کن آنکھوں سے آفتاب کو دیکھ رہے تھے۔ آفتاب
 کی سنہری کرنیں بتدریج اوپر ہو کر انکی آنکھوں مین چکا چوند سی کم
 کر رہی تھیں۔ وہ سب اسی انتظار مین تھے کہ سورج دور ہو
 اور طیش کا فور ہو تو پہلوں سے دل لہیا مین اور اونکی سیٹھی
 خوں مین سے چمکین چلا مین۔ اونکی دلون کی مراوین برانے کو
 تھیں۔ آفتاب لب بام تھا اور ابھی غروب ہوا چاہتا تھا۔ نماز
 عصر کا وقت ہاتھ سے جا رہا تھا۔ مگر پانی کا کہین نام و نشان
 نظر نہ آتا تھا۔ حضرت نے مجھے اسی صحرائے بے پایان مین کھڑا
 کر کے خود تنہا گوشہ صحرائین میری آنکھوں سے اوچھل ہو گئے
 اور تھوڑی دیر کے بعد وضو سے فارغ ہو کر میرے پاس شریف
 لے آئے۔ اور جماعت سے نماز پڑھنے کے لئے سوائے میرے
 کسی کو نہ دیکھ کر میری طرف ملتفت ہو کر پوچھا کہ کیا تجھ کو وضو ہے
 مین نے کہا نہیں۔ آپ نے اپنی انگشت مبارک کے اشارہ سے
 فرمایا وہاں جا اور وضو کر کے حلد آ مین وہاں گیا۔ ایک ایسا چشمہ
 پایا کہ جسکا پانی نہایت شیرین اور نہایت لطیف تھا۔ مین نے
 ایسا پانی اس جہان مین کہین نہ دیکھا۔ غرض اس وقت مین وضو

کر کے وہاں سے چلا آیا اور حضرت کی متابعت میں نماز عصر پڑھی۔
 اسی اثناء میں حضرت کے خادموں اور ملازموں سے بہت سے
 آدمی تعاقب کئے اور جو بیان پہونچے۔ انہوں نے ہر چند بانی طلب کیا
 نہ پایا۔ اس چشمہ کو وہاں بہت ڈھونڈا مگر جیسا وہ پیدا ہو چکا
 ویسا ہی ناپید ہو گیا میں اس سے متحیر ہوا اور اسکو اس عالی صفات
 کے خوارق کرامات سے جانا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

گیارہویں حکایت

میرے حضرت والدہ بزرگوار کی شیخ احمد قدس اللہ سرہ سے نقل
 ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے حضرت قطب الراصلین بزرگوار کی خدمت میں
 بدرالدین قدس سرہ سے سنا اور یاد رکھا ہے۔ آپ فرماتے تھے
 کہ میں ایک روز جامع مسجد میں نایاب رہا تھا اور سر بسجودہ میں
 رکھ کر مولیٰ تعالیٰ سے رازہ نیاز میں مشغول تھا کہ ناگاہ ایک کوئچی
 عالم بالا سے میرے سجودہ گاہ کے آگے گری۔ اور ساتھ ہی حالت
 غیب نے ندادی۔ اور کہا کہ یہ میرے رزق کی کوئچی ہے۔ حضرت
 رزاق العباد نے اسکو تیرھوا لے کر لے کو فرمایا ہے۔ پس میں
 اسی وقت حضرت صمدیت کا شکر بجالایا اور کوئچی اٹھا کر اپنے
 نزدیک رکھی۔

حضرت جب تک زندہ رہے آپ وہ کوئچی اپنے ساتھ رکھا کرتے

تھے۔ جب آپ نے وفات فرمائی تو اسوقت اس کو نجی کی بہت تلاش کی سرچند و ٹھونڈہ مارا مگر کہیں بیتہ نہ لگا آخر نہ ملنی بہتی نہ ملی۔

واللہ اعلم بالصواب

بارہویں حکایت

حضرت قدوة الکاملین بندگی مخدوم شیخ بدرالدین قدس سرہ کے تمام صاحب زادوں سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ایک روز آنحضرت نے بزرگوں کا عرس کیا تھا اور کہا ناکیو اگر خاص و عام کی دعوت کی تھی چنانچہ اس وقت اکثر آدمی فقرا غلاما اور ہمشایخوں سے جمع آئے اور جو کچھ بچا ہوا موجود تھا کھا کر چلے گئے۔ اب اس طعام سے کہ یہ قدر بچا ہوا رکھا تھا کہ ناگاہ اس ولایت پناہ کے بڑے بہائی حضرت مخدوم المحدث بن بندگی مخدوم شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی قدس سرہ اپنے مریدوں اور مستقدون کی ایک جماعت کثیر کے ساتھ جو تعداد دین سنو سے بھی زیادہ تھے تشریف لائے۔ اس مخدوم کے خادم مسمی جمال الدین نے جنکے حوالے طعام و انتظام تقسیم طعام تھا حضرت کے پاس شکایت کی اور کہا کہ یا سیدی آدمی بہت آگے ہیں اور طعام اس قدر نہیں ہے کہ ان تمام کے لئے کافی ہو۔ اب مجلس بیٹھی ہوئی ہے اور صرف طعام کا انتظام ہے۔ کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ آپ

کیونکہ انتظام کیا جاوے اور ان سب لوگوں کو کہاں سے کہلا یا جاوے
یہ سنتے ہی آنحضرت خود باورچی خانہ میں تشریف لے آئے اور جو کچھ
بقیہ طعام موجود تھا وہ آپ نے اپنے نزدیک طلب فرمایا اور اوپر
اپنی چادر مبارک ڈھایا رکھی۔ بعد آپ نے اپنے دست مبارک سے
ہر ایک شخص کو تقسیم کے طور پر دو دو روٹیاں اور اس کے ساتھ
سالن رسم مقررہ کے مطابق دینا شروع کیا۔ غرض طعام تمام
لوگوں کے لئے کفایت کیا اور سب سیر ہو کر کھائے کسی کو کسی بونع
کی شکایت باقی نہ رہی جب سب کے سب کھانے سے فارغ ہوئے
تو آپ نے اوپر سے رومی مذکور اٹھا دی۔ میں نے اس وقت
دیکھا کہ ابھی وہ بقیہ طعام کا کچھ حصہ دون ہی موجود ہے۔ مجھے
بہت حیرت ہوئی۔ اور حاضرین سے ہر ایک شخص نے اس کام کو
مشاہدہ کیا سخت متعجب ہوا اور سب نے اس برکت کو اس والا
منقبت کے افاضت سے تصور کر کے اس صاحب اسرار کی ولایت
کا آثار کیا اور اس واقعہ کو آپ کی کرامت جانا۔ و بعد اعلم بالصواب
تیسرے مہینہ حکایت

سید حضرت والدہ بندگان شیخ احمد قدس اللہ سرہ سے
نقل ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ حضرت قطبی والدی بندگان محمد بن شیخ
بدوالدین قدس اللہ سرہ ہر روز اپنے دست مبارک سے

فقیروں کو روزی تقسیم کرتے ہر ایک فقیر کو آب و دو دو روٹیاں دیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ نے فقیروں میں روٹیاں تقسیم کرنے کو مجھے فرمایا۔ میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور جب فرمان روٹیاں تقسیم کیں۔ مگر بعضوں کو پہونچیں اور بعضوں کو نہیں۔ مجھ سے روٹیاں کا تقاضہ ہونے لگا۔ آپ روٹیاں اتنی باقی نہ تھیں جو مانگنے والوں میں پوری ہوتیں۔ میں نے مجبور ہو کر یہ شکایت حضرت کے پاس کی حقیقت حال کہہ سنائی اور کل کیفیت عیاں کی۔ حضرت یہ سن کر خود تشریف لائے اور جو روٹیاں میں نے فقیروں کو دی تھیں وہ سب اُن سے آپ نے واپس لے لیں اور میرا آپ نے اپنے دست مبارک سے تقسیم کے طور پر جیسا کہ میں نے تقسیم کیا تھا دینا شروع کیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ روٹیاں سب آدمیوں کو کفایت کیں کسی شخص کو نہ ملنے کی شکایت نہیں رہی۔ اور سب کو کامل طور پر تقسیم ہونے کے بعد ہی کچھ روٹیاں بچ رہیں۔ میں آپ کے اس فعل سے سخت متعجب و متحیر ہوا اور خجرات کر کے میں نے حضرت والد سے اسکا سبب پوچھا آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر سر شفقت سے مسکراتے ہوئے مجھے فرمایا کہ خاتونِ زوالمن نے اپنی عنایت و کرم کی مدد گاری سے میرے ہاتھ میں برکت رکھی ہے۔ جو چیزیں اپنے ہاتھ میں لیتا ہوں وہ فوراً دو جہذاں اور پھر اسکی مرعاعف ہو جاتی ہے۔

راوی مذکور فرماتے تھے کہ اس قطب الاولیاء نے اس واقعہ کے مانند کبھی بار مشاہدہ نہیں کیا ہے اور بار بار اس سے بڑھکر باتیں دیکھنے میں آئی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

نقل دیگر

میں نے جی حضرت شیخ ابراہیم قدس اللہ سرہ سے نقل کیا آپ فرماتے تھے کہ میں نے والدہ حضرت بندگی مخدوم شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہ ایک وقت چند درم دست مبارک میں لئے۔ اور دونوں ہاتھ ایک دوسرے کے ساتھ ملائے۔ میں نے دیکھا کہ وہ درم دو چند ہوئے اور میرا تعداد میں زیادہ ہونے لگا۔ یہاں تک کہ اس ولی ذوالجلال نے دونوں ہاتھ مالا مال ہو گئے اور اس حد تک افزون ہوئے کہ جب وہ دونوں ہاتھوں میں سمائی گئی گنجائش نہ رہی تو وہ زمین پر گرنے لگے۔ میں اس مشاہدہ سے متعجب و متحیر ہوا لیکن حضرت سے اسکا باعث پوچھنے کی جرأت نہ کر سکا۔

راویان مذکور کہتے تھے کہ ہم نے حضرت کو بہت دفعہ سنا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں میں برکت رکھی ہے۔ میں چوتھرا ہاتھ میں لیتا ہوں وہ اوس میں زیادتی کرتا ہے۔ وہ چوتھرا

اس قدر زیادہ بیوقوفی ہے کہ حد اندازہ سے تجاوز کر جاتی ہے یہ وہ سکا کر
ہے جو مجھے بچتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

چودھویں حکایت

قدوة الصالحین شیخ میر فتح علی خان مدرسہ شہسود پور سے نقل ہے۔
وہ کہتے تھے کہ ایک روز حضرت قطب الزمان بندگی میان شیخ بدر الدین
قدس سرہ العزیز بصورت تفریح اپنے مسافر خانہ پر جو برسہ بازار
میں کے نزدیک واقع ہے تشریف شریف از رانی فرمائی تھی۔ آپ
اتس رہا ط کے جو تہہ پر بیٹھ کر بازار کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ جب
میں نے وہاں حضرت کو دیکھا تو میں آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہو کر
بعد تفصیل اقدام بادب تمام بیٹھا اور اپنے دل میں کہا کہ حضرت نے کتنے
ایک مردمان در ماندگان کو ابراہیم قطب شاہ کے پاس تعینات کرا کر
انکی روزی مقرر کرا دی ہے۔ لیکن آپ نے کہی اپنی نظر کیمیا اثر میں
بندہ کہترین بر نہ ڈالی اور نہ خاطر خاطر (خوشبودار) اس فاقہ فقیر
کے استحقاق پر بندہ دل فرمائی۔ یہ خیال کر کے میں نے جابا کہ یہ نیا
اس عالم راز کی عالی خدمت میں پیش کروں اور کثرت عیال کی
مالت تنگی سہاں کی حقیقت۔ عاجزانہ حال و بیجاگی کی کیفیت اور شہو
روز فکر معیشت کی صعوبت آپ سے من عرض کروں۔ ابھی یہ
خطرہ تمامہ میرے دل میں خطور نہ کیا تھا کہ آپ نے قسم کھان روئے

بہارک میری طرف کیا اور اس کے قبل کہ میں کوئی لفظ زبان سے نکالوں
خود آپ نے زبان دربار گوہر شہار سے فرمایا کہ انشا اللہ تعالیٰ اوسکی توفیق
و یاری سے اگر اب کی دفعہ قطب شاہ سے ملاقات واقع ہوئی تو چھکو تعینات
کرا کہ چھ مقرر کرا دوں گا۔ یہ ستنے ہی میں متحیر ہوا اور اس قدوسہ لائقیا
کے صفائی باطن کی تصدیق کی اور ولایت کا اقرار کیا کیونکہ میں سمجھتا ہوں
تھا کہ میری اس نیت سے سوائے عالم الغیب حضرت حق سبحانہ تعالیٰ
کے کوئی بھی مطلع نہ ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب

پندرہویں حکایت

حضرت داؤد صاحبہ بی بی کمال منکوحہ حضرت قطب الشہرین
بندگی شیخ بدرالدین قدس اللہ سرہ سے اور نیز حضرت کے تمامی فرزندان
سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ جب شیخ لطف اللہ بن حضرت مخدوم
المنجاہیم بندگی شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی قدس اللہ سرہ العزیز
بہار ہوئے اور صاحب فرس ہو گئے تو حضرت شیخ بدرالدین قدس
اللہ سرہ اپنے برادر زادہ کی عیادت کو تشریف لے گئے اور جب آپ
سکان مین پہنچے تو ناگاہ شیخ لطف اللہ کی نیک بخت والدہ منکوحہ
حضرت مخدوم جی قدس اللہ سرہ آنحضرت کے نزدیک تشریف لائیں
اور بفرج داری کر کے کہا کہ میں نے ایک عجیب واقعہ دیکھا۔ یعنی خواب
میں یہ معلوم ہوا کہ مجھ کو ایک کہنے والے نے غیب سے خبر دی اور

اور انہار اس امر کا کیا کہ اگر شیخ بدر الدین تیسرے لڑکے کے لئے دعا کرے تو
ہر آئینہ اسکو صحت ہوگی اور اوسکے انفاس نفیس کی برکت سے شفا کے
کلی حاصل ہوگی۔ پس میں اوسی توقع پر آپ سے التجا کرتی ہوں کہ آپ براہ
کرم و رحم اپنا گوشہ خاطر فیض آثار اس کام کی طرف منقطع کریں اور
میرے فرزند کی صحت و روی مزاج کے لئے حق تعالیٰ کی عالی بارگاہ میں دعا
فرمائیں۔

حضرت نے بی بی کے کہنے کو بدل قبول نہ فرمایا اور سکان کو واپس
تشریف لائے۔ آپ فرماتے تھے کہ میں نے اس کام پر ملتفت ہو کر اور
اس امر پر دل رکھ کر دو گانہ کی ادائی کے لئے تیاری کوئی شرمع
کی۔ اس دو گانہ نماز کی تعلیم مجھے میرے والد حضرت بندگی مخدوم شیخ
محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ نے دی تھی اور تلقین کی تھی کہ
جو کام پیش آئے اور جو مشکل رونمائی کرے تو اس وقت اوسکی آسانی
کے لئے یہہ دو گانہ ادا کر کے درگاہ حجب الدعوات میں دعا کرے پس
میں نے چاہا کہ جو کام اب میرے درپیش ہے اوس کے لئے گزاروں
جب و خور کے دو گانہ مذکور کے ادا کرنے کا عزم کیا تو ناگاہ میں نے
دیوار خانہ سے ہندی زبان میں ایک آواز سنی کہ کھڑے یعنی مست کہ
بجز اس سننے کے افواج ہجوم میرے دلیر ہجوم کر آئے اور اہواج
ہجوم نے سوج زن ہو کر قلب میں طلاق و پریشانی پیدا کر دی غم و الم
غالب ہوا۔ اور یہ بات یقین ہوئی کہ اب اوسکی عمر تمام ہوئی اور حوال

قریب پہنچا ہے۔ خدا کے تعالیٰ اوسے دنیا میں رکھنا پسند چاہتا ہے۔
 اسی لئے مجھے اس کام سے منع فرمایا جاتا ہے۔ پس آپ نے اس مطلب کے
 کہ تقدیر اشارے کے طور پر ظاہر کیا اور معذرت کی آخر شیخ لطف اللہ
 مذکور علیہ رحمت اللہ اسی بیماری میں فوت ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ
 اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ط

حضرت شیخ فرماتے تھے کہ میں جس کام کے لئے یہ دو گانہ
 گزارنا چاہتا اگر وہ کام ہونے کا ہوتا تو مجھے اوسکے ادا کرنے میں کسی
 نفع کی سمیت نہ ہوتی وگرنہ شیخ کیا جاتا۔ واللہ اعلم بالصواب
سب لوہوں کی حکایت

میرے چچا حضرت شیخ محمد اور میرے والد حضرت شیخ احمد سے
 نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ حضرت والدی بندگی محمد دوم شیخ بدر الدین
 قدس سرہ کو ابراہیم قطب شاہ نے آپ کے قدوم فیض رزوم سے شرف
 ہو نیکی آرزو کر کے اپنے دار السلطنت کو لکھنؤ میں طلب کیا۔ آنحضرت
 اوسکی استعداد کو قبول فرما کر تشریف لے گئے۔ آپ نے چند دنوں
 تک وہیں اقامت کی۔ ایک رات ناگاہ امین خان تعجیل کمان و
 مضطرب و حیران حضرت کے پاس حاضر ہوئے۔ زمین خدمت کو
 بوسہ دیکر عرض کیا کہ حضرت بادشاہ نے تسلیم نیاز مندی اور تمام
 لوازم تعظیم و بندگی بجا لا کر خدمت فیض و رحمت میں بعد تجر و انکسار

گزارش کی ہے کہ محل میں ایک خواص عالم ہے اور وہ وضع محل کے قریب پہنچی ہے۔ چنانچہ زنانہ اندگان نے اطلاع دی ہے کہ حضرت کے تمام آثار ظاہر میں کوئی دم میں جسے گی اور بوج سے سبکدوش ہوگی۔ کل منجم یہ کہتے ہیں اور ان سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اندون میں دہائی روز منجوس ہیں بلکہ وہ خمس اکبر ہیں اگر اسی عرصہ میں فرزند پیدا ہو تو وہ ہمارے بادشاہ کی جان پر سخت گران ہوگا۔ بڑی مصیبت کا سامنا ہوگا اور ایک مصرت عظیم پیش آئیگی۔ اور پریشانی برپا ہوگی۔ اسلئے خدمت خدام عالیہ مقام خداوندی میں بعد از وفو و بکمال تمنا گزارش کی جاتی ہے کہ حضرت ایک نظر ترحم و کرم بحال استقبال فرما کر گوشہ خاطر فیض آثار اسکی طرف مبذول فرمائیں اور چونکہ حضرت بارگاہ صمدیت میں معروضہ کو پیش کرنے کی فضیلت رکھتے ہیں لہذا الطاف عظیم و نہایت اعطاف خداوندی سے امید کی جاتی ہے کہ حضرت دوا بجلال قادر پر کمال سے ایسی دعا فرمائیں کہ اوسکی ولادت متوقف ہو اور اوسکا جنم ان ایام نحوست میں انجام پذیر نہ ہو۔ حضرت یہ سن کر شاکہ ہوئے اور فرمایا کہ ہم عاجز بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بڑی قدرت والا ہے وہ جو چاہا کر سکتا ہے۔ اوسکی مشیت ایزدی میں کس طرح داخل دیا جاسکتا ہے وہ تمام چیزوں پر قدرت رکھتا ہے۔ جو کرنا چاہتا ہے اور جو بہتر سمجھتا ہے وہی کرتا ہے۔ ہم کیا اور ہماری حقیقت کیا ہم اوسکے عاجز اور تابع فرمان بندے ہیں۔ ہم کون اور کس شمار میں اور

کیا چیز ہیں کہ ہم سے ایسے کاموں کی خواہش کیجاتی ہے۔ اور ہمارا ہتھیار
 لیا جاتا ہے۔ بارے بہت گڑ گڑانے اور معذرت کرنے سے آپ اس کام
 کی طرف ملتفت ہوئے۔ نئے سرے سے وضو کیا۔ دو گانہ نماز پڑھی
 اسکے بعد سر سجدہ میں رکھ کر تمام نیاز حضرت کار ساز سے آپ نے
 درخواست کی۔ ایک عرصہ کے بعد خوش حالی سے سر اٹھا کر زبان
 دربار گوہر نثار سے فرمایا کہ تم اپنے بادشاہ کے پاس جا کر کہو کہ ولادت تو
 کی گئی اور عالم غیب لاریب سے مجھ کو یہ ندا بجارت عربی سنائی گئی کہ
 الولادۃ مستوفقتہ یعنی پیدائش پھیری ہوئی ہے۔ امین خان نے جبکہ
 عنقریب میں زچگی ہونے کی کیفیت سنی تھی حضرت کار ساز سنکر
 کہا کہ اگر ابھی زچگی نہ ہوئی ہوگی تو اس صورت میں بادشاہ سے
 یہ عرض کرونگا۔ یہ سنکر حضرت نے خود اس واقعہ کو دست مبارک
 سے تحریر کیا اور اوس میں یہ بھی لکھا کہ امین خان کو میرے قول پر اعتماد
 نہ تھا اوس نے اپنا شبہ ظاہر کیا تہا رفع شک کے لئے میں نے خود لکھا
 پس امین خان مذکور نے جا کر بادشاہ کی خدمت میں جو کچھ آنحضرت نے
 فرمایا تھا عرض کیا۔ اسی وقت محل میں خبر لی گئی معلوم ہوا کہ ورژہ
 فرود ہوا اور زچگی مستوفقت ہوئی۔

ایام نحوست کے اختتام کے بعد کئی دن گزر گئے مگر ولادت
 وقوع میں نہ آئی۔ پس بادشاہ نے امین خان کو کہے پہر حضرت کی خدمت
 میں بھیجا یا کہ اب کچھ ایسا کیا جائے کہ زچگی واقع ہو۔ حضرت شیخ نے

کوئی چیز یہ ہر عالم کو کہلانے کو دی۔ بجز وہاں کے خالق العباد کے حکم سے
اوسے فرزند نرینہ جنا۔ اس سے سب خوشحالی ہوئے حضرت سے
اس جرات کی معافی چاہی اور بہت استغفار کیا اور آپ کے ولایت
کی تصدیق کی اور اقرار کیا۔ واللہ اعلم بالصواب

شروین حکایت

حضرت جدی بندگی مخدوم شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہ کے
تمام فرزندوں اور ملازمین سے نقل ہے۔ وہ کہتے تھے کہ ابراہیم شاہ
کے پاس رافضی بہت جمع تھے ایک دفعہ انہوں نے بادشاہ سے
کہا کہ شیخ بدر الدین ان یامین مقتدا سے اہل اسلام میں اگر وہ ہمارے
مذہب اختیار کر لیں تو بہت سی مخلوق انکی تابع ہوگی۔ چنانچہ انہوں
نے اس سے اتفاق کر کے مقررہ رسم کے مطابق کاغذ لکھا اور انحضرت
والدہ منقبت کے بلا لاسنے کے لئے قاصد کو روانہ کیا۔ حضرت کے مریدوں
اور مستفدون سے چند آدمیوں نے جو وہاں حاضر تھے اس واقعہ
سے وقوف پا کر صورت حال آنحضرت کی خدمت میں لکھنے بھیجی۔ جب
حضرت نے حقیقت حال سے اطلاع پائی تو متفکر ہو کر آپ نے حضرت
سلطان الادب قطب الارض والسماء محبوب سبحانی بندگی سید
محمی الدین ابی محمد السید عبدالقادر الحسنی الحسینی الجعفری البیہدانی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه عنہا کی طرف ٹوٹھ کی۔

آپ فرماتے تھے کہ میں نے اسی رات حضرت غوث پاک کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے زبان مبارک سے مجھ کو فرمایا اے فرزند جاوید کہ جو دل میں نہ لا اور کسی طرح کا مضائقہ و ملاحظہ خاطر مبارک میں نہ کر۔ وہ میری تیری نسبت ناجائز جرات نہ کر سکیں گے اور جنہوں نے کہ تجھ بلایا ہے وہ مجھ کو وزیران کا رہو کہ منہ چپائیں گے۔ تجھ سے کلام تک نہ کر سکیں گے۔ بس اس بشارت سے حضرت خوش حال ہوئے اور فارغ البال ہو کر آپ کو گلہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب قطب شاہ نے آپ کے تشریف آوری کی خبر سنی تو خود ہستقبال کے لئے پیش آکر شہر میں لے گیا اور شرف بساط بوسی سے مشرف ہو کر بادب تمام و توجہ تمام پیشا۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے ایسی ہیبت و دہشت اوسکے دل میں ڈالی کہ اوس میں ہلکا سا کان نہ رہا اور جرات کہ سوچ رکھتی تھی اسکو ہرگز زبان پر لانہ سکا۔ ان روغن نے ہر چند جدوجہد کی اور اوس بات کے پیش کرنے کی اشارت بھی کی مگر اوسنے اوتکو منع کیا اور تہمت و تہدید کی۔ اور حضرت کو نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ واپس کیا۔

دوسری نقل

راویان مذکور سے اس طرح منقول ہے کہ ایک دوسرے وقت قطب شاہ کے ارکان دولت و اعیان مملکت نے جو اکابر و افاضل تھے۔ قطب شاہ کو کہہ کیا کہ شیخ بدر الدین

مرجع علمائے نامہ دار و خلافت فضلہ کے روزگار میں اور تمام علوم میں مہار تمام رکھتے ہیں۔ اور زمانہ میں بے مثل سمجھے جاتے ہیں۔ اور خواجگی شیخ بھی اس ملک کے پیشوا سے دانشمندان ہیں اگر ان دونوں حضرات کے درمیان مباحثہ ہو تو اونکی فضیلت میں امتیاز کیا جائیگا۔ اور ہر ایک کی علمیت میں سوا و حوصلہ مفہوم و معلوم ہوگا۔ پس وہ اس بات کو قرار دیکر اس قطب الابرار کی خدمت میں آئے۔ اور شیخ خواجہ کو بھی طلب کیا جب وہ آئے تو ان سب سے منعکرا کو تعظیم دی۔ حضرت کے روئے مبارک میرا انکی نظر پڑے ہی فوراً ایسی ہیبت انکے دل پر وارد ہوئی کہ وہ اپنے سے گزر گئے حضرت کے تمام مریضوں اور معتقدوں کے مانند براؤں سے ادب سرنگون ہو کر بیٹھ رہے۔ اور مباحثہ و مکالمہ کے خیال سے جو ایک رسالے لیتے آئے تھے وہ ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑا۔ جب ہمارے حضرت شیخ نے دیکھا تو فرمایا کہ یہ رسالہ کیسا اچھا ہے۔ اور ہر لانا ذرا میں بھی دیکھوں۔ حضرت نے ہر چند طلب کیا مگر انہوں نے پیش نہ کیا اور غدر کر کے کہا کہ یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو بارگاہ والا میں گزرائی جائے۔ پس ایک ساعت تک بیٹھ کر وہ واپس گئے۔ قطب شاہ اور تمام حاضرین اس امر کے مشاہدہ سے متعجب و تعجب ہوئے اور اسکو ایک عین فیض و لایت جانا۔

واللہ اعلم بالصواب

اسٹاروین حکایت

یہ حکایت اس صاحب حالات و احوالات
 کے بعض واقعات اور حالات پر
 جو آپ کے ایام مرض موت میں پیشابہ
 کئے گئے اور ان افعال و اقوال اور ان
 صورت و سیرت پر جو آپ سے اخلاقاً
 و اشفاقاً ظہور میں آئے مشتمل ہے

حضرت کے فرزندوں - مریدوں - معتقدوں - ملازمین
 اور نیز آپ کے خاندان ملائک اشیاء کے کل اہالی کو اس بات سے
 کامل اطلاع تھی وہ اسطرہ بیان کرتے تھے کہ جس مرض سے حضرت
 انتقال فرمایا اسی مرض کے شروع ایام میں غلبہ برودت سے

جند روز تک آپ کو نقل نشان اس حد تک لاحق ہوا کہ آپ بات نہ کر سکتے تھے۔ مگر جو کچھ آپ کا روزانہ وظیفہ تھا اس کو آپ بغیر مرنے کے بلا ملاحظہ پڑھتے تھے۔ اور قرأت صلوٰۃ اور بزرگوں کی فاتحہ خوانی میں آپ کو کوئی نقصان و رکاوٹ نہ پیش آتی تھی۔ آپ صاف صاف پڑھ لیا کرتے تھے ضعف جسمی آپ کو اس حد لاحق ہوا تھا کہ آپ کسی کی معاونت کے بغیر اٹھ نہ سکتے تھے۔ لیکن جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ دوسرے کی بلا استعانت اٹھ بیٹھتے اور اس تخت پر جو آپ کے تخت کے قریب نماز کے لیے لگایا گیا تھا تشریف لاتے اور نماز ادا کرتے۔ اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو جیسا کہ اٹھتے تھے ویسا آپ اٹھ کر اپنے آرام گاہ کو جا سکتے تھے۔ یہاں تک کہ آدمی اٹھالائے اور آپ تکلیف سہلشتے۔ جو لوگ آپ کی اس حالت کو دیکھتے وہ تعجب کرتے تھے اور اس کو آپ کی قوت شوقیہ قلبیہ تصور کرتے تھے۔

میں نے حضرت مولد بندگی شیخ احمد فرماتے تھے کہ جیسا کہ میری قدیم عادت تھی کہ میں حضرت کی خدمت میں ہر روز جایا کرتا تھا۔ اسی عادت کے مطابق میں حضرت کے پاس گیا آپ اسی مرض میں مبتلا تھے جب آپ نے مجھے دیکھا تو زبان دربار گوہر ثنائی سے فرمایا

کہ مجھ کو اس وقت بارگاہِ صمدیت سے گویا نئی عطا ہوئی ہے۔ اگرچہ مجھ میں یہ طاقت مطلق نہ تھی مگر اب مجھے اس دولت سے سرفراز کی ملی ہے۔ پس میں نے یہ شکر اپنا دامن پہیلایا اور فاتحہ پڑھی۔ حضرت شیخ احمد نے شیخ محمد تنہوری کے خط میں اس واقعہ کو لکھا تھا۔ چنانچہ اسے اس فقیر نے دیکھا اور راوی مذکور کی زبان ہی سنا تھا۔

غرض جس روز حضرت اس عالم سے تشریف لے جانے والے تھے اوسی روز آپ نے اپنے کل فرزندوں۔ قرابت داروں مریدوں۔ معتقدوں اور تمام اہالی خانہ کو جمع کر کے خود زبانِ فصیح البیان سے فرمایا۔ اس بات کو جانو اور آگاہ رہو کہ آج کا دن تیسرا دن ہے کہ میری حیات تمام ہوئی یعنی ان تین روز کے قبل ہی میری عمر انصرام کو پہنچ چکی۔ مگر ان ٹکوائد تین روز کے لئے میں نے حق تعالیٰ سے درخواست کی اور زندگی نبی پائی تاکہ ان ایام میں میں اپنے بقیہ اور اہتمام کروں اور وصیت ضروری تمکو بحال لاؤں یہ کہہ کر آپ نے مجھے فرمایا کہ ان ایام میں کسی خاص وعام سے میں کارہائے دنیوی میں مشغول نہیں ہوا اور نہ از کار زبانی کے بغیر کوئی حرف دیگر زبان پر لایا۔ پس اس کے بعد آپ نے اپنے فرزندوں میں سے ہر ایک کو نہتِ قادریہ دی۔ اجازتِ مطلقہ عطا کی اور خرقہ خلافت پہنایا۔ چنانچہ اپنے فرزند بزرگ شیخ محمد

جو آپ نے خرقہ خلافت پہنانے کے بعد وہ فرمان اور وہ دستار جو آپ کے والد قدس اللہ سرہ العزیز سے آپ کو پہنچائی تھی غایت فرمائی۔ دوسرے زید شیخ احمد کو خرقہ خلافت دیا اور حضرت شیخنا قطب الاولیا محبوب سبحانی کی سید عبد القادر الحسینی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاه معنویات کی کتاب عطا فرمائی اور خرقہ کی اسناد بھی لکھ کر دی۔ تیسرے زید شیخ ابراہیم کو خرقہ خلافت پہنا کر کتاب مکملہ فارسی حرمت فرمائی۔ چوتھے زید شیخ علی کو خرقہ خلافت دیکر کتاب خلاصۃ المفاحر بخشا۔ اس میں مولف کتاب ہذا کو اگرچہ آپ نے پیشتر ہی دولت ارادت سے شرف کے دست مبارک سے فرید فرمایا تھا۔ مگر اس موقع پر بھی خاطر خاطر میں آ کر میں اس کترین کا خیال فرما کر آپ نے حضور فایض النور طلب کیا اور نظر عنایت سے منظور و سرفراز فرمایا۔ وہ دستار جو حضرت ذی ایمن ہر مبارک پہنچائی تھی آپ نے نکال کر بندہ کے سر پر دست مبارک سے رکھی اور خرقہ خلافت پہنا کر تفسیر بیضاوی عطا کی اس کے بعد فرمایا کہ میں اپنے والد بزرگوار کی طرف سے مامور اور انکا محکوم رہا ہوں۔ رقی پران تمام لوگوں کو اجازت دیتا ہوں اور انہیں مجاز مطلق گروا تھا۔ اس وقت یہ فقیر مولف کم سن تھا۔

شاہ عالم ابن شیخ عبد اللہ بن حضرت شیخ اسماعیل رحمہ اللہ حضرت کے دوست تھے۔ یہی خرقہ خلافت پہنایا گیا اور شیخ محمد بن شیخ نظام ہتھوری حانظ جمال الدین کو بھی آپ نے خرقہ خلافت پہنا کر خلافت دی۔ اس کو تین

لوگوں کو آپ نے خلافت دی تھی اُن میں فقیر محمد بہتوطن پللیار اور سب
 عبدالقادر تھے۔ انکے علاوہ آپ کے اور خلیفہ بھی تھے۔
 آپ نے تمام فرزندوں کی طرف مخاطب ہو کر انکو نصیحت فرمائی کہ سب
 آپس میں متفق رہیں اور اپنی والدہ کے حکم کے ہر حال میں تابع رہیں۔
 جادہ شرع پرست قیامت کر کے میری سیرت پر رہیں۔ اور میری روشنی
 چلین جیسا کہ مجھے دیکھا اور سنا ہے۔ خانقاہ کا دروازہ کھلا رکھیں اور
 فقیروں اور آنے جانے والوں کی خدمت بجالائیں۔ پیروں اور بزرگوں
 کے اعزاز نافہ نہ ہونے دیں۔ میرے حضرت والد قدس سرہ کے
 روضہ متبرکہ کی مثولی گری جو حضرت سے مجھے پہنچی تھی میں نے اپنے
 فرزند شیخ احمد کے تفویض کی۔ وہ آئندہ اوسے کے تفویض رہے۔
 اور روضہ مقدسہ کی خدمت کرنے کے لئے تاکید بھی فرمائی۔ اور آپ نے
 یہ بھی فرمایا کہ آنحضرت قدس اللہ سرہ کی خدمت کی برکت سے میں
 اس درجہ کو پہنچا اور اس قدر مرتبہ پایا۔ پس تم میں سے جو کوئی دلہا
 سے اور حسن و خوبی سے خدمت کریگا اور اس کام میں اپنی پیش
 قدمی ظاہر کریگا اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کما حقہ حق خدمت بجالایگا
 تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ ضرور دولت عظیم اور مقام بزرگ کو پہنچے گا۔
 پس یہ کہہ کر آپ نے سب سے روئے مبارک پھیرا اور یاد حق میں مشغول
 ہوئے۔ ہاتھ میں تسبیح پھیرتے ہوئے زبان سے اللہ اللہ کہنے
 لگے میں نے دیکھا کہ عین وقت وصال پر دست مبارک میں تسبیح گراؤں

ہمالی دشمنوں پر عالم بالا اور ذکر الہی میں زبان گویان ہی چنانچہ اسی
 میں میرے دیکتے ہی دیکتے آپکا طائر روح پر فتوح اس تنگنائی فانی سے
 بہت سرائے جاودانی کی طرف پرواز کر گیا بقتضائے الموت جسوعی
 جلیب الی الجلیب (موت پل ہے پونچا تاہے دوست کو دوست
 کی طرف) طالب و مطلوب مل گئے دوست کا دوست سے وصال ہو گیا
 انا لله وانا الیہ راجعون ط

(اس واقعہ جان فرسا سے آپ کے تمام معتقدون - مریدون اور
 زندون پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا - ماتم برپا ہوا - حضرت کی مفارقت
 سب بیتاب و بیقرار ہو گئے - ہمارے جذالی بھی کیا بری چیز ہے - مجھ کو
 مقدار صد مہ ہوتا ہے - شیدا یوں کی غم میں کیسی دردناک حالت
 ہوتی ہے - بارے تعالیٰ سے آپکا وصال ہوتے ہی ادھر کھرام حیا -
 زار زار رونے لگے سر پیٹے ہوئے واویلا ووا حسرتا کہتے تھے
 یہ حسرت سے انکے آنسو کی چھڑی تھم تی نہ تھی - غم بھر نے شیدا کو
 دلوں کو یا شش یا شش کر دیا تھا - جہون کے سینہ پر درد سے آہ و بکا
 لہو فریاد کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں وہ آہ جگر سوز بھر کر کہتے تھے کہ فوس
 فوس صد ہزار فوس کہ ہمارے شیخ بدر الدین قطب زمان ہم سے
 رگے - ہمیں غم و الم میں چھوڑ گئے - آج اوس ماہ تابان نے اہنامنہ ابر
 چھایا ہمارے اب ہم کس اندھیرے میں کہاں کہاں ہو کر مین کہاتے
 ہر گئے - اب ہمیں کون روشنی دکھائی گا - ہمارے راہ نمائی کون کریگا -

ہم راہ خدا کے راہ رواں آفتاب ہدایت کی نیلے کے بغیر سر منزل مقصود پر
معبود کو کیونکر پہنچ سکیں گے۔ بیچ اس قدر غالب تھا کہ سب ہر دم آنسو بہاتے
تھے۔ انکے غم کی کوئی انتہا نہ تھی آخر انہوں نے تضا پر رضا ہر حال میں
لازم جان کر صبر و شکیب اختیار کیا۔ اور تجھیز و تکفین میں مشغول ہوئے اور
جائے مناسب دیکر وہاں آپ کو دفن کیا۔

استقال کے چہ پہلے بعد بعض فرزندوں اور مریدوں کے خواب میں
رونق بخش ہو کر آپ نے اُسے فرمایا کہ جس جگہ تم نے مجھے دفن کیا ہے
وہ جگہ خوب نہیں ہے۔ وہاں پانی موجود ہے۔ آپ نے وہاں سے
نکال کر کسی دوسری جگہ دفن کر دو۔ جب آپ کے فرزندوں اور مریدوں نے
یہ خواب سنا تو اس پر کچھ علاوہ اسکے اور لوگوں سے بھی یہی کیفیت مکرر
ہوتی تو وہ سب متحیر و متفکر ہوئے۔ آخر امر حبیب متفق ہو کر اس کام کے اہتمام
کی دلیریاں کی اور آنحضرت قدس اللہ سرہ العزیز کے ستر کے انکشاف کی
جرات کی۔ اور جاننا کہ کس طرح پہلے حقیقت حال معلوم کریں۔ اور قبر کو نکال
دیکھیں کہ کیا کیفیت ہے۔ بارہویہ ہمت کر کے انہیں مایہ ناز مبارک سے ایک
پتھر سرکاریا۔ تو دیکھا کہ قبر بانی سے بہری ہوئی ہے۔ جیسا کہ اس کی
ذوالجلال نے اُن لوگوں کے خواب میں فرمایا تھا۔ پس کل مقتدون۔ مرید
اور فرزندوں نے فی الفور بانی نکال کر دیکھا تو آنحضرت کا وجود مبارک جیسا
تھا ویسا ہی تھا اور سین ذرا بھی بغیر نہ ہوا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ
گندہ آپ کو آج ہی دفن کیا ہے۔ اللھم صلی علیٰ مسیحنا محمد و

آل سیدنا محمد، وولدہ الشریف ابی محمد المحمود عبہ القادر المجبوب لبذل
 سلام ملک وعلی آئید واصلی باد وبارک و سلم۔
 حضرت کے مخالفین میں سے ایک شخص نے از روئے امتحان
 اپنے نامہ وار طالع کی شومی سے ترکیب بے ادبی کا ہو کر آپ کی ڈاڑھی مبارک کا
 مال لیکر کہہ بیٹھا مگر وہ آپ کے وجود باوجود سے ہزر گردانہ ہوا۔ اس وقت سے
 درنا سبھارا اس فعل ناکردنی کے شومیت سے انواع بلیات و اقسام آفات میں
 مبتلا و گرفتار ہوا۔ یہاں تک کہ اوسکا بدن سے بدتر حال ہو گیا آخر ناچار ہو کر
 اوس نے عجز و بیجا رگی اور بہت گریہ و زاری ظاہر کی اور گڑ گڑا کہ سر ار تو شفعا
 و سناجات کی توجہ کہیں بلا سے اوسے ربائی پائی اور آفت سے بدقت
 چھوٹا۔ سب لوگوں نے حضرت کو اس قبر سے نکال کر جس جگہ کہ اب روضہ تہرہ
 واقع ہے وہاں آیکو دفن کیا۔

بہت سے آدمیوں سے روایت ہے کہ حضرت ہر رات قبر مقدس
 پر آکر میہ کرتے ہیں جیسا کہ حیات میں اسل دارالفتا میں آپ کی عادت
 تھی۔ آپ ہمیشہ زندگی میں طواف کرتے اور فاتحہ دیتے پھرتے تھے۔ بار بار
 فرمایا ہے مشاہدہ و معائنہ ہوا ہے اور جو شخص شب میں اس جگہ

پہلی نقل

میان حسن مہدی سے میں نے سنا ہے۔ یہ صاحب صنالحون
 سے تھے اور یہ چند روز کے لئے آنحضرت کے روضہ مبارک کی حجازی
 خدمت ادا کرنے کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ میں ہر

آنحضرت کے قبر مبارک پر سے غلاف علیحدہ کر لیا کرنا اور جب صبح ہوئی تو پھر قبر مبارک پر پہنچا دیا کرتا تھا۔ ایک روز ظہر کے وقت میں روضہ منبر کے مین چلا آیا ناگاہ میں نے ایک مرد کو نزدیک قبر کے کھڑا ہوا دیکھا او سکا نورانی چہرہ مثل مادی نابان کے چمک رہا تھا۔ نہایت صاف و پاکیزہ پیراہن او س کے زیب جسم تھا اور سر پر دستار بند ہی تھی۔ میں او س کو اس مقدس وضع میں دیکھ کر ہنچکا اور لرزان و حیران تھا کہ یا الہی یہ کون آدمی ہے۔ اور اس قدر دہشت او سکی میرے دل پر غالب ہوئی کہ میں نے وہاں سے بھاگ جانا چاہا اور اسی غرض سے پیچھے ہٹتا ہی تھا کہ او س نے آواز دی کہ کیوں واپس چلا آئے اندر آ اور دل میں کچھ خوف نہ کر۔ میں اس مرد کا صاحب ہوں اور اس مقبرہ کا والی شیخ بدر الدین میں ہی ہوں۔ تو خیال رکھو میں تجھے ناکر کہتا ہوں کہ بار دیگر میری قبر سے غلاف علیحدہ نہ کیا کر ضبط آدھی کو اس کی زیبائش اور ستر پوشی کے لئے لباس ہے اسید طرح قبر کے لئے غلاف او س کا پیراہن ہے۔ اور اس کو بالکل ایسا ہی جانا چاہئے۔ آپ یہ کلمات فرما کر وہاں سے غائب ہوئے اور میری نظر سے پوشیدہ ہو گئے پہلے تو میں آپ کے جلال چہان تائب کے دیکھنے سے شدید رنجیا اور آپ کے خوف فرمانے پر بہت متعجب و متحیر ہوا مگر بعد میں میں اپنی خوش قسمت نمازان اور شادمان تھا کہ او س قطب البرکۃ ویدار حضرت آمار سے مشرف سکا موقع ملا اور خدا کے توانا و برتر نے آپ کے شرف دیدار مبارک سے مجھے سرفراز فرمایا۔ اے ان اولیاء اللہ کا یہ مولود جلیق

عن دار الی حرامی ط (یعنی خیر دار اولیاء اللہ نہیں مرتے ہیں بلکہ نقل
 مکان کرتے ہیں ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف -)
 میں نے اس آیت کو یقین جانا اور اپنی آنکھوں سے دیکھ کر معلوم کیا
 کہ آنحضرت اشرف شرفائے روزگار سے تھے - آپ اپنے والد بزرگوار
 صاحب اسرار قدس اللہ سرہ الغریز کے پاس بڑی قدر و منزلت رکھتے
 تھے۔ چنانچہ آپ کے برادر بزرگ حضرت بندگانِ مخدوم شیخ ابراہیم المعروف
 بمخدوم جی قدس اللہ سرہ فرماتے تھے کہ ہم تمام حضرت قطبی شیخ محمد
 قدس اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں اور شیخ بدر الدین بھی اگرچہ ہمارے برابر آپ کے
 فرزند ہیں مگر وہ آپ کے بار خانی و محبوب روحانی ہیں۔ حضرت شیخ بدر الدین
 قدس اللہ سرہ الغریز کے بہائیوں میں سے کسی صاحب کو اگر کوئی مشکل
 کام پیش آتا اور کوئی بھیم عظیم صورت دکھاتی تو اسکے بارہ میں وہ اپنے والد
 بزرگوار صاحب اسرار سے استفسار کرنا چاہتے اور آپ کی رضا کو ہر حالت
 میں مقدم و تبرک مانگ کر پیش قدمی اور اسکی انصاف دینے کا قصد کرتے
 تو وہ حضرت شیخ بدر الدین کو کہتے کہ آپ حضرت کی خدمت میں عرض کر کے
 جواب سے مطلع کریں۔ اس پر آپ اپنے حضرت والد بزرگوار صاحب
 اسرار کی خدمت فیصد رجت میں حاضر ہو کر عرض گزارتے اور آپ سے
 اسکا جواب حاصل کر کے جنہوں نے استفسار کیا تھا انکو پہونچا دیتے
 چنانچہ حضرت شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ الغریز کی زندگی
 میں آپ کے سب صاحب زادوں نے یہی طریقہ جاری رکھا۔ کوئی بات

وہ حضرت سے دو بدو عرض نہ کر سکتے اور ادب کے لحاظ سے کلمہ و کلام کی حرات
 ہرگز نہ کرتے تھے۔ اور حضرت کے انتقال کے بعد بھی یہی طریقہ جاری تھا۔
 جب کسی کو کوئی کار دشوار پیش آتا تو وہ حضرت شیخ بدر الدین قدس اللہ
 سرہ العزیز سے کہتے آپ روضہ مقدسہ میں جا کر قبر مبارک پر سر پر رکھکے
 عرض کرتے اور وہاں سے جو جواب سنائی دیتا وہ آپ مستفسر صاحب کو
 سنادیتے جیسا زندگی میں آن حضرت آپ کو عزیز رکھتے تھے ویسا ہی
 بعد انتقال آپ کے کہنے کو سنتے اور آپ کے کاموں میں آپ کو تائید دیتے
 تھے۔

دوسری نقل

حضرت بندگی مخدوم شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہ سے منقول ہے
 آپ فرماتے تھے کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ہمایرے میرے
 سایہ کیا ہوا ہے۔ جب یوں علی الصبح نیند سے بیدار ہوا تو نماز اور
 وظیفہ سے فارغ ہو کر اپنے والد حضرت قطب الان قطاب منظر اسرار
 ربانی مسجد رانوار سجانی ابی الفتح شمس الدین شیخ محمد الشرف القادری
 الملتانی قدس اللہ سرہ کی خدمت فیض رحمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ
 رات خواب میں دیکھا تھا مفصل عرض کیا۔ اس وقت میرے پرے
 بہائی قشرب الانام مرشد الکریم مخدوم الحاج احمد بندگی شیخ ابراہیم المعروف
 بمخدوم حمی قدس اللہ سرہ وہاں حاضر تھے۔ جب آپ نے یہ میرا

غراب بسنا تو اس کے قبل کہ میرے حضرت والدہ گوار قدس اللہ سرہ
 ہونے لگاؤ سبکی تعبیر کے متعلق کچھ زبان گوہر نشان سے فرمایا کہ
 بادشاہان اور سلاطین زمان تمہارے مطیع و منقاد ہونگے۔ اس کے
 بعد میرے حضرت والد نے ہی مندرمایا کہ اب جو کچھ تعبیر کی متعلق خود
 نے کہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہی واقع ہوگا۔ چنانچہ آخر ویسا ہی ہو کر رہا۔
 دکن کے تمام سلاطین حضرت بدر الدین قدس اللہ سرہ العزیز
 کے مطیع و فرمان بردار خادم و بندہ بنے و رہ گئے۔ آپ اونسے جو کچھ
 ارشاد فرماتے وہ اوسی وقت بسر و چشم و بجان و دل اوسکو بجالاتے
 ایک قبیہ داری کو اپنی عین سرفرازی و سعادت مندی تصور کرتے اور پیشہ
 آپ کے فرمان پر سر تسلیم خم کرتے اور آپ کی پیروی میں سرگرم رہتے
 تھے۔ انہیں صدق و حقیقت سے ہر وقت یہی تمنا رہتی تھی کہ کس طرح
 حضرت کی علاقہ کی کائنات حاصل ہو اور آپ کی دعائے بے ریا سے انکا
 مطلب پورا ہو۔ چنانچہ کئی ایک سلاطین آپ ہی کی بدولت اپنی مراد
 دی کو پہونچے۔ اور ارادت بجالا کر زمرہ معتقدین میں شریک ہو گئے۔
 آپ کی نسبت حضرت کا فرمانا تحقیق و تصدیق کو پونجا۔

آپکا مدد و چہرہ نہایت نورانی تھا۔ آپ نہایت وجیہ اور شان دار
 تھے۔ آثار شان و عظمت جن میں اعلیٰ سے ظاہر تھے اور صورت سے نور
 برستا تھا۔ آپ کی وجاہت و شوکت کسی میں نہ تھی۔ آپ انتہا درجہ
 کے خلیق تھے۔ آپ ہر ایک سے نہایت ملامت و شیریں کلامی

سے پیش آتے تھے۔ جو آپ کی گفتگو سننا وہ ہزار جان ہے آپ پر سے
تصدق ہوتا تھا۔ حضرت پیغمبر خدا سر دار دو جہان۔ جہاد ہی پر
عرفان علیہ الوفاء التحیۃ والنساع (ہزاروں سلام اور درود
ہوں انیس) کے اخلاق سے آپ کے اخلاق مقبس تھے۔ اور آپ مخلوق
با اخلاق اللہ تعالیٰ اتمام۔ (عادت کروا اللہ تعالیٰ کی تمام عادتوں پر) کے
مطابق تھے۔ آپ میں بہت سی عمدہ باتیں تھیں۔ آپ کے اخلاق حمیدہ
و اوصاف پسندیدہ زبان زد عوام تھے۔ سب چھوٹے بڑے آپ سے
خوش رہا کرتے اور ایکو نہایت قدر و منزلت اور نظر و تفت سے دیکھتے تھے
حالانکہ آپ میں استقدر عزم و جلال اور فضل و کمال تھا کہ جسکی انتہا نہیں
مگر باوصف ان اوصاف عظیمانہ کے آپ ہر ایک چھوٹے بڑے اور مسکین
و فقیر سے صحبت رکھتے سب کے ساتھ نہایت تواضع اور اخلاق سے پیش آتے
اور کسی کو کسی صورت میں رنجیدہ خاطر نہ کرتے تھے۔ آپ کا ہر ایک ملازم یہ
سمجھتا تھا کہ حضرت کے اطاعت مجھ ہی پر زیادہ ہیں۔ حضرت مجھ پر نہایت
مہربان ہیں اور جو کرم فرمائی و بندہ نوازی آپ کی میرے حال سے وہ دوسرے
پر نہیں۔ ہر ایک شخص ہی گمان کرتا تھا اور دل میں خوش ہوتا تھا کہ
یوچھو وہ اپنی ہی گستاخا غرض سب ملازمین کا یہی حال تھا۔

آپ سادات کی نہایت تعظیم و تکریم کیا کرتے۔ فقیر و ن اور عربوں کی
خدمت حسن و خوبی اور نہایت خلق و دلجوئی سے بجالاتے۔ انکی بد خوئی پر
بہت صبر کرتے اور ہر خداوند سے ناسرا رکھتین واقع ہوتین مگر آپ ہر حالت

میں تھکی سے کام لیتے تھے۔ چنانچہ آپ کے برداشت و صبر و تواضع کی ایک نئی
بیان کی جاتی ہے۔

تیسری نقل

ایک روز ایک مجمع کثیر میں آپ تشریف فرما تھے۔ بہت سے مرید اور
فقیر آپ کے آس پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ جو شخص آپ سے جس بات کا سوال
کرتا تھا آپ اس کی طرف مخاطب و ملتفت ہو کر اس کی درخواست کی تعمیل کرنے اور
مزید اہتمام کے لئے ارشاد فرمانے میں مشغول تھے کہ ایک فقیر شوریدہ حال و یریشاں
بال نے آپ پر نہایت وحشیانہ طرح سے حملہ آور ہوا۔ اس نے بیان سے چہرہ کینچی
ایک ہاتھ آپ کے گریبان میں ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے چہرہ آپ کے سینہ
پر کینچہ بھاڑ کر پر رکھا۔ یہ حالت دیکھ کر آپ کے فدائی جواہر وقت آپ کی خدمت
مبارک میں حاضر تھے اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ پر ناحق اس کی یہ زیادتی دیکھ کر
اوس نے برداشت نہ ہو سکی۔ وہ سب کے سب سخت مشغوش و براغ و خستہ ہو کر
اوس سے انتقام لینے پر آمادہ ہوئے۔ مگر حضرت نے اون سب لوگوں کو
منع کیا اور اوس سے انتقام لینے سے باز رکھا۔ حکم الہی پر راضی ہو کر اوس وقت
آپ نے اپنا سر تسلیم اوس کے آگے پیش کیا اور فرمایا کہ یہ سر حاضر ہے تو جو چاہتا
ہے کر میں بخوشی راضی ہوں۔

اللہ رب العزت نے جان پر قربان رہی ہے یہ آپ فرماتے ہیں کہ تو جو چاہتا
ہے کر میں راضی ہوں۔ اپنی جان جانے کی پروا نہیں مگر دوسرے کی

آرزو پوری کرنے کا خیال ہو رہا ہے اور لوگوں کو منع کیا جاتا ہے کہ اوس سے
 بکشم نہ بولیں اگر اسے جان لینا ہی منظور ہے تو خیر یہ جان مستحقِ راحۂ جہنم
 ہی مگر ایک بندہ خدا کے دل کی آرزو تو پوری ہوگی۔ اللہ اکبر کہان تک بندہ
 خدا کا آپ کو لحاظ منظور تھا اور خدا نے تعالیٰ کی قضاء پر کس قدر آیت ثابت قدم ہے
 جب اوس فقیر نے ایک ایسا وار مردانہ برتاؤ دیکھا تو فی الفور ہاتھ سے
 چہرہ پسینک کر آپ کے پاسے مبارک پرگرا اور جوشِ محبت و جذبہ الفت سے اپنی
 آنکھیں کف پاسے ملنے لگا کہ کسکی مجال ہے جو خباب سے حرکت نہ جائز کرے۔
 کس کی قدرت ہے جو نظرِ نادرجب سے دیکھے۔ اوس کے ہاتھ ٹوٹ جائیں
 جس نے آپ پر دستِ ظلم دراز کیا ہو۔ اوس کے منہ میں خاک پڑے جس نے
 اپنی مخالفت میں کوئی کلام کیا ہو۔ اوسکی آنکھیں اندھی ہو جائیں جس نے
 ایکو نظر بد سے دیکھا ہو اوسکے دماغ میں کیرے پڑ جائیں جس نے آپکی نسبت
 خیالِ ناہموار کیا ہو۔ اوسکا دل پاش پاش ہو جائے جس نے آپکی ایذا رسانی
 کا ارادہ کیا ہو۔ اوسکو خدا کا دیوار اور پیغمبر خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نہ ملے اور اسے روزِ قیامت نکبت
 و خواری ہی نصیب ہو۔ بخدا میں نے یہ حرکت کوئی بداندیشی سے نہیں کی
 اگر کی تھی تو اسی وقت مجھ کو زمین دبا لے اور آسمان مجھ پر ٹوٹ پڑے۔ مجھے صرف
 اتنا مانا مقصود تھا۔ میں اور میرے مان باپ آپ پر سے تصدق ہوں۔
 آپکی ایسی مروت کے قربان جائیں۔ کون شخص ہے جو ایسے اخلاقِ بریل
 جان سے گرویدہ اور دالہ و شہیدانہ ہو جائے؟ وہ ابدی جہنمی ہے جو ایسے

محاصران خدا پر دست شرم دراز کرے اور تا سزا عزم درار کھے۔

وہ اکثر یہ بھی کہا کرتا تھا کہ جس وقت میں نے حضرت پر یہ آزمائش کی تو آپ کو ایسا دیکھا کہ ایک پہاڑ ہے کہ انبی بگمہ پر ٹہرا ہوا ہے اور ایک دریا ہے کہ سہما ہوا ہے آپ کے استقلال کی یہ کیفیت تھی۔

حضرت بیرون اور بزرگون کے اعلا اس نہایت روح و تکلیف اور شان و کت سے کیا کرتے۔ اکثر ذوق و شوق سے سماع سنتے اور خود بھی وجد و رقص فرمایا کرتے تھے۔ جس وقت آپ کو حال آنا اور جذبہ وحدت اور وجد و طرب طاری ہوتا تو اوس تمام حاضرین موثر ہوتے۔ آپ کی توجہ سے سب کے قلب منور ہوتے اور سب ایکسا فیض سے مستفیض ہوتے تھے۔ اگر کوئی عرض کرتا کہ احقر نے بزرگون کی نیاز کی ہے براہ بندہ نوازی کلبہ احقر تک قدم فیض لزوم رنجہ فرما کر نیاز مند کو ممنون و مشکور فرمایا میں تو بمقتضائے فلیستجب آپ اوسکی اس استدعا کو ضرور کشادہ پیشانی سے شرف قبولیت عطا فرما کر اوسکے پاں قدم رنجہ فرمانے کی تکلیف گزارا فرما اور ہر حال میں اوسکی خوشی و آرزو کو مدنظر رکھ کر اوسکی مراد دلی برآئے اور اس شرف سے مشرف ہونے کا موقع غایت فرماتے تھے۔ آپ نے باوجود اس کمال و شوکت و جلال و عظمت کے کبھی خود پر نظر نہ کی۔ آپ اپنی حالت پر سرگرم اتراتے یا عذور نہ کرتے تھے۔ آپ کی طبیعت نہایت سادہ تھی۔ حسن خلق و ہمدردی آپ میں کوٹ کوٹ کر بہری ہوئی تھی۔ ہر ایک کے ساتھ نہایت مروت و دلجوئی و خندہ پیشانی سے پیش آتے۔ آپ متواضع ترین خلایق و اخلاق مجسم تھے۔ اعلیٰ زادانی سے جو کوئی آپ کے پاس آتا آپ فی الفور کہتے ہو کہ

اوسکی تنظیم کرتے اور بہان کی خاطر داری اپنے پر لازم واجب جانتے اوداوس کے لئے حتی الامکان مراعات و مدارات سے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتے تھے۔ جو بہان آپ یاس سے جاتا رہد تا الہم آپ کی بہان نوازی کو نہ پہنچتا اور ہمیشہ انکی شکل گزری اور تعریف میں رطب السان رہتا تھا۔ کہنا کیا تھے وقت و بستر خوان پر جو کہنا مانا اگر لذت معلوم ہوتا آپ فوراً اوس سے ہاتھ کھینچ دیتے۔ بار دیگر اوسین ہاتھ نہ ڈالتے اور اوس وقت وہی شتاب اٹھا کر نثرون کو وادہ کرتے تھے۔

آپ نے کبھی ایک پیراہن دو سر پیراہن اپنے لئے نہ دکھا اور اگر فرمایا کرتے تھے کہ صاحب القیصرین لاحلاوت فی اعمانہ (دو کڑتوں کے لئے اے ایمان میں شیریں نہیں ہوتی ہے) اور مومے کپڑے کے سوا کبھی آپ جامہ باریک نہ پہنا۔ چنانچہ آپ اسکے متعلق کہا کرتے تھے میں دفن ہو جاؤں (جسکا باریک ہو اگر تا اور سکا باریک ہوا ایمان) آپ اکثر کہاتے پینے اور پینے اور پینے میں اپنے والد بزرگوار کے طریق پر عمل پیرا تھے اگرچہ اون یا بشیمنہ درویشو بھیکنا سنا ہے مگر آپ نہ پینتے تھے۔ لوگوں نے اسکی وجہ پوچھی تو آپ نے اونکو فرمایا کہ میں نے کبھی اپنے والد بزرگوار سے نہ سنا کہ کو اون کا کپڑا پینے نہیں دیکھا پھر میں کیسے اونکے طریق کے خلاف کر سکا ہوں آپکا قاعدہ تھا کہ آپ اپنے والد بزرگوار قدس سرہ کی موجودگی میں اور انتقال کے بعد ہی کوئی اہم کام نہ کرنا کی اجازت کے بغیر نہ کرتے تھے۔ چنانچہ آپ اگر کوئی مشکل پیش آئی تو آپ اپنے حضرت والد قبلہ کے روضہ مبارک کو تشریف لے جاتے۔ وہاں پہنچ کر آپ اوسکو اسی طرح عرض کرتے جی طرح

آپ کی زندگی میں عرض کیا کرتے تھے۔ اور وہاں سے جو بشارت ہوتی اوس کی طرف
آپ عمل کرتے تھے۔ حضرت قدس اللہ سرہ فی اطلاق من جسطح آپ کی زندگی
میں آپ سرگرم رہتے اسطرح انتقال کے بعد بھی آپ کے رضا کو مقدم جاتے
اور فرمان برداری کے لحاظ کو ہمیشہ مد نظر رکھتے تھے۔

چوتھی نقل

حضرت بندگی مخدوم شیخ احمد قدس اللہ سرہ سے نقل ہے۔ آپ فرمایا
تھے کہ میرے حضرت والد بندگی مخدوم شیخ بدر الدین قدس اللہ سرہ الغفر
لہ تھے۔ ایک وضعف اسقدر لاجی ہو گیا کہ آپ کو بغیر کسی کی مدد کے اٹھنا بیٹھنا
دشوار تھا۔ آٹھین ایام میں شب برات آئی۔ اس موقع کو آپ نے کبھی طرح
ماہتہ سے جانے نہ دیا۔ بارے بڑی تکلیف سے آپ مسجد میں تشریف
لے گئے۔ وہاں آپ نے تہذیب نماز حاجت کے ساتھ ادا کی۔ اور یسین
کی سواۃ تین بار پڑھی۔ اسی رات کا واقعہ حضرت بندگی شیخ احمد مذکور فرماتے تھے
کہ باوجود اسقدر نماز اور سورہ یسین پڑھنے کے حضرت نے اسی عالم نقاہت میں
اپنے حضرت والد قدس اللہ سرہ کے روضہ متبرک میں جا کر وہاں بھی کچھ اور
پڑھنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ چونکہ وہ مقام بے انتہا سہر دتر تھا اسلئے اس
بردت کی مسرت کے خوف سے میں حضرت کو مانع و حائل ہو کر بڑی کوشش
و ہزار نوع الحاح کر کے آپ کو گھیر لایا۔ یہاں آنکر آپ نے ہر سورۃ مذکور تین
بڑی۔ اس سے فارغ ہو کر آپ نے چوبیس فرمایا کہ میں نے تیسرے اصرار اور

صرف تیری ہی خاطر سے یہاں آکر اپنا وظیفہ ختم کیا اگر یہی سورہہ یٰسین میں اس
حضرت قطب رب العالمین کے حضور میں پڑھتا تو معلوم نہیں کہ کیا کچھ نعمتیں
مجھے حاصل ہوتیں۔ میرے اور اس حضرت قطب رب العالمین کے درمیان
جو معاملات اور حالات ہیں تو ان کو نہیں جانتا ہے۔ پس میں آپ سے یہ سن کر
سخت ناوم اور آئندہ کے لئے ستیہ ہوا اور بہت توبہ کی۔

حضرت بھی اپنے والد بزرگوار کے طریق کے مطابق پانچون وقت
کی نماز جماعت کے ساتھ مسجد میں پڑھا کرتے اور آپ ہمیشہ اول وقت نماز
ادا کرتے تھے۔ ماہ رمضان المبارک میں تراویح مع ختم کلام مجید گزارتے۔ اور
اس ماہ مبارک کے عشرہ اخیر میں آپ دس روز تک مسجد میں اعتکاف میں
مشتغول تھے۔

آپ اکثر پوشیدہ طور پر غریبوں اور مفلسوں کو خیرات دیتے اور انکی
مشکل کے وقت واسے درے نسخے قدسے جس طرح بن پڑتا اور مقدرت کفایت
کرتی ضرور مدد کرتے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ خیرات تین قسم کی ہے۔

(۱) علانیہ (۲) خفیہ اور

(۳) اخفی علانیہ تو خود معلوم ہے۔ ظاہر خیرات

کہ خیرات علانیہ ہے۔ خفیہ خیرات وہ ہے کہ جو پیر راہ خدا میں دی جائے
اس سے کسی کو اطلاع نہ ہو چنانچہ اسطرح پوشیدہ خیرات کرنے کو خیرات خفیہ
تسمیہ کرتے ہیں۔ اور خیرات اخفی وہ ہے کہ لینے والے کو خبر ہی نہ ہو کہ کون
دیا ہے۔ صرف یہ دیکھ لے کہ ایک شخص نے دے گیا ہے مگر معلوم نہیں کہ

ہوئے والا کون تھا۔ اس قسم کی خیرات کو آپ خیرات اغنیٰ کہتے تھے۔
 جس چیز پر آپ نام خداے تقدس و تعالیٰ کا لکھا ہوا دیکھتے تو آپ ہرگز
 کسی تخت یا ایسی ہی کوئی بلند چیز پر نہ بیٹھتے اور اگر کبھی بیٹھے ہوئے اس کے
 تقدس و اعلیٰ پر نظر جا پڑتی تو آپ وہاں سے فی الفور نیچے آ بیٹھتے۔ جس چیز
 منور و صنف کہیں بھی ہوئی ہوتی آپ اس کو ہرگز نہ چھوتے اور احکام شرع میں
 آپ استحکام تمام رکھتے تھے۔ اشیائے مسکرات کو آپ عمر خود میں نہ جانتے
 اور نہ پہناتے تھے کہ وہ کیا ہیں اور کون ہیں۔ چنانچہ ان کے متعلق ایک
 نقل بیان کی جاتی ہے۔

پانچویں نقل

ایک وقت کا ذکر ہے کہ ایک فقیر و دروازے سے سفر کرتا ہوا بیدر میں پہنچا
 اسے حضرت کا نام نامی و اسم گرامی اور اپنی حسن اخلاق و فضیلت کی تعریف سن کر آپ
 کی ملاقات کا اشتاق ہوا۔ آخر دریافت کرتا ہوا آپ کی خدمت مبارک میں حاضر
 ہوا۔ حضرت نے ہمان نوازی کی اور اس کے ساتھ آپ نہایت خاطر و مدارات
 سے پیش آئے۔ اس نے جو چیزیں اپنے ساتھ سفر سے لے آیا تھا انہیں
 سے جا کے فل بطریق ہدیہ آپ کی خدمت مبارک میں گزرا نا۔ آپ نے اس
 فل کو دیکھ کر نہایت تعجب فرمایا۔ آپ اسکو مرچی سمجھے اور حیرت کرتے تھے
 اس قسم کی مرچی کو نسی سرزمین میں پیدا ہوئی ہے۔ غرض اسی حالت
 میں آپ اسے عجیب نا درجہ تصور کر کے جلدی جلدی اسکو ہاتھ

ہوئے مکان میں اپنی بی بی صاحبہ کے پاس تشریف لائے اور انکو دکھا کر
پوچھا کہ کہی تم نے اس قسم کی مریجی بھی دیکھی ہے؟ چونکہ بی بی صاحبہ اس
سے واقف تھیں اسلئے انہوں نے آپ سے کہہ دیا کہ سیدی یہ مریجی نہیں
یہ تو جائسے فل ہے جب آپ نے جائسے فل کا نام سنا تو اسوقت اسکو
ہاتھ سے پھینک دیا اور پانی منگو کر ہاتھ دھو ڈالا۔

جو بات شرعاً مستحق علیہ ہوتی آپ اس پر عمل فرماتے اور دوسروں کو
بھی عمل کرنے کی ہدایت کرتے اور جس بات پر اختلاف ہوتا اس پر خود ہرگز
عمل نہ کرتے اور دوسروں کو بھی اسکی بھلائی اور برائی سمجھا کر اس پر عمل کرنے
سے منع فرماتے تھے۔ شرع شریف کے مخالفوں سے کراہت تمام رکھتے
اور جب کہی موقع ملتا تو انکو راہ ذلالت سے بچانے کے لئے نصیحت فرماتے
اور ہر روز شاگردوں کو شرع شریف تفسیر اور مسائل دینی کا سبق پڑھایا
کرتے تھے۔ آپ میں کل علوم سے علم ظاہری استقدر تھا کہ تمام علمائے گجرات
و دکن آپ کو سبقت دینی کہا کرتے تھے۔ اور آپ میں علم باطنی اس حد تک
تھا کہ اہل تصوف آپ کو جیند زمان پکارتے تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں
شیخ محمد بن شیخ نظام ہتنوری سے اپنے سامنے خود کو ہکر جیند واقعات لکھوا
تھے اور فرمایا تھا کہ یہ واقعات یکے بعد دیگرے میرے بعد واقع ہوئے۔
از ان جملہ اکثر واقعات حسب طرح آپ نے لکھوایا تھا اور سیرج اسوقت تک
ظہور میں آچکے ہیں۔ اور بعضوں کا کہنا یہی انتظار ہے۔ ہم کو کامل
یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ باقی باتیں بھی ضرور اپنے وقت پر

واقع ہو گئے اور آخر انکی پیشین گوئی پوری ہو کر رہی۔
 کہتے ہیں کہ ان باتوں میں ایک بات آپ نے یہ بھی لکھوائی تھی کہ میری
 اولاد میں ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا کہ اسکا شہرہ شرق سے غرب تک پہنچے گا
 وہ جو اوطار میں شمس ہوگا۔ اس کے جمال سے جہان سنور ہوگا۔ اسکی
 نصیحت کی روشنی آفتاب کی شعاع کے مانند ہر طرف پھیلے گی اور طابان
 راہ طریقت و شیدائیان راہ معرفت کی راہ نمائی کر کے انکو منزل مقصود
 ملک پہنچائے گی اوس کی بدولت اوپر نیم ذوق و شوق ایسی چلے گی کہ اس
 انکے دل شگفتہ اور انکے دماغ معطر ہونگے۔ اوس کی وساطت سے
 انہیں در مقصود پانچہ آئیگا۔ اور وہ اوس کے دست پاک سے جام شراب
 وحدت پیکر طرب و بے خودی میں وصال کے مزے کوٹینگے۔ تمام ملوک
 و سلاطین دکن اس کے مطیع و منقاد و مزید و معتقد ہونگے۔ وہ اپنے سرور
 عقیدت اس کے یاقوت پر رکھینگے اور اپنی جبین نیاز ہر وقت اس کے آئینہ
 ملک آئینہ پر رگڑا کرینگے۔ اسکو حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا
 نصیب حاصل ہوگا کہ وہ جس کو چاہے گا اسکو منصب سلطنت عطا کرے گا
 اور جس کو چاہے گا اسے تخت شاہی و منصب بادشاہی سے معزول
 کر دیگا۔

والا منقبت حضرت بزرگوار منیر الابرار بندگی مخدوم شیخ بدر الدین
 الشہرہ الغریز کے فضائل علیہ اور شمائل جلیہ حد تقریر سے باہر
 ت و بلند درجات کے منائب اور کرامات حیطہ تحریر سے دو

آپ کے اوصاف بے انتہا درجہ بڑھے ہوئے ہیں جنکا کچھ حساب جنہیں سب جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ کچھ ہی نہیں۔ بمصدقہ، دشتے نمونہ، بہشت تہوا بیان کیا گیا ہے۔ دراصل فلم میں نہ اتنی طاقت ہے کہ اون سب کو صغیر قرطاس پر پہنچ بتائے اور نہ زبان میں اتنی قدرت ہے کہ او کو بیان کر مگر جو حالات اس فقیر کثیر التقصیر کو پہونچے اور جنکی کامل طور پر تصبیح و تحقیق کی گئی صرف وہ ہی بدیانت و امانت اس کتاب میں مرقوم کئے گئے۔
والحد لله الذی جعلی صایداً وخلیفہ۔ (شکر ہے اللہ کا جس نے کیا ہم کو اونسکا مرید اور جانشین)۔

قطعہ

در مدح حضرت قطب الواصلین قدوة الکای
شیخ الاسلام والمسلمین بندگی مخدوم شیخ
بدرالدین قدس سرہ

کے بود و زخرا آنکس حسنین
رہ روان را رہ نماید بالیقین

ہر گزیر ست شاہ بدر دین
ہر گز آورہ یافت از شاہ چنان

استان بابر گاہشیں اے پیر مالک ملک ولایت بے شکے پیشواے بایدات گراے عزیز ابن حنین پیرے نصیب شد مرا انتظار قادری زان حضرت	سجدہ گاہ درستان سالکین سروران رایش او سرزمین دزرہ حق برگزین شاہ خدین شکر شد باہران آفرین شد علامان غلام این کترین
--	---

ذکر حضرت ہندگی مخدوم شیخ فخر الدین

قدس اللہ سرہ العزیز

آپ قطب الاولیاء الصمدانی ابو الفتح شمس الدین مخدوم شیخ محمد
الشریف القادری المتانی قدس اللہ سرہ کے پانچویں فرزند تھے۔ حضرت
کے فرزندوں میں سے سب سے چھوٹے اور اخیر آپ ہی تھے۔ آپ بہت
کم مدت زندہ رہے۔ علامات فضیلت آپ میں پائی جاتی تھیں۔ ایام
صغیر ہی میں آپ سے کرامتیں ظاہر ہونی شروع ہوئیں۔ مثلاً
ہے کہ ہر نہار بر فاکے پھینکے چکنے پات۔ آگے جگر معلوم نہیں آپ سے
لبا کہ فیض بہم پہنچتا اور کیسی کیسی خوشیوں اور کرامتیں آپ سے ظہور میں
آتیں۔ مگر افسوس! آپ کی عمر نے آپ کے ساتھ وفات کی۔ مشیت ایزدی
میں کسکو دخل ہے اور کسی تدبیر میں مدد ہی جانتا ہے وہ جو چاہتا ہے وہی

کرتا ہے۔ حوض آب نے صخر سنی ہی میں داعی اجل کو لبیک کہا اور آپکا
 سایہ فیض بہت جلد لوگوں کے سروں سے اٹھ گیا۔ انتقال کے وقت
 آپکی عمر شریف صرف تین سال کی تھی۔ جن لوگوں کو آپ کے پہل پہل کرنا
 آور ہوئی کی آرزو تھی انکو بہت افسوس ہوا بادخزان نے نئے غلچہ کو
 چھڑا کر انکے شگفتہ دلوں کو افسردہ کر دیا۔ **مص**
 حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مر جھا گئے۔ آپ کی موت نہایت عجیب
 طرح پر واقع ہوئی۔ دو تین کتابوں میں آپ کے انتقال کی وجہ یوں لکھی ہے۔

پہلی نقل

ایک لڑکا قرب وجوار کا آپکا ہم سن تھا۔ وہ ہر روز اپنے مکان سے
 آپ کے ساتھ کھیلنے کو آیا کرتا تھا۔ بقضائے الہی وہ ایک دن اپنے گھر
 فوت ہوا۔ ہر روز کے موافق آپ اپنے رفیق کے آنے کے انتظار میں تھے
 مگر وہ اپنے وقت پر نہ آیا اور جب اس کے آنے کا وقت چل گیا اور ریر ہوئی
 تو آپکا اضطراب بڑھا۔ آپ نے اسی حالت میں دریافت کیا کہ انا تو معلوم ہوا
 کہ وہ مر گیا ہے۔ یہ سننے ہی آپ اپنے گھر سے نکل کر اس کے مکان کو
 تشریف لے گئے جب آپ وہاں پہنچے تو اسکو مردہ پڑا دیکھ کر اس کے نزدیک
 گئے اور دست مبارک سے اسکو ہلا کر کہا کہ اٹھ۔ میرے ساتھ کھیلنے
 چل۔ آپ کے فرمانے کی دیر تھی کہ وہ اسی وقت زندہ ہو کر اٹھ بیٹھا اور جب
 اللہ شاد آپ کے ساتھ بازی کرنے کو آپ کے ہمراہ روانہ ہوا۔ جب اس واقعہ کی

آپ کے حضرت والد بزرگوار صاحب اسرار کو خبر ہوئی تو آپ نے از نکو اپنے پاس بلایا جب وہ آئے تو آپ نے ان کو بنظر تیز دیکھا کہ غصہ سے فرمایا: "کیوں یہ مٹا اس ذرا سی عمر میں اس قدر شوخی تمہاری نہیں اب تم سو رہو اور اس کے عوض اپنی جان دو" پس اسی ساعت لٹتے ہی آپ نے انتقال فرمایا۔
 اِنَّكَ لِلّٰهِ وَاَنْتَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ ط اس وقت آپ کی چوٹی سی قبر حضرت ملتانی صاحب قبلہ قدس اللہ سرہ کے مقبرہ کے نزدیک موجود ہے۔

دوسری نقل

نقل ہے کہ حضرت بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری الملتانی قدس سرہ کے ایام عرس شریف میں ایک فقیر ناواقف آپ کی قبر مبارک پر سے پہلے مارا۔ منجانبے تھا شاگرد اور اپنی جان قابض ارواح کے سپرد کر کے مردگان صد سالہ سے جاملا۔ شاہ ملتانی صاحب کے آبا و اجداد۔
 حضرت قطب رب العالمین ابو الفتح شمس الدین بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ کے آبا و اجداد کی اس اصلیت کیفیت کے بیان میں جسے سب سے وہ حضرات پہلے پہل اپنے ملک ملتان سے شہر بیدریں شریف لائے اور اون واقعات میں کہ جنکی وجہ سے آپ نے وہیں سکونت اختیار کی اور آپ کے اُن اولاد و احفاد کے حالات میں جو آپ

سے اس زمانہ تک ظہور میں آئے مختصر لکھا جاتا ہے۔
 ذکر حضرت بندگی مخدوم شیخ فتح اللہ صاحب

ملتان غوری

جب غزنوی حکومت میں صنعت آیا تو خیانت الدین اور شہاب الدین بہائی
غور کے خاندان سے نکل کر تخت غزنوی پر قایم ہو گئے۔ ان میں سے غیاث الدین
تو تاج دار تھا۔ اور شہاب الدین سپہداری کر کے بڑے بہائی کی اطاعت کا حق
اداکرنا تھا۔ شیخ شہاب الدین اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ سے موصوف
تھا۔ بادشاہ عادل۔ خدا ترس اور مشفق خلائق تھا اور علماء و صلحا کی عزت
و تکریم بجد کرتا تھا۔ روش شہریاری اور قواعد جہان داری خوب جانتا تھا۔
اور لوازم لشکر کشی میں جیسا کہ چاہئے قیام اور اقدام تمام کرتا تھا۔ اس نے
پنجاب میں اگر کئی سر کے مارے۔ اور سنا کہ اسے پتہ پورا جو راجگان عظیم نشان
سے تھا اور سپہ فوج کشی کی اور جنگ عظیم کے بعد جب دیکھا کہ جمیعت ہندوؤں
کی پیشوا رہے اور مسلمانوں کے جی جوڑ رہے ہیں تو اول خود تاج شاہی اتار
کفن پسری باندھا۔ پھر شمشیر اصفہانی گھسیٹ میاں او سکا توڑ کر مہنیک
بادشاہ کا یہ حال دیکھ کر سب نے یہی سرون پر کفن لپیٹ لکھتے تلوار میں
کینچ کر ڈاٹھ پیمان منہ میں لے اس طرح خوش میں اللہ اکبر کا نعرو مار کر
حملہ کیا اور اس بے جگری سے لڑا کہ سب ہندوؤں کے خاکسترے اوڑھا دیئے
میدان فتح کر کے ہند پر قابض ہو گیا۔ دہلی میں آنکراپتے ایک وفادار
غلام قطب الدین ایبیک کو وہاں کی نیابت دی۔ اس طرح جابجا انتظام
کرتا ہوا غزنوی کو رو دہا ہوا وہاں اپنے بہائی کے مرنے کے بعد شہر میں

تاج شاہی سربر رکھا اور سر پر سلطنت کو اپنے قدم سے زینت بخشا۔ چند سال
شہر ہرات میں رہ کر زندگی راحت و آرام میں بسر کی۔ کئی برس کے بعد کوٹاٹ
کے رستے ہندوستان سے پہرا ہوا جاتا تھا۔ چند گھنٹوں کی قوم کی کثرت
اور عزت گری کا شہرہ اُس زمانہ میں جسے زور شور پر تھا۔ رات کو خیمہ پہرا کر
پیکے سے اندر گھس گئے اور بادشاہ کو مار ڈالا۔ یہ قتل شاہی میں وضع ہوا۔
غرض اس طرح بادشاہ کے جام شہادت نوش کرنے کے بعد وہاں ایک
تھلکہ عظیم بہرگ اٹھا۔ اس کی اولاد سے کسی کو بادشاہت نہ مل سکی۔ اس کے
سب شہزادے آوارہ ہو گئے۔ اور شکلیں چیلنے ہوئے کہاں سے کہاں مار
مارے پھرتے رہے۔ بعد ازاں اُن شہزادوں میں سے امیر شاہ غوری ہاشمی
نکل کر ہندوستان میں آیا۔ تو یہاں قطب الدین ایبک نے اس کے باپ کے
نماک اور وفاداری کا لحاظ کر کے اس کے ساتھ نہایت احترام سے پیش آیا۔
بہت کچھ خاطر داری کی اور نہایت تسلی دی۔ بہت ساز و جوا سرعہ کار کرنے
کے بعد ملک ملتان انعام دیا۔ شہزادہ امیر غوری نے اس حسن سلوک سے
بہرہ ورانہ دست کا ارادہ کیا اور مع اولاد و احفاد کے ملتان میں پہنچ کر آباد
ہو گیا۔

امیر شاہ غوری کی اولاد سے حضرت بندگانِ مخدوم شیخ فتح اللہ صاحب
ہوئے۔ اور آپ کے فرزند شیخ الاسلام عہدہ الکرام مقبول اللہ حضرت بندگانِ
مخدوم شیخ ابراہیم قدس اللہ سرہ شہر ملتان ہی میں پیدا ہوئے۔
پھر دہلی کو آئے پھر دہلی میں نہایت عزت و قار سے زندگی

بسر کرتے تھے۔ شاہ بخان کرام و ادیب سے عظام سے ملاقات کا اشتیاق بہت
 صاحبون کو از حد تھا۔ اور اسی شوق میں آپ اپنے شہر سے نکل کر سر کرتے
 ہوئے دکن کی طرف روانہ ہوئے۔ اور بیدر پہنچے۔ اس وقت دکن کے
 تحت سلطنت پر سلطان علاؤ الدین بہمنی بن حضرت سلطان احمد شاہ
 البہمنی جلوہ افروز تھا۔ ہر دو حضرات نے اسی بادشاہ دیجاہ کے عہد و ہمایوں
 میں اپنے قدم فیض لروم سے شہر بیدر کو رونق بخشی۔

مقبول آلہ حضرت شیخ فتح اللہ صاحب بڑے محسن اور اعلیٰ درجہ کے
 صاحب کمال بزرگ تھے۔ آپ کے فیض کی خوش بو ہر طرف پھیلی۔ بہت
 لوگ اوس سے مستفیض ہوئے۔ آپ اوس زمانہ میں علامہ اور لاتانی
 بزرگ مانے جاتے تھے۔ آپ بہت پورے اور ضعیف ہو گئے تھے۔
 آپ نے شہر بیدر میں تین سال تک اقامت کی تھی کہ پیام اجل آپہونجا۔
 اور آپ اس عالم ناپائیدار سے طرف دار بقا کے نقل کر کے اوس حق جل علی
 کی جوار رحمت میں پیوست ہو گئے ملک دکن میں ملک موضع ہے جسکا نام
 بالا گھاٹ پاس بسنا پاب باسن ہے۔ لوگوں نے آپ کو وہاں دفن کیا۔
 آپ کا مزار شریف اب اوسی موضع کے وسیع ریگستان میں موجود ہے۔

عمر۔ آپ کے حالات ہی نہایت دلچسپ اور قابل دید ہیں۔ میں نے ابھی مفصل سوانح عمری
 کہی ہے۔ اگرچہ ابھی شائع نہیں ہوئی۔ مگر میری طرف سے تیار ہو چکی ہے۔ انشا
 عتق رب بین چہرہ کر ہدیہ ناظرین ہوگی۔ ۱۲۔

بیان حضرت مرشد الکرم مخدوم المناویم

بندگی مخدوم شیخ ابراہیم الملتانی

الغوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بندگی شیخ ابراہیم صاحب قدس اللہ سرہ نہایت پرہیزگار
اور علامہ روزگار تھے۔ اوس زمانہ میں جب آپ نے ملک دکن کو اپنی تشریف
آوری سے مالا مال کیا تھا عالموں سے کوئی شخص آپ کے ہم پلہ نہ تھا۔
کوئی آپ سے سبزد نہ ہو سکتا تھا۔ کسی میں اتنی قدرت نہ تھی کہ لیاقت
علی میں آپ سے سبقت لیا سکے۔ غرض آپ علم و فضل میں عالم مکمل
و فاضل اجل اور بزرگ بنے تھے۔ آپ اپنے حضرت والد قدس
سرہ کے انتقال کے بعد تنہا رہ گئے۔ آپ نے ارادہ کیا کہ بادشاہ
وقت سلطان علاء الدین بہمنی سے ملاقات کریں اور اس ملاقات سے
ایکا فشاہ دلی پہنچے تاکہ اگر سلطان نے آپ کی طرف التفات کیا اور آپ کے
علم و کمال و فضل و ہنر کی قدر کر کے کچھ معاش کا سامان مقرر کر دیا تو
بہتر اوس صورت میں شہرید رہی میں اقامت کرنی ہوگی ورنہ اپنے
وطن ملتان کو روانہ ہونا مناسب ہوگا۔ پس اس بات کا غرض بالآخر یہ نکلا
آپ نے رشید حیر سے جو مرد دانشمند اور مقرب بادشاہ تھے ان سے

با حسن مقال کہہ سنایا۔ رشید حریر نے آپ کی نہایت تعظیم و تکریم کی۔ کمال
 ادب و احترام تمام سے پیش آکر آپ کے بیان کو ہمہ تن متوجہ ہو کر گوشہ
 دل سے سنا۔ اسنے آپکی خواہش قبول کی اور بذات خود کوشش کر کے آپکو
 دربار شاہی میں پہونچانے کا وعدہ کیا۔ اس سے حضرت کو اطمینان ہوا۔
 جب آپ دو سرے روز رشید صبر سے ملنے گئے تو جاتے جاتے اپنے ساتھ
 ایک عربی رباعی بھی تصنیف کر کے لے گئے۔ اس کے پاس پہونچ کر آپ نے وہ
 نو تصنیف رباعی اسکو دکھائی۔ جب اوس نے وہ رباعی پڑھی تو بہرک بہرک
 گیا۔ آپکی بیانت علمی و نازک خیالی اور بلند پروازی کی بے انتہا داد دی مگر شکر
 سے دل میں بہت جلا۔ اپنی ظاہر داری اور دلی صفائی جتانے کے لئے آپ کی
 بہت تعریف کی۔ آپ سے مکالمہ کر کے علم میں آپکا حوصلہ معلوم کیا اور آپ کی
 اس تحصیل تکمیل۔ اور نیز آپ کی لاثانی طبیعت کو دیکھ کر متعجب و متحیر رہ گیا۔
 فوراً ہی اُس کے دلی میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ایسا فاضل زمانہ اور علامہ بگام
 آدمی اس ملک میں اقامت کرے اور بادشاہ قدر دان علم و ہنر کا مصاحب
 ہو تو کل امور علوم و معاش کا مدار اوس پر رکھا جائیگا۔ اس صورت میں میراج و
 اقتدار بادشاہ کے نزدیک کم ہوگا اور میری تمام شیخی کرکری ہوگی۔ اس کے
 سامنے میری ایک نہ چلے گی۔ اس کے دربار شاہی میں پہونچنے سے میرا ہر
 نقصان ہی نقصان ہوگا۔ چنانچہ اسی اندیشہ سے اسنے سلطان سے جو طاق
 کرانے کا وعدہ کیا تھا اوس سے درگدرا۔ اگرچہ حضرت سے اوس نے صاف
 انکار دیا۔ پنے نشانہ دلی کا پر ملا دھار تو نہ کیا مگر اس معاملہ کو مقام اپنی پیشین

لا کر نام ٹولی کرنا شروع کی۔ ہر روز آپ کو امر و نذرانے کے وعدہ پڑانے لگا۔
 پس حضرت شیخ ابراہیم صاحب نے اس کے دل کی مراد کو فرماست و کیا ست
 سے معلوم کر کے اس کا توسل چھوڑ دیا۔ حسبِ مین یتوکل علی اللہ
 فصو حسبہ (جو توکل کرے اللہ یرتو اللہ اس کا کفیل ہوتا ہے)
 خدا نے تعالیٰ شاہ بھی پر توکل کر کے آپ نے ایک کتاب لکھی۔ اس کا نام
 علانی رکھا۔ یہ کتاب چودہ علوم میں تصنیف کر کے اپنا جو ہر تقابلیت
 دیکھا دیا۔ یہ کتاب ختم ہونے پر اس کو آپ نے بادشاہ کے نام نامی
 اور اسم گرامی کے ساتھ موسوم کر کے بادشاہی کے نام سے معنون کر دیا
 اس زمانہ میں بادشاہ وقت کے مسجد میں آنے اور خود خطبہ پڑھنے
 قاعدہ تھا۔ چنانچہ اس قاعدہ کے مطابق سلطان علاؤ الدین ہرجیہ نماز کے
 لئے مسجد شاہی میں آتا اور خود ہی خطبہ پڑھا کرتا تھا۔ وہ اس قاعدہ کا
 بڑا پابند تھا۔ اور اس کو نہایت شوق اور خوبی سے سمجھتا تھا۔ اس نے
 حکم دے رکھا تھا کہ جمعہ کے روز کسی کو مسجد میں آنے سے ہرگز منع نہ کیا جائے
 چنانچہ اس حکم کے مطابق عمل ہوتا تھا۔ اس کے اہل کار و خدمت گزار اس روز
 کسی کو مسجد میں داخل ہونے اور بادشاہ سے عرض معروض کرنے میں ہرگز مزاحم
 نہ ہوتے تھے چنانچہ اس روز کو اور نماز جمعہ کے موقع کو غنیمت جانتے کہ حضرت خود

یہ سب ضلع بیدر میں قلعہ ارگ میں واقع ہے۔ اس کو آجکل نعل باغ کی
 مسجد کہا کرتے ہیں۔ - مستہجم ۱۲

مسجد میں تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے سلطان سے ملاقات کر کے کتاب مذکور بطریق تحفہ ہدیہ خدمت میں گزرائی۔ چونکہ سلطان خود عالم و فاضل تھا۔ اس نے جب کتاب دیکھی تو اس کی شستہ عبارت مرصع و مستحج طرز۔ دلچسپ بیان عمدہ و لطیف مضامین۔ مشکل رموز و معانی کا سہل و عام فہم انکشاف اور ہر سی نایاب اور اعلیٰ درجہ کی باتیں پھر ہر اور سکونت پسند کیا۔ اور اپنے مذاق کے مطابق یا کربے انتہا خوش ہوا۔ آپ کے علم و فضل کو مان لیا اور آپ کی حیثیت سے مطلع ہو کر متحیر رہ گیا۔ نہایت اغزاز و اکرام اور کمال تعظیم و احترام سے اپنے سامنے بٹھایا اور آپ جیسے اولوالعظم بزرگ و علامہ روزگار کے قدوم فیض لزوم اپنے ملک میں موجود ہونے کا شکریہ حضرت صمدیت کی بارگاہ برتر و اعلیٰ میں بجالایا۔ اس کے بعد آپ سے فرمایا اے حضرت افضل فضل و اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ سے ہر جمعہ آپ ہی خطبہ پڑھایا کریں اور آئندہ جمعہ میں جب نماز کے لئے آپ یہاں تشریف شریف ارزائی فرمائیں تو اس وقت ایک خطبہ ہی ساتھ تصنیف کر کے لیتے آئیں اس کے جواب میں آپ نے سلطان سے فرمایا کہ یہ کس کو علم ہے کہ دو سمرے جمعہ تک کیا ہو گا۔ اور یہ بھی خبر نہیں کہ نہنگی زمانہ کیا صورت دکھائے گا اور معلوم نہیں کہ اس وقت تک مجھے فرصت ہی ہوگی یا نہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو ابھی آپ وضو سے فارغ اور جماعت کے لوگ حاضر ہوئے تک یعنی اسی قلیل عرصہ میں نیا خطبہ لکھ دوں۔ بادشاہ اس سے اور بھی متعجب ہوا اور کہا کہ ازین چہ بہتر۔ پس آپ نے اس وقت خطبہ کا نفاذ کیا انہی آئندہ میں بادشاہ نے ایک بیت پڑھی اور آپ سے خوش ظاہر کی

کہ اسکو عربی بیت میں ترجمہ کر کے خطبہ میں پڑھیں۔ چنانچہ وہ بیت یہ تھی

اے کہ یا ارسر نخت ننہادی بر خاک + عاقبت خاک شدہ خلق برادنی گزرد

بیت چہم

دیکھنا کل ٹھوکرین کہاتے پیرینگے اوگر سر + آج نخت سوزین پر جو قدم رکھتے ہمیں۔

حضرت نے بیت سنتے ہی اویس وقت بدیتہ اوکا یہ عربی ترجمہ بیت ہی میں دیا

الذی لا یضیع قدمی الرغام + صارتا بامیر علیہ الا قدم

اس بیت کو بادشاہ کی حسب فرمائش خطبہ میں آپ نے لکھ کر پڑھا۔ چنانچہ منقولہ

مشہور ہے۔ **مصرع** تصنیف رامہ صنف نیکو کند بیان + آپ نے

اپنا مصنف خطبہ اس خوبی اور خوش اسلوبی سے پڑھا کہ بادشاہ نے اوسکی

عبارت سنجیدہ طرز اور مآدور مضامین کو بہت پسند کیا اور آپ سے بے

انتہا خوش ہوا۔ اویس وقت خلعت فاخرہ پہنا کر منصب مناسب مقرر کیا اور آپ کو

جمودہ دیہات انعام ہی عطا فرمایا۔ اس کے بعد آپ سے فرمایا کہ آپ جہت

مجھے ملنا چاہیں بلاتال میرے پاس چلے آئیں۔ آپ کے لگے کوئی منہاجم مانع

نہ ہوگا۔ ساتھ ہی اپنے ملازمین کو بھی حکم کر دیا کہ حضرت جس وقت میرے ملنے کو

تشریف لائیں کوئی نہ ٹوکے نہ روکے بلکہ آپ کی تشریف آوری کی اطلاع فی الفور

سننے کرے میں آپ کے لینے کو خود حاضر ہوا کرونگا۔ اور آپ کے استقبال قدر

بسی کو میں اپنی عین سعادت سمجھوں گا۔ پس اس واقعہ

اور بادشاہ کی اس توازش کے بعد آپ ستوطن ہو کر شہر سید رہی میں اقامت

گزیریں پڑے۔ آپ نے قلعہ ارک کے نزدیک اب جہان آپ کی درگاہ ہے

ایک مکان تعمیر کرایا۔ چنانچہ اوس مکان کا نشان آب تک وہاں پایا جاتا
 غرض آب وہاں ایمن الحال و فارغ البال ہو کر رہنے لگے اور شہر نشان کو
 واپس تشریف لے جانے کا ارادہ منسوخ کر دیا۔ جب تک سلطان علاؤ الدین
 بہمنی زندہ رہا آپ اکثر دربار میں آتے جاتے رہے۔ سلطان نے آپ کی قدرتی
 میں کوئی دقیقہ اور ٹھکانہ رکھا۔ آپ کی بہت تعظیم و تکریم کرتا اور ہمیشہ آپ کی مرادات
 و مدارات بہت کرتا تھا۔ آپ کی عزت افزائی اپنے دربار میں فرما کر آپ کو دنیا
 ہم نشین بنایا۔

جب سلطان علاؤ الدین کے ایام زندگانی ختم ہوئے تو اوس نے اس
 جہان حسرت رسان سے شہر خموشان میں جالیسا اور چادر فنا اور ہلی کے
 بعد اوسکا بیٹا سلطان ہمایون تخت سلطنت پر بیٹھا۔ یہہ اس قدر ظالم
 بادشاہ گذرا ہے کہ جسکے ظلم و ستم کی انتہا نہ تھی۔ کوئی متنفصل کے ظلم سے
 محفوظ نہ تھا۔ تمام رعایا مال و گریبان و فریاد کنان تھی اور ہمیشہ پریشان و
 ہراسان رہتی تھی۔ اس نے بہت سے بے گناہوں کے ٹکڑے اڑا دیے۔
 و ارمان مملکت کو جو فقر و فاقہ سے قناعت کر کے گوشہ تنہائی میں بیٹھے
 تھے سب کو چین چین کر اس سیرجی سے قتل کیا کہ تو یہ ہی بہلی۔ اس
 سفاک نے ایک مجرم کی پاداش میں تمام قبیلہ کو قتل کرنا تھا اور ناحق
 و ناروا خلق کے زن و فرزند پر ہاتھ دراز کر کے نفس مارہ کا اسیر
 بنوا اور کبھی وہ مامور دہلی و ہن کو اٹھائے راہ سے گرفتار کر کے حرم سرا
 میں لایا اور بعد از ان بکارت اسکے شوہر کے گھر بھیجتا تھا اور فوراً ہی

اہل حرم سیاد اور رعایا کو بری طرح سے قتل کرتا تھا۔ ارکان دولت ایمان ملکیت
 اس ظالم طاقت کے سلام اور مجوس کو دربار میں جاتے تو اسکی شمشیر ظلم کے خوف سے
 اپنے زن و فرزند کو دل سے کر کے وصیت ضروری بجا لاتے تھے۔ اسنے صد ہا خلق اللہ
 کو برباد کر دیا۔ ہزاروں کی عصمت خاک میں ملا دی۔ بہہ وہ دردناک حال ہے کہ
 جسکے سننے سے طبیعت کانپ اٹھتی ہے۔ اسکا زمانہ بہت ہی فسق و فجور میں
 تھا۔ جب اسنے کوئی دقیقہ غریب آزاری و بدعت کا اٹھانا نہ رکھا تو آخر کار اسکی
 تمام رعایا اسکے ظلم کی تاب نہ لا کر اپنے ملک میراث و وطن کو خیر باد کہہ نکل چلنے
 لگے۔ چنانچہ اسکے اس کردارنا ہمواری کی کیفیت کیفیت ابتدا میں
 لکھی گئی ہے۔ حضرت نے جب بادشاہ کا یہ حال دیکھا تو آپ نے اسکی مصالحت
 ترک کر دی اور دربار کا جانا چھوڑ کر گھر بیٹھ رہے۔

ہر ایک چیز کی انتہا ہوتی ہے۔ جب اسکی سفاکی حد سے گزر گئی تو یہاں کرتے
 ہیں کہ ایک روز وہ شراب پیکر بدست ہو کر محل میں چلا تھا کہ ترکش بی بی کو چمکے
 اہل حرم سے ایک معزز و نیکبخت و خدا ترس خاتون تھیں وہ ایک خوب کی شکل میں
 آتا ہوا نظر آیا۔ بی بی کو تیر اندازی میں ید طولی حاصل تھا۔ فوراً ٹاک کر ایک تیر
 اسکے سر میں ایسا مارا کہ وہ شہ مرگ سے پہر نہ چونکا۔ اور فی النار و السخڑ ہو گیا۔
 جب ہمارے شاہ فوت ہوا تو اسکا بڑا بیٹا نظام شاہ مہمنی جسکی آٹھ برس
 کی عمر تھی تخت دکن پر جلوہ افروز ہوا۔ اسکی والدہ ملکہ محمدہ جہان جو معاملات
 ملکی اور مالی سے خوب واقف تھی خواجہ جہان ترک اور چھوگاوان کے مشورے سے
 کاروبار سلطنت انجام دیتی تھی۔ وہ حضرت کے علم و کمال سے خوب واقف تھی

اور ایکوا افضل فضل اور اصلاح صلاح جانتی تھی۔ اسلئے اسنے آپ کو اپنے دونوں فرزند
نظام شاہ اور محمد شاہ کو پرہانے کے لئے مقرر کیا۔ دونوں شہزادے آپ کی تعلیم
و تربیت سے بہرہ مند ہوئے۔ بہر روز علی الصبح ایک عورت ماہ بانو جو اپنی
وساطت سے ملک جہان کا پیام باہر پہنچاتی تھی شہزادہ کو حرم سرا سے باہر لے کر
تحت فیروزہ پر بیٹھاتی تھی۔ حضرت بادشاہ کی بازو میں نشریت رکھتے اور بادشاہ
کے سید اور بائین بازو خواجہ جہان ترک اور وزیر اعظم محمود گاو ان کمرے میں
تھے۔ شہزادے کی تعلیم کے علاوہ ملک اور ایمان سلطنت آپ کی حسن کے سے مستغفر
ہوتے تھے۔ جس سے چند ہی روز میں ہمایون شاہ کے جو رستم کی تلافی ظہور میں
آئی۔ جن لوگوں کے دل ظلم و ستم سے خستہ و مجروح ہوئے تھے وہ اب شکر نظام
سے شگفتہ و خندہ ہوئے۔ بادشاہ سن شباب کو پہنچا اور حضرت کی تعلیم و تربیت
سے اس قابل ہو گیا کہ تمام سلطنت کو خود انجام دے سکے۔ مگر اندر میں ملک
ستم شعار کو اس کی خورستی پسند نہ آئی اور گزشت شباب پر عین ستمیہ
پہنچا بجلی گرا کے اسنے اسکو بچا کر کر دیا۔

ملک محمد و جہان نے ایک لڑکی حسین زہرہ جمیلہ کو اس کے ساتھ بیٹھ کر
چٹن شادی شاہانہ ترتیب دیا اور اوسے شب کو کو مجلس نہایت آراستہ ہوئی گئی
اور نرم عیش و عشرت ترتیب ہوئے سے ایک جہان شادی و خورد می میں شہزادوں
تہا انصار آدھی رات کو یہ نالہ و زاری یہ سوز و ریا ہو کہ نظام شاہ ہمیں جہان
سے تسلیم ہوا لفظ ہم
زور تحت از باد سخت بہ خط صن بر گل نہ انگشت بہ اجل خاک بر سو

فروریخت۔ جب نہال حیات نظام شاہ آغاز نشوونما میں سرسبز ہوا تو شاہ نے اگر گریا
 تو عموماً خلائق اور خصوصاً اوسکی والدہ ملکہ خود منہ جہان پر بید غم والہم ہوا۔ لاجاً ملکہ
 نے اپنے دوسرے فرزند محمد شاہ کو جسکی عمر نو برس کی تھی بادشاہ بنایا۔ اوس نے
 تاج و زر زیب سر کر کے سریر چاہا بنانی پر متکین ہو کر سلطنت کا اہتمام اور رعیت کا انتظام
 بخوبی تمام کرنے لگا۔ اوائل تخت نشینی میں جب بادشاہ لڑکا تھا تو اوسکے ہوش
 نہ ہونے تک خود خود منہ جہان جو نہایت عاقلہ اور دور اندیش ملکہ تھی دربار میں برکت
 کے اندر بیٹھ کر سلطنت کا کاروبار انجام دیتی تھی اور حکم احکام اپنے اہل یوں کی
 وساطت سے طے کرتی تھی اور خواجہ جہان ترک اور محمد گان وزیر اعظم ملکہ جہان کی
 حکمرانی پر عمل کرتے تھے یہاں تک کہ شاہزادہ تیس سال کی عمر کو پہنچا جو شہنشاہ اور کار
 اگاہ ہوا ملکہ نے اسے ہی سے اسکی تعلیم و ترتیب کے لئے حضرت شیخ ابراہیم صاحب کو
 مقرر کیا تھا۔ غرض وہ آپ سے تربیت حاصل کر کے بڑا ایاقت دار اور خوش اطوار
 بن گیا۔ غرض تھوڑے ہی عرصہ میں کتب درسیہ مفروع ہو کر صاحب حیثیت
 اور ہمام سلطنت کو بذات خود انجام دینے کے قابل ہوا اور خط نہایت پاکیزہ لکھتا
 تھا اور سلطان احمد شاہ ولی البہمنی کے بعد خاندان بہمنیہ میں حسن قابلیت میں اس
 بہتر سند دربار والی اور سردری پر کسی اور نے قدم نہ رکھا۔ غرض اس سریر سلطنت
 بلوہ افروز ہوتے ہی ہر طرف امن پھیلا۔ ہر شخص کو چین و کامرانی نصیب ہوئی
 دہشری اور ترقی کے آثار ہر سو نمودار ہوئے۔ مملکت سرسبز ہوئی۔ ہر ایک
 متفق راحۃ و آرام سے زندگی بسر کرنے لگا۔ بادشاہ نے بھی اپنی رعیت
 کی بہبود میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا۔ دفاع خلائق کے سامان جیسا کہ ہم

لوگ ہمایون شاہ کے وقت میں اپنے گہر چھوڑ کر چلے گئے تھے وہ سب آکر آباد ہوئے۔ ہزاروں کو س زمین جہان خاک اثر ہتی تھی سب سرسبز و شاداب ہو گئی۔ بادشاہ اپنے ملک کی روز افزون ترقی میں بجان و دل ساعی رہتا اور بذات خود ہر ملک کام کو انجام دیتا تھا۔ اس کے انتظام سے سب لوگ خوش تھے۔ اہل کماں کے نصیب عایدہ جاسکے اور انکی قدر ہونے لگی اور جا بجا ملک میں مدرسے قائم ہوئے اور خاص شہر سیدر میں دارالتعلیم کا علم نصب کیا گیا یعنی یونیورسٹی (دارالتعلیم قائم ہوئی اور وہاں علوم و فنون کی تعلیم جاری ہوئی۔ چونکہ بادشاہ خود علم شایق اور قدردان صاحب علم و ہنر۔ خلیق اور بزرگون کا سجداد ب کرنے والا تھا حضرت کو کماں اعزاز اور احترام سے اپنے دربار میں بلایا اور آئیکو یونیورسٹی (دارالتعلیم) کا صدر اعظم یعنی کل اختیارات کے ساتھ افسر اعلیٰ بنایا کل کام تعلیمات کے آپ ہی پر چھوڑے اور خود بھی ہر روز آپ سے دینی مسائل کا سبق لیتا تھا۔ غرض محمد شاہ نے آپکی کما حقہ قدر کی۔

اس بادشاہ کے کارنامے قابل دید ہیں اسکی تعریف میں ساری تواریخ بھری ہیں مجھے اسکے حالات کہنے سے کل تاریخ و واقعات بتانا مقصود نہیں ہے۔ میں نے اسکے دربار سے صرف وہی حالات اقتباس کئے ہیں جنکا تعلق حضرت شیخ ابراہیم صاحب سے اور اسوقت میرا مقصود بھی آپ کے متعلق مشہور مشہور واقعات ظاہر کرنا ہے اسلئے میں نے جو بہت ضروری سمجھا اسکو تاریخ اور نسق قلبی کتابوں سے بمعہ اذیت (مشتے از نمونہ) کوٹنے لکھ دیا ہے اور بہت ہی اختصار سے کام لیا ہے اگر آپکی مکمل سوانح عمری لکھی جائے تو ایک ضخیم کتاب کی

پہلی نقل

ان ہی دنوں میں ایک ن پرگنہ پٹنچرو کا قاضی آپ کی خدمت فیضدرخت میں حاضر ہوا اور نہایت عجز و زاری سے اپنا حال بیچارگی و مظلومی ظاہر کیا۔ اوس نے اپنی دردناک حالت اس طرح بیان کرنی شروع کی۔ کہ میں غریب فلک کا مارا مصیبت کا ستیا زمانے کا دکینا راہوں۔ میری دردناک حالت قابل رحم ہے۔ میرے بہت سے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ عیال و اطفال کی کثرت اور سیر و زگاری کی حالت نے مجھے سخت سراسیمہ و پریشان حال کر دیا ہے۔ میرے بال بچوں پر فاقہ پرفاقہ گذرتا ہے۔ میں نان شبینہ کو محتاج ہو گیا ہوں۔ لہذا آپ میری حالت زار پر ایک نظر رحم و کرم مبذول فرمائے۔ میں سخت عاجز و لاچار ہو کر درد و ملت پر حاضر ہوا ہوں۔ میری افسوس ناک حالت قابل رحم ہے۔ جو مجھ پر ظلم ہوا ہے۔ اوس کے بیان کرنے کی وجہ میں تاج بہنیں۔ میری روزی برباد کر دی گئی فحش پر ایسا ظلم اور سہک ساہتہ ایسی نا انصافی ہوئی ہے کہ کسی کے ساتھ نہ ہوئی ہوگی۔ آہ! میری فریاد پر کسی کا دل نہ پسجا۔ میں نے بہت گڑگڑایا۔ بہت سر پیٹا مگر افسوس کہ میری دردناک اور بیکسی کی حالت پر کسی کو رحم نہ آیا۔ میں نے بہت کچھ آہ و فغان نالہ و فریاد کی مگر آہ کسی میری ایک نہ سنی۔ اب مصیبت کے ہاتھوں سے مجبور اور ظلم کے ہاتھوں سے رنجور ہو کر اب کی خدمت میں حاضر ہو کر التیا کرتا ہوں کہ میں پرگنہ پٹنچرو کا قاضی ہوں۔ یہ خبر میرے خاندان میں میرے آبا و اجداد سے چلی آتی ہے۔ یہی میرا ذریعہ معاش ہے۔ اسی سے میری اور میرے عیال و اطفال کی گذر اوقات ہوتی ہے۔ دار السلطنت

شہر بیدر کے قاضی نے جسکو تمام قضات کی بجائی دہرطہ فی کا اختیار تفویض ہے۔
 اوسی نے مجھ غریب بنیکس بے وسیلہ کو خدمت قضات سے معزول کر دیا ہر
 اور میری جگہ ایک اپنے قرابت دار کو دی ہے۔ میرے ساتھ ایسا انصاف ہوا
 ہے کہ میں تباہ و برباد ہو گیا ہوں۔ اب میری فریاد کوئی نہیں سنتا ہے۔
 میری حالت مظلومی پر کسی کو رحم نہیں آتا ہے۔ مجھ مصیبت کے مارے کو ہر جگہ
 ہی نصیب ہوتی ہے۔ آہ! کیا برا وقت ہے۔ معاش کے چھوڑ جانے سے
 نکلہ مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے۔ جہاز معیشت بکرتا ہی ڈوبا جا رہا ہے۔ کوئی
 صورت سنبھالنے کی نظر نہیں آتی۔ کوئی امید بر نہیں آتی۔ ہائے سخت اضطراب
 میں جان ہے۔ کیا کہوں کچھ نہیں جاتا کہیں بغیر رہا نہیں جاتا۔ اصل یہ ہے کہ
 حال بیماری سبباً نہیں جاتا حضرت ذوالفقار فرمائیں۔ میری حالت مظلومی پر رحم
 فرمائیں اور صرف اس قدر کہ میں کہ بندہ کے لئے حسبہ دہر قاضی دار السلطنت
 شہر بیدر کے مکان تاک قدم رنجہ فرما کر اوس سے میری سفارش کریں اور میری
 خدمت پر مجھے بحال کرنے کے لئے شفاعت فرمائیں۔ سچے یقین کا مل ہے کہ حضرت
 کی خاطر خاطر مبارک سے وہ میرا منصب مجھے واپس دیگا۔ اگر حضرت کی اس قدر
 سرفرازی میرے حال پر ہو تو میں نہت العمر حضرت کے لئے دست بدعا رہوں گا۔ یہی
 گنگا ہے۔ ہاتھ دھو لیجئے اور ثواب عظیم حاصل کیجئے۔ اسوقت کی اعانت فرما
 نہ جائیگی۔ اس نیکی کا بدلہ خداوند کریم ضرور دیگا۔ حضرت نے اس کے حال
 تمام کہنے کا اوسکو موقع دیا اور اوسکی طرف ہمہ تن متوجہ ہو کر نہایت گوش دل سنایا۔
 جب اوس نے اپنی دردناک اور دل ہلا دینے والی حالت تمام کہہ سنائی۔ تو چونکہ آپ

میں انسان ہمدردی کوٹ کوٹ کر پہنچا ہوا ہوں تھا۔ آپ اور اسکے بیٹے نہایت ہی متاثر ہوئے اور آپ کی محبت اسلامی اعتقاد جو ش میں آئی کہ آپ اور اسکے حالت منقلبی کو سننے سے بیقرار ہو گئے۔ اسکو مصیبت میں گرفتار و پریشان دیکھا کہ آپ نے اسکی نہایت رنج و غم کی اور شفقت بزرگانہ و مروت ہمدردانہ سے اسکو بہت تسلی دی آپ نے فی الحال اسکو اسکی درخواست کو قبول فرما کر اسکو اطمینان دلایا اور کہا کہ میرے مکان میں جہاں ہوگا اس کا تیرا تین تین سے لے اپنی جان لے دوں گا۔ اور ابھی قاضی کے پاس خود چلے گئے کہ تیری خدمت چھوڑ دے اور تیری دردناک و قابل رحم حالت بیان کر کے انصاف کے لئے ضرور سعی اور خواستگاری کروں گا۔ یہ کہہ کر آپ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور محض اسکی شفاعت کے لئے قاضی کے مکان کو تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر قاضی سے اسکی بیگاری کی مصیبت ظاہر کی اور نہایت سو تراغاط میں اسکی شفاعت فرمائی اور کہا کہ میں اب امید کرتا ہوں کہ جناب میرے کہنے کو اپنے لطف عظیم اور اپنی مشہور اسلام ہمدردی سے شرف قبولیت عطا فرما کر اور اس کے حال زار پر ایک نظر رحم و کرم بدول فرما کر اور اس کے حق میں نئے سرے سے انصاف کر کے اسکی خدمت ابائی سے اسکو ضرور عطا فرمائیں گے۔ اسکی ناکامیابی اور اور مایوسی کی کوئی وجہ مجھے معلوم نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ جناب خود ہریان ہمدرد و منصف فرما رہے ہیں اب مجھے امید واثق ہے کہ میری یاخیر سفارش ضرور اپنا اثر کرے گی اور جلالہائی حتی الامکان اس بیمار کے غیب بیکس بے وسیلہ شخص کی خدمت و ایسے سے میں ہرگز سرگزشت نہ فرمائیں گے آپ کی اس سفارش

قاضی نے مطلق توجہ نہ کی اور نہ اوسکی در دناک اور قابل رحم حالت پر اوسکا ذل کیا۔
 اوسنے آپکی سفارش ماننے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ میں نے وہ خدمت اب اپنے
 ایک قرابت دار کو دی ہے۔ اوسکو اب اوس خدمت سے کہیں طرح ذرا نہیں کر سکتا
 میں نے جو کچھ کیا اچھا کیا۔ مجھے اختیار حاصل ہے۔ کسی کی سہمی و سفارش مجھے کچھ
 کی کوئی حاجت نہیں۔ میں ہرگز کسی کی سفارش نہیں سنتا۔ اور اب میں اپنی کاروائی
 کو بدل نہیں سکتا۔ جب حضرت نے اوس سے اس بے اعتنائی کی گفتگو سنی تو
 آپ نے اپنے علم و بردباری کو کام میں لایا اور نہایت عمدہ اور موثر الفاظ میں
 حق و انصاف کی حقیقت کہ سنائی اور اوسکے اغراض و انکار کرنے سے بوجہ دل تنگ
 نہ ہو کر کہا کہ خیر کچھ نہ کہہ نہیں۔ میں ہر طرح آپ سے انصاف دینے کی امید رکھتا ہوں۔
 میں آپ کے اس وقت کے انکار سے آئندہ کے لئے ناامید نہیں ہوتا ہوں۔ میں اس وقت
 آپ کے پاس خدا کے لئے آیا اور صرف اوسکے ایک بندہ کے حق میں انصاف کی راہ
 کی۔ اگر اس وقت آپ نے میری درخواست نہ مانی اور اوسکے حق میں انصاف کرنے سے
 انکار فرمایا تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اوس خدا کے توانا اور بزرگ کے لئے حضرت جناب
 محض کی ملازمت میں بار دیگر حاضر ہوں گا۔ خیر اس وقت تو جناب کو رحم کر ہی جائیگا
 اس وقت کے تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔ اب خدا حافظ انشاء اللہ کوئی دوسرا
 دفعہ حاضر ہو گا۔ یہہہ کہہ کر آپ وہاں سے اپنے مکان کو واپس تشریف لائے اور قاضی
 مظلوم کو اپنے ہی پاس بٹھرایا۔ اس واقعہ کو چند روز گزرنے کے بعد آپ پھر اوس
 مظلوم قاضی کی شفاعت کے لئے قاضی کے مکان کو تشریف لے گئے۔ اس وقت ہی
 آپ اوسکو حقیقین انصاف کرنے اور اوسکے بال بچوں پر رحم کر کے اوسکی آبائی خدمت و شرافت

اوسکو دینے کے لئے آگے سے بڑھ کر ہمت ہی ارزا کا لفاظ میں شفاعت فرمائی مگر
 وہاں کچھ رحم ہوتا تو مظلوم کے حال پر ترس آتا۔ پہلا شک ل پیر کیا اثر ہوتا ہے۔
 قاضی نے آگ کے دفعہ بھی آپ کی سفارش میں سنی اور صاف انکار کر گیا۔ پھر حضرت
 فرمایا کہ میں دوبارہ تمہارے پاس آیا اور تمہیں ایک بندہ خدا کی داد خواہی کی مگر تم نے اب
 بھی انکار ہی کیا خیر اس سے مجھ کو پشیمان و آزر دہ اور لپست ہمت نہ ہونا چاہئے
 کیونکہ یہ کام خدا کے لئے کیا جا رہا ہے آپ ہزار انکار کریں مگر اوس کے ایک بندہ مظلوم
 کے لئے میں پھر ضرور کوشش کروں گا۔ اسوقت بھی آپ نے انکار فرمایا ہے خیر انشاء اللہ
 ایک دفعہ انکی خدمت میں اوسکی شفاعت کے لئے ضرور حاضر ہوں گا۔ یہ کہہ کر آپ ہاں سے واپس ہو
 اوسکو چند روز گزرنے کے بعد آپ نے پھر تیسری مرتبہ ارادہ فرمایا اور قاضی کے مکان کی نظر
 تشریف لے چلے۔ اثنائے راہ میں شرف جہاں سے ملاقات ہوئی۔ یہ صاحب ایک شرف دیا
 اور اکابر روزگار و علامہ زمان و مفضل آدن تھے۔ انکی علم و فضیلت کی بے انتہا شہرت پرمیلی
 ہوئی تھی۔ اور یہ ایک بڑے پائے کے امیر آدمی تھے۔ ڈیوڑھی دربار میں انکی رسائی تھی۔
 امارت اور علم و فضل میں اولوالعظم مانے جاتے تھے انہوں نے جب حضرت کو تشریف لے جاتے ہوئے
 دیکھا تو آپ سے پوچھا کہ اسے میرے مخدوم آپ کہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ (اسا کیا کام
 دفع ہوا ہے کہ جسکے لئے حضرت خود قدم رنج فرما رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ میں اسوقت
 خدا کے لئے جا رہا ہوں اور اوسکی خوشنودی کے لئے ایک بندہ مظلوم کی شفاعت کرنے
 چلا ہوں۔ شرف جہاں نے کہا کہ اس سے کوئی بری بات ہو۔ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلے
 قاضی کے ساتھ مجھے آہ و رسم بہت ہوا۔ سبیلے میں بھی چاہتا ہوں کہ انکی بدولت ایسے نیکی
 میں آپ کا ماترہ بٹا کر داخل حیات ہوں۔ اور ایسے کام کی اعانت سے محروم نہ رہاؤں

اگر اس بندہ مظلوم کی مراد برائے تو مجھے ہی آپ کے طفیل میں کوئی اجڑا ہی بھائیگا۔
حضرت نے کہا کہ بہت خوب آپ بھی میرے ساتھ تشریف لے چلے۔ غرض دونوں حضرات
قاضی صاحب کے پاس آئے اور اس شخص کی شفاعت آگے سے بڑھ کر کی اور اپنی طرف سے کوئی
رقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ دلائل معقول سے سمجھایا۔ اور ہر طرح سے منایا کہ خدا کے لہجہ اور
اوسکے پاک و برگزیدہ رسول کیلئے اس بیچارے عیال و اطفال واسلے کے حقین
انصاف کو کام میں لا کر اس کی خدمت سے اسکو سرفراز و نیکو عیشت و پریشانی نہ نصیب
سے سبکدوش فرمایا جاوے تو خوشنودی اللہ و رسول اور باعث نجات دارین
اس بیان شفاعت سے قاضی کے کان پر جون بھی نہ رنگی اور ایسے اولیٰ العظم ہرگز اس
کی شفاعت کا اوسکو کچھ بھی خیال نہ ہوا اور نہ وہ اوسکے مرتبہ کا کچھ پاس رکھا۔ جب کوئی
خوبے بد انسان کی طبیعت میں جمتی ہے۔ تو اُسکا تختہ بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ چاہے
رادہر کی دنیا او دہر ہو جائے مگر وہ خصالت نکلنے کی نہیں۔ پڑی ہوئی عادت طبیعت
ثانی ہو جاتی ہے۔ وہ اندھا دہند چلا جاتا ہے۔ اوسکو اپنا پہلا یا برا کچھ سمجھائی نہیں
دیتا اور آخر پٹو کر کہتا ہے ہی تو اس بری طرح کہ اوس سے بچنا اوسکے لئے سخت محال
ہو جاتا ہے اور آخر کف افسوس ملتا ہوا حسرت دیا سے گریبان میں سبزگون پر
اپنے کے پر آپ نادم ہوتا ہے۔ اوسوقت سوا افسوس و پشیمانی کے کچھ بات نہیں آتی
ابتدائیں اوسکو اس نتیجہ کا خیال ہرگز نہیں ہوتا۔ کیونکہ غرور اندھا کر دیتا ہے۔ اور
جو برائی وہ کئے جاتا ہے اگرچہ سب کو وہ اوسکی بری عادت بری ہی معلوم ہوتی
ہے مگر وہ اپنی دانست میں اوسکو اچھی سمجھتا ہے۔ اور اوس سے خبردار ہوتا
ہے یہی تو کب ہے اور از خود اپنی بشریت۔

جس طرح ہر ایک کی کیفیت قافی دار السلطنت کے عاید حال تھی۔ اس نے اس نوع ہی
حضرت کی شفاعت کو کچھ خیال میں نہ لایا اور صاف انکار کر دیا کہ میں ہرگز اپنے لئے کہ
علان نہیں کر سکتا۔ یہ روکھا جواب سنا کہ حضرت مخدوم شیخ ابراہیم نے نہایت تسات
سے فرمایا کہ میں تین بار حضرت خدا و رسول کی خاطر آپ کے مکان کو آیا اور اس
شخص کی جائز شفاعت کی آپ نے تین بار بھی انکار ہی کیا۔ بڑے تعجب کی
بات ہے اگر ایسا ہی ہے تو انشاء اللہ اب آپ کو معلوم ہو گا اور عتقرب آپ کی
انگوشتیں کھلینگیں۔ اب آپ سے کہتا فضول ہے۔ آپ سے انصاف و رحم کی توقع
لا حاصل ہے۔ بین انشاء اللہ اب اپنے حق سبحانہ تعالیٰ ہی سے کہہ کر اسکی خدمت
اسکو دلواؤں گا۔ وہی کیریم کار ساز ہے۔ وہی حق و ناحق کا انصاف کرنے والا
وہی کی ذات سے زمین ہر طرح کی امید ہے۔ ہر ایک بندہ کے دل کی پہلی
اور بری نیت اور بدروشن ہے وہی سب کا مالک ہے۔ وہی مظلوموں پر
رحم کرنے والا اور ہر کس و نا کس کی التجا شنہ والا ہے۔ پس ہی انصاف کرنے
والا ہے۔ یہ کہہ کر آپ وہاں سے اپنے مکان کو واپس تشریف لے گئے۔ خدا کی
عجیب قدرت ہے۔ اس صاحب اسرار کا ورا زبان سے کہنا تھا کہ اُس نے اپنی
قدرت کاملہ کو ظاہر کر ہی کہایا۔ اسکی شان کبریا کی مقابل سب ہیچ ہے۔
ہر ایک کی پہلائی اور برائی کو وہ خوب جانتا ہے اور کسی کی فریاد کو کہی خالی جانے
نہیں دیتا۔ حضرت کا یہ کہنا کہ میں خدا سے کہنے دلواؤں گا۔ اس وقت قرین اثبات
یہ ہوتا۔ جس پر یہ واقعہ گذرا وہی شب حضرت سبحانہ کی مشیت سے سلطان کے دہن
پر خیال پیدا ہوا کہ قدرت قضا ایک بہت مشکل خدمت ہے۔ یہ کسی حالت میں ہوتا

موجودہ قاضی القضاات کو زیب نہیں دیتی ہے۔ جبکہ حضرت مخدوم شیخ ابراہیم جیسے
 علامہ زمان اور فاضل آدان بزرگ موجود ہیں تو اس صورت میں یہ ہرگز متعین
 نہیں معلوم ہوتا کہ ایک کو بے وجہ بھی چھوڑ کر دوسرے کو قضاات دے جائے۔ ایسے
 صاحب کمال متدین اور لائق بزرگ ہوتے ہوئے دوسرے کو یہ خدمت دینا ہر امر
 انصاف کا خون کرنا ہے۔ اور کیا وجہ ہے کہ ملک آپ کے قبض سے مستفیض
 نہ ہو۔ آپ کی موجودگی میں دوسرے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس خدمت
 اور اسکے ذمہ داریوں اور اس کے عہدات کو نہایت انصاف و قابلیت و موافق شرح
 متین کے انجام دینے والا دوسرا نہ ہوگا۔ اور ہر حالت میں اس خدمت کے رہی شایاں
 ہیں۔ کیسے طرح منصب قضاے دار السلطنت حضرت کے تفویض ہوگا تو نہایت بہتر اور
 ملک کو قابل فخر بات ہو۔ غرض بادشاہ کو اسی خیال میں ساری رات نیند نہ آئی اور اس
 بیقرار می سے تڑپتے رات کاٹی۔ آخر جب نور کا ترکا ہوا۔ تاریکی کا پردہ آہستہ آہستہ
 اٹھنے لگا۔ ہلکی ہلکی روشنی چاروں طرف پھیلنے لگی۔ مشرق کی طرف سے آفتاب جہان نما
 کے جلوہ افروز ہونے کے آثار ظہیر ہونے لگے تو بادشاہ اس وقت باہر برآمد ہوا
 اور اپنے محل کے دروازہ کا پردہ پکڑ کر اس عالم زمان فیض بخش فیاض جہان کے تشریف
 آوری کا منتظر ہو کر ایک بالون پر کھڑا ہو رہا۔ چنانچہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ بادشاہ
 دیگاہ ہر روز حضرت سے مسائل دینی کا سبق پڑھا کرتا تھا اس لئے حضرت بھی
 قاعدہ کے موافق اپنے ٹھیک وقت پر تشریف لے جاتے تھے۔ مگر آج ابھی فجر ہی
 برابر نہ ہونے نہ پائی تھی کہ یلانے کے لئے آدمی پر آدمی آنے لگا۔ وہاں
 بادشاہ کا یہ حال تھا کہ جو آدمی آکر سلام کرتا اور اسکو کہتا کہ اسنوٹ دوڑ کر

حضرت بابا کرم صاحب کو بلا لا۔ عرض حضرت کو کہہ سے بھاسن یب تن کر کے نکلے
 سو بجاس آدمی راہ میں ملے اور ہر ایک یہی کہتا تھا کہ جلد چلے جہان پناہ ہتھار
 میں کھڑے ہیں اور بار بار یاد فرما رہے ہیں۔ جب بے وقت بادشاہ کے برآمد
 ہوئی کیا خبر افراتو کو پہونچی تو ابھی کچھ رات باقی تھی کہ مشغولوں کی روشنی میں
 کئی ایک امرا جمع ہو کر اور آداب بجالا کر دونوں طرف قطار باند بکر کھڑے ہو گئے
 بادشاہ منتظر ہی کھڑا تھا کہ حضرت ہی آپہونچے۔ آپ کو دیکھتے ہی برسم معبود سر
 اٹھ کر آپ کی پیشوائی کی اور لوازم تعظیم بجالایا۔ اس کے بعد اس نے نہایت شوق
 و شیرین زبانی سے آپ سے کہا کہ اسے حضرت مخدوم جی آپ اپنے دست مبارک سے
 مجھے قلم دین۔ جو نہ ہی آپ نے قلم اوٹھا کر دینے کو ہاتھ بڑھایا یا سلطان نے آپ کے
 دست مبارک کو مضبوط پکڑ کر کہا کہ میں آپ سے اس وقت ایک بات ایسی کہنی
 چاہتا ہوں کہ جس سے خدا اور رسول آپ سے اور مجھ سے خوشنود ہونگے۔ اور جس سے
 آپ کو حسنات اور خلق اللہ کو آرام حاصل ہوگا اور جب تک آپ اس کو قبول نہ فرمائیے
 میں دست شریف ہرگز نہ چھوڑوں گا۔ آپ نے کہا کہ معلوم تو ہو وہ بات کیا ہے؟
 بادشاہ نے کہا کہ آپ پہلے اس کے قبول کر لیں گا اقرار کریں اور پھر سنیں۔ اس کے
 جواب میں آپ نے فرمایا کہ اگر وہ کام شرع احمد مختار صلی اللہ علیہ و علی آلہ
 و اصحابہ و بارک وسلم کے موافق ہو اور ہم جیسوں کے مناسب حال ہو تو
 اس کے قبول کرنے میں تامل نہیں۔ میں اس کو اختیار کر سکتا ہوں اگر صورت
 اس کے خلاف ہو تو مجھے اس سے معذور رکھو بادشاہ نے یہ کہا کہ خلاف شرع
 ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ موافق شرع شریف اور نیکو سرشتاں شان آپ کے ہے

اور جیسا آپ نے فرمایا وہ بالکل ایسی ہی ہے۔ پہلے قبول کرنے کا اقرار فرمائیں
تس قتیچے میں عرض کرونگا۔ بادشاہ کا صرار دیکھ کر امراؤں نے ہی مان میں
بلا پایا۔ حضرت نے جب دیکھا کہ اصرار بڑھتا جاتا ہے تو کہا کہ اگر شرع شریف کے
موافق ہے تو بسم اللہ فرمائے میں اس کو قبول کرنے کا اقرار کرتا ہوں۔
بادشاہ نے کہا کہ میری دلی آرزو اور دلی خوشی یہ ہے کہ آپ منصب قضا
دار السلطنت قبول فرمائیں۔ آپ نے قضا کا نام سنتے ہی سر پٹیا۔ اور فرمایا
کہ مجھے اس سے معاف کرو۔ یہ امر شریعت منکحل ہے۔ اسکی اجراء میں دشواری
میں کیونکہ انجام دے سکونگا۔ اس بارگراں کا میں کیونکر متحمل ہو سکونگا۔
یہ نہایت نازک کام ہے۔ اسکی ذمہ داری سخت مشکل ہے۔ اسکے سبب
خود حضرت رسالت معآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فسر دیا ہے کہ
قَاضٍ فِي الْحُجَّةِ وَقَاضٍ فِي النَّاسِ۔ اسکے سوائے کوئی اور کام
کہو تو میں بخوشی قبول کرتا ہوں مگر اس تکلیف سے بندہ کو معاف رکھو۔ بادشاہ
نے کہا ہرگز نہیں۔ کیس طرح اب آپ کو یہ خدمت قبول کرنی ہوگی۔ اس
پہلے آپ نے قبول کرنے کا اقرار ہی کر لیا ہے۔ پس قبول کے بعد انکار بیکار
آمد نہیں ہو سکتا۔ اب آپ انی پہلو نہیں کھینک سکتے۔ اور میری شریعت
اس میں ہے کہ یہ خدمت آپ کے ہاتھوں سر انجام پائے۔ اور ہر سے امر
نے ہی زور دیا کہ آپ کے وعدہ کے ہم شاہد ہیں۔ تمام حاضرین نے بھی
ہر طرف سے کوشش بلیغ کرنے شروع کی اور اپنی انتہائے خوشی و فلاح
و بہبودی و دلی رضا مندی ظاہر کی آخر بادشاہ کا اصرار اور ایک بار حضور

کی سبھی کے شہار و بیکہ اور بمقتضائے الکرامہ اذا وعد وفا (کریم جب
 وعدہ کرتا ہے وہ وفا کرتا ہے) آپ بنا چار و بعد دل ماراض راضی ہوئے۔
 آپ کے رضا مند ہونے سے سب لوگ خوش ہوئے۔ اسی وقت خلعت منصب
 قضا قضاے اونی سگوائی گئی۔ سلطان نے یہ تعظیم تمام اہل کراچیہ ہاتھ سے
 آپ کو وہ خلعت پہنائی۔ جس وقت آپ نے اپنا سید ہاتھ آستین میں ڈالا
 اسی لحظہ حکم کیا کہ اس شخص کو جسکی شفاعت کے لئے میں تین دفعہ قاضی کے
 پاس گیا تھا اب میں نے اسکی خدمت پر بحال کیا۔ اسکو اسکی خدمت پر
 ابھی بھیجا جائے اور اسکی جگہ جس شخص کو قاضی سابق نے بے انصافی سے
 دی تھی اسکو میں نے معزول کیا اسکو اسی وقت اس خدمت سے برطرف
 کیا جائے۔ اس حکم کی فی الفور تعمیل عمل میں آئی۔ پھر قاضی مظلوم
 حضرت ہی کے مکان میں شہر ہوا تھا اور اسکو جب یہ حکم سنایا گیا تو وہ
 دعائیں دیتا ہوا اپنے قصبہ کو روانہ ہوا۔ وہاں اس نے اپنی خدمت کا
 جائزہ لیکر کام شروع کیا اور ایک طفیل سے انصاف کو پہونچا۔

اس سرفرازی کے بعد حضرت نے حضرت صمدیت کا شکر بجا لایا کہ الحمد
 للہ والہم نشد (شکر ہے اللہ کا اور احسان) کہ جس طرح میں نے حق
 سبحانہ تعالیٰ سے اسکا منصب اسکو دلوانے کے لئے شرط کی تھی اور
 اس مالک دو چہان پروردگار انس و جان نے عز و نصب کا حکم چھوڑا
 تفویض فرمایا۔ اس نے اپنے ایک ناچیز بندہ کی فریاد سنی اور اپنی غنایت
 سے اسے سرفرازی بخشی اسکی بات رکھ لی۔ اور اسکو کسی حال میں

اپنی عنایت سے بیکار و ناکامیاب نہ کیا۔

دوسری نقل

نقل ہے کہ اختیارات عزل و نصب و منصب قضاے دارالسلطنت عظام ہر
 آپ نے ادیوقت اٹھارہ شرطین سلطان سے لکھوائیں۔ انہیں سے ایک شرط
 یہ بھی تھی کہ آپ بادشاہ وقت ہیں۔ تخت سلطنت پر نہ اوج و شوکت جلوہ افروز
 ہیں اور اپنے پورے اختیارات اور قدرت سے جو چاہے کر سکتے ہیں۔ اس صورت
 میں اگر آپ سے فعل نامرضی و مخالف شرع شریف وجود میں آئے تو جو کچھ شرع
 ازسیر ثابت و لازم آئیں وہ آپ کو بلا ملاحظہ بجالانے ہونگے۔ گہنہ شہابی فخر سروری
 دسرتابی کام نہ دیگی۔ بادشاہ کو اور غریب کو یکساں میسران میں یکساں ملنا ہوگا۔
 انصاف کے آگے تسلیم خم کو نا پڑیگا۔ اور جو حکم شرع لازم آئیگا وہ آپ پر بھی پورا
 ہو کر رہیگا۔ آپ بادشاہ ہونے کے لحاظ سے کسی قسم کی حمایت آپ کے ساتھ کیا غریب کے مقابل
 میں ہرگز روانہ رکھی جائیگی۔ سلطان نے کہا کہ یہ کل شرائط مجھے بجاں و دل قبول اور
 بسر و چشم منظور ہیں۔ اسکے بعد اس نے اپنا راضی نامہ آپ کے دروازے کے بوجب
 لکھ کر آپ کو دیا اور اوپر اپنی دستخط اور مہر ثبت کر دی۔ اور ارادہ سے آپ کے کاروبار
 قضائت کو انجام دینا شروع کیا۔

تیسری نقل

سلطان کے

نقل ہے کہ شہزادہ اور اقبالیات کے آپ کے عہد میں یہ بھی واقع ہوا تھا کہ

جامن مقربوں میں سے ایک شخص نے ایک بوڑھی عورت سماتہ بی بی شاہ کے نوحہ
 لڑکے کو قتل کر کے بھاگا اور بادشاہ کے پیش پست او اس نے پتاہا۔ سلطان
 اپنے مقرب کا لیا کر کے تعاضل کر گیا وہ بوڑھی عورت مالہ و گریان و دادخواہ
 حضرت کے پاس آئی اور رو رو کر اپنے سخت جگر نورسبر کے خون کا قصاص لینے اور
 انصاف چکاسے کی استدعا کی۔ حضرت نے اسی وقت اس سیرزن کے پسر کے قاتل
 کو گرفتار کر لانے کا فرمان جاری کیا۔ ہر چند آدمیوں نے جدوجہد کی اور سکا پتہ
 بنا کر اس کے گرفتار کرنے کے لئے بہت کچھ نہر مارا مگر بادشاہ کے پیش پست جہان کہ
 اس نے پتاہا ہی تھی وہاں تک اس کی رسائی سخت دشوار تھی۔ اور سیرج آدمین
 کا میا بی کی امید بن نہ پڑتی تھی۔ غرض سب نے بے نیل مرام حضرت کی خدمت
 میں واپس آ کر اصل حقیقت ظاہر کی۔ حضرت نے اس کی تحقیق و تصدیق فرمائی جب
 آپ کو اس کی حالت سے کما حقہ آگاہی ہوئی تو آپ اسی وقت خود مکر بستہ ہو کر سلطان
 کے پاس تشریف لے گئے۔ وہاں اس قاتل کو سلطان کے پیش پست کھڑا ہوا
 دیکھ کر آپ نے اپنا ہاتھ اس کی کمر میں ڈالا اور بادشاہ اور حاضرین و ربا کے سامنے
 اسے اس کو گھسیٹتے ہوئے باہر لایا۔ وہاں اس کے منڈھے باندھ کر اس کو اس
 مقتول کی بان کے حوالہ کیا اور فرمایا کہ یہ تیرے بیٹے کا قاتل ہے۔ اب تجھ کو قتل
 ہو جاتا ہے کہ اوہ سیرج جاہل اپنے بیٹے کا بدلہ اس سے لے۔

چوہی قتل

آپ کے غم میں ایک اور واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن ایک عورت

لیکن حکم قضائین لائی گئی۔ حضرت کے خدشہ کا رد ہے ایک شخص نے اس سے
ایک دستاویز رشوت لیکر اسکو حیلہ و غدر سکھایا۔ اور ایسی تقریر تعلیم کی کہ جس سے
اسکی نجات ہو اور الزام و سزا اس سے ملے۔ مگر وہ دراصل اصل واقعہ کے خلاف
تھی جب وہ ملزمہ آنحضرت کے سامنے پیش کی گئی تو حضرت نے اسکو اس کے
بیان کرنے کا موقع دیا اور کہہ دیا کہ صحیح صحیح بیان کر کامل طور پر لحاظ کیا جائیگا۔
مگر اصل واقعہ کے خلاف جس طرح اسکو پٹی پڑائی گئی تھی اس نے اسکی
مطابق بیان کیا۔ حضرت نے اسکی تقریر سنکر بمقتضائے منہج حکم یا اطلاق
(ہم حکم کرتے ہیں ظاہر ہے) فیصلہ صادر کر کے فرمایا کہ جس نے تجھ کو یہ سکھایا ہے اسکی
گردن اور منہ دونوں ٹوٹ جائیگے۔ خدا کی قدرت آپ کے فرمانے کے بموجب
ہوئی۔ آپ کا کہنا پورا ہو کر رہا۔ اس شخص نے کہ جس نے رشوت لی تھی اسوقت بتایا
کہ جو تیرے سے جہان وہ بیٹھا ہوا تھا نیچے اترے۔ یکا یک اسکا بائون ایسا پھسلا
کہ وہ وہاں سے نیچے گرا اور اس صدمہ سے اسکا منہ اور گردن دونوں ٹوٹے۔ اور
وہ دستاویز طلا جو اس نے اس عورت سے بطور رشوت لیا تھا باہر نکل پڑا۔ اس نے
شہر مندہ ہو کر اسکو سب کے سامنے اس عورت کو واپس کر دیا اور اپنے فعل کا انکار کر کے
نا دم ہوا۔ ہر ایک شخص نے جس نے اس واقعہ کو دیکھا تھا متحیر رہ گیا اور اسکو جانا کہ حضرت
نے اپنی صفائی باطن سے معلوم کیا۔ آپ جیسے صاحب باطن کے سامنے جہریت
سیح کی حقیقت چھپی نہ رہ سکی۔ کل معاملہ طشت از بام ہو گیا۔ اور آپ کے فرمانے کے بموجب
جھوٹے نے اپنی جھوٹ کا خمیازہ بھگت لیا اور جہر فی الحقیقت ہونا تھا اور اسکی آپ کے
ذہب سے اسکا ہتھیار بھی ہوا اور صحیح صحیح انصاف عمل میں آیا۔ حضرت نے چند روز

نہایت ضرورت کی صورت احکام قضا جاری رکھا۔ آپ کے جیسی قضائت کسی نے نہیں کی۔ آپ نے نہایت قابلیت سے اس خدمت کو کر دکھایا۔ بعدہ آپ نے خدمت ترک کر دی اور کل معاملات قضا سے دست بردار ہو کر اللہ تعالیٰ کی یاد میں گہر بیٹھ رہے۔ اور بقیہ عمر اسی میں گزاری۔

پانچویں نقل

نقل ہے کہ ایک روز ایک مردان غیب سے آپ کو دیکھ کر تعجب کر کے کہا تھا کہ اللہ اکبر میں دیکھتا ہوں کہ اس شخص کے صلیب میں تاقیام قیامت علم رکھا ہے۔ زب سے نصیب اس شخص کے کہ اسکی اولاد سے ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جو اپنے وقت کا ولی کامل اور فوجبر حق ہوگا۔ تصوف۔ محبت اور معرفت کے رموز اس سے آشکارا ہونگے۔ اس کے نورانی چہرہ کی تجلی ایسی چمکے گی کہ شمس و قمر کی روشنی کو ماند کر دے گی۔ اور فی الواقع اس کے بعد یوں ہی واقع ہوا کہ آپ کی اولاد سے حضرت شیخ محمد الشریف القادری الملتانی پیدا ہوئے آپ دانشمند و علامہ و برگزیدہ آلہ گذر ہے۔ آپ بے مثل عارف یا اللہ تبارک آپ کے کمال کی دہوم جج گئی۔ آپ کی فضیلت مانند آفتاب کی روشنی کے چمکی اور لوگوں کے دلوں کو معرفت کے نور سے منور اور ممتاز کر دی۔ آپ لوگوں کی مرادین یوری کرانے کا وسیلہ ہوئے۔ آپ نے فقر و غنا کا بازار گرم کیا۔ عشق حقیقی کا پاب و مضبوط کیا۔ علم معرفت کے اوسٹاد کامل ہوئے اور خلی خدا

کے روحانی معالج بنے۔ آپ ریاضت کے یاقوت میں بہار آگئی۔ مختصر یہ کہ آپ اپنے وقت کے صوفی صافی اور ستارے بزرگ صاحب کمال عارف اور کامل بنے نظر گذرے۔

ذکر اخلاق و اوصاف حضرت شیخ

ابراہیم قدس اللہ سرہ

آپ اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار تھے ہمیشہ یاد الہی میں مشغول رہا کرتے تھے۔ آپ بڑے صاحب ریاضت و عبادت اور اپنے وقت کے شبلی و ضیاء تھے۔ آپ بارسائی اور اطاعت و عبادت الہی میں اپنی تمثیل نہ رکھتے تھے۔ آپ کے دلی کامل ہونے میں کوئی شک نہ تھا۔ سب آپ کو نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے صاحب کمال بزرگ سمجھتے۔ اور آپ کے علم و فضل کو سب مانتے تھے۔ اور وقت علم و فضل میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ آپ علامہ روزگار اور عمدۃ القیاسے ابراہیم تھے۔ چھوٹے بڑے آپ کی بیحد تعظیم و تکریم کیا کرتے اور بہت وقت کی نظر سے دیکھ کر کرتے تھے عوام میں آپ ادلا العظم بزرگ مشہور ہونے لگے علاوہ دربار شاہی میں سربراہ دروہ رکن تسلیم کئے جاتے تھے۔ آپ بڑے بہمان نواز تھے۔ ہمیشہ غریبوں پر رحم کیا کرتے تھے۔ انسانی ہمدردی آپ میں بیحد تھی اکثر مظلوموں کی امداد میں حتیٰ الامکان کوشش کرتے تھے۔ آپ نے بہت سے غریبوں کو مال مال کر دیا۔ بادشاہ سے کہہ کے کئی لوگوں کی روزی مقرر کرادی۔ اکثر لوگوں کی

سفارش کر کے انکو روزگار سے لگا دیا۔ ملک کے سب چوٹے بڑے آپ کے فیض سے
 بخالی نہ تھے۔ ہمیشہ سب آپ کے حقین دست بدار رہتے تھے۔ ہر شخص ایک تعریف کرتا
 آپ احکام شریع کے نہایت پابند تھے اور اکثر اوقات سلسلہ وحدت وجودی کے متعلق
 وہ لوہ رسوز و نکات بیان کرتے تھے کہ شکوہ نہ کر بڑے بڑے فاضل حیران رہتے تھے۔
 بادشاہ اور تمام امراء آپ کی خاک پا کر سہمہ چشم مقصور کرتے تھے۔ آپ غار روزہ کے
 بھی سخت پابند تھے۔ ایک وقت کی نماز تو کیا آپ نے کبھی تہجد اور اشراق تک قصداً
 نہیں ہونے دی تھی۔ اور ہر وقت درود و خالیفین مشغول رہا کرتے تھے۔

وفات حضرت شیخ ابراہیم قدس سرہ

حضرت والا منقبت بندی مخدوم شیخ ابراہیم قدس سرہ کے مناقب بے شمار ہیں۔
 آپ کی زندگی کے مکمل اور مفصل احوالات لکھنے کو یقیناً ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہوگی
 اس چوٹی سی کتاب میں اس قدر گنجائش نہیں کہ سب تحریر کئے جائیں۔ اس لئے
 اس سے درگزر کیا جاتا ہے۔ علاوہ اسکے اگر عبارت کو اب کیفیتہ بطول ہی دیا جائے
 تو ناظرین کے ملال کا موجب ضرور بنے گا۔ لہذا ہم اسکو اسی پر اکتفا کرنے میں منظور
 تیرک جو ضروری تھا لکھ دیا۔ اہل بصیرت کو اگر کسی حاصل کرنے کے لئے بس اتنا ہی کافی ہے
 آخر حضرت قدس سرہ کے لئے بھی وہ دن آگیا جو سب کے لئے مقرر ہے اور جس کے
 لئے ہر ایک متفلس کو اس دنیا میں ہر وقت منتظر رہنا چاہئے آخر اس دن آپ کے
 اپنے معقدوں اور یاران ہم جلیس سے ہمیشہ کے لئے جدا ہونا پڑا۔ آپ کی مجلس

بے رزق ہو گئی۔ تصوف و عرفان کے عالم کی کشتی دنگ لگانے لگی۔ ریاضت کے پیمان پر گشتاؤں
 اندھیرا چھا گیا۔ روحانی روشنی بخشنے والا چاند بدل میں چھپنے لگا۔ دل کی سیما ہی کو منسوب
 کرنے والا آفتاب غبار آلود ہو گیا۔ فیض بخش نے والا بحر غمٹانے لگا۔ راہِ ظلمات کی
 راہِ نمائی کوٹنے والا ستارہ جہلا لے لگا۔ خلقِ خدا و میناویٰ مخصوص کی بیمار یون میں مبتلا
 رہ گئی ان پر خزان آگئی۔ سایہ فیض اٹھ گیا۔ نسیم روح افزا نے ابدان پر پھیر لیا۔ ایک
 حید و فصل نے لوگوں کی نظر سے غائب ہو گیا۔ مختصر یہ کہ آبِ جامِ عسر لبریز ہو گیا
 اور رحمتِ حقیقی سے آپ کے وصال کا وقت قریب آ رہا تھا۔ غرض بیانِ مخبر۔

ماہِ جمادی الثانی ۱۱۵ھ ہجری نبویؐ آپ نے اس عالمِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف رحلت
 فرمائی اور حق کی جوارِ رحمت میں بیوست ہو گئے۔ آپ کے کل مہموں نے تجرید و تکفین کی۔
 اور نماز جنازہ میں بڑے بڑے لوگ شریک ہوئے۔ مسجد کے متصل جنوب کی طرف
 آپ کو دفن کیا اور مزارِ مقدس بنایا گیا اب آپ کا مزار شریف وہیں موجود انتقال کی نسبت
 آپ بہت بوڑھے ہو گئے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ آپ نے اپنی عمر طبعی کو پہنچا کر اشراف
 فانی سے انتقال فرمایا۔ مگر جس مہلت تک آپ اس صفحہِ ناپائیدار پر قائم رہے آپ کے
 ساہمائے عمر شریف شخص نہ ہوئے۔ کئی ایک کتابوں میں آپ کی کیفیتِ مندرج ہے
 مگر او نہیں ہیں بھلا آپ کی عمر شریف کے سالوں کا تعین نہیں پایا گیا ہے غرض آپ نے
 ۱۱۵ھ ہجری میں انتقال کیا۔ گو آپ کا جسم مبارک تہہ خاک دفن ہوا مگر آپ کی عظمت
 اور آپ کے بزرگ و مقدس اولاد کی شہرت اور آپ کے اخلاق پسندیدہ و اوصاف
 حمیدہ اب تک لوگوں کے دردِ زبان ہیں اور سطحِ آپ کی عظمت و بزرگی و خدا
 پرستی و انسانی ہمدردی آپ کی زندگی میں شہسوار ہیں اور سطحِ وہ سب باتیں آپ کی بزرگی

یادگار علی الدینی ہیں۔ اور جب تک دنیا قائم ہے آپکا نام معجزہ ہی پیر قرار دیا جائے گا اور آپ کے پاس
در اخلاق ناسخ و ہاشاب اور آفتاب کے فیضان اور درخشان رہن گے۔

حضرت شیخ احمد علیہ الرحمہ

حضرت بندگی مخدوم شیخ ابراہیم صاحب ملتانی کے دو فرزند تھے۔ ایک حضرت
شیخ احمد اور دوسرے سہارے حضرت قطب آفاق بالاتفاق ابو الفتح شمس الدین
بندگی مخدوم شیخ محمد انصاری القادری الملتانی قدس سرہ۔ حضرت شیخ احمد صاحب
حضرت بندگی مخدوم شیخ ابراہیم صاحب کے برے فرزند تھے۔ قاضی برگنہ پٹنہ والے
سیکڑا محل حضرت شیخ ابراہیم صاحب کے بیان میں لکھا جا چکا ہے (ابنی لڑکی آپ کے ساتھ
سیاہی تھی۔ قاضی صاحب مکان اوس زمانہ میں موضع کنجولہ میں واقع تھا۔ شادی کے بعد
حضرت شیخ احمد بھی وہیں جا رہے۔ قاضی صاحب مذکور کے انتقال کے بعد چند مدت تک
اپنے خدمت قضاوت انجام دی۔ آپ نے اپنے چھوٹے بیٹے حضرت شیخ محمد انصاری القادری
سے بیعت مجال کی ایک صحبت میں چند دن ریکر بہت کچھ فیض اٹھایا۔ اور صاحب کشف و کرامت
ہوئے۔ آپ آپکا اور قاضی مذکور کا مزار موضع کنجولہ ہی میں واقع ہے۔ اور وہاں آپ کی
کرامتیں جاری ہیں۔

حضرت شیخ فتح احمد صاحب

آپ حضرت شیخ احمد صاحب ایک ہی فرزند تھے۔ آپ اپنے عم مکرم و منعم حضرت بزرگوار
مفتی محمد امجد علی دہلوی کے خدمت میں ریکر تعلیم و تربیت پائی اور ولایت کو پہنچ کر کمال

ایک کچھہ عالی و پرہیز نگہا جاسکا ہے۔ ایک بار وفد مبارک آپ کے والد قبلہ کے خزانہ مقدس کے متصل
موضع کبیر لبرگ پر گنہ پیش چرہی میں واقع ہے آپ کے ایک صاحب زادے تھے جنکا نام
شیخ احمد تھا۔ اس کے کوئی لڑکا بالائے ہوا۔ مگر ایک صاحبزادی تھیں جنکا نام بی بی طہر تھا۔
یہ بی بی صاحبہ ایک لڑکا چھوڑ کر نقل گئیں۔ اگر چہ ان سے فرزندوں کا ہونا ثابت ہے۔

حضرت بندگی مخدوم شیخ فخر الشریف نقادری الملتانی قدس سرہ کے چند تاریخی حالات

حضرت قطب لافاق بالا اتفاق ابوالفتح شمس الدین بندگی مخدوم شیخ فخر الشریف نقادری
الملتانی قدس سرہ شہر میدرین تولد ہوئے۔ اور آپ نے یہین رہ کر نشوونما پائی آپ کے
والد نے جس وقت سے زندگی بسر کی تھی آپ نے بھی وہاں اوسی عزت و جاہ سے سکونت رکھی
آپ نے اپنے والد بزرگوار کے انتقال کے بعد کچھ تعلقات روزگار آپ کے ساتھ رہتے تھے کہ
فرمایا اور کل دنیاوی امور سے درگزر کر آپ کو شہ نشینی اختیار کی۔ اور سجادہ مشیخت پر عہد
رکھ کر طالبوں کے ارشاد اور عالموں کی ہدایت میں اشتقامت تمام رکھی۔ آپ کو امت
میں مشہور اور علم و فیضیت میں شہرہ آفاق ہوئے۔ آپ نماز و روزہ و احکام شرع
شریف کے بہت پابند تھے۔ ہمیشہ آپ اپنے حجرہ میں یا خدا میں مشغول رہتے تھے۔ اور
بہرگز گاری و بارسائی اور طاعت عبادت الہی میں آپ نے اپنی تمام عمر گزاری۔ آپ اپنے
وقت کے قطب و مشایخ اول العظم گزرے۔

نسب نامہ حضرت شیخ فخر الملتانی رضاعلیہ

حضرت شیخ محمد کتانی بن شیخ ابوالہیثم بن حضرت شیخ فتح اللہ ملتانی بن شیخ ابوبکر بن شیخ
 فخر الدین بن بدر الدین کبیلہ رفقہ الدین بن کبیلہ رفقہ الدین بن کبیلہ رفقہ الدین بن کبیلہ رفقہ الدین
 بن امیر شاہ غوری بن سلطان شیخ شہاب الدین غوری غزنی دہلوی۔ تاریخ فرشتہ میں
 لکھا ہے کہ سلطان شہاب الدین کاتب ضحاک تازی تاجک بہو پختا ہے۔ تاریخ خاجہ
 میں یہ لکھا ہے کہ سلطان شہاب الدین غوری بن سام بن کمال الدین بن محمود بن
 جلال الدین حسین بن حسن بن سلطان بہرام بادشاہ غورستان۔ مورخ تاریخ خاتم
 نے تاریخ خراسان میں سلاطین غور کا سلسلہ نسب اس طرح لکھا ہے :- سلطان بہرام
 بن جلال الدین حسین بن سلطان معز الدین بن سلطان بہرام بن سلطان فریدون
 بن سلطان بہمن بن سلطان اقبال بن طغرل بزرگ بن ارسلان بن چشتیگیں
 بن بہمن بن افراسیاب بن طہاسب بن فریدون بن خورشید بن اسفندیار بن طغرل
 بن سہراب بن ہنابل بن تور بن سکندر بن کرتاسب بن خسرو مشدر بن کاوس بن
 ایرج بن زمراب بن کامیاب بن طوس بن کوزر بن فرامان بن رستم بن سلامان
 بن شید بن فیروز بن ہریر بن قتاد بن بہرام بن گشتاسب بن تویج بن فریر بن
 تین بن آذرشت بن ارسلان۔ بن بہمن بن ارجاسب بن جم آثار بن ساسان
 بن ضحاک ماران بن کہہ نیان۔ ابوالقاسم فردوسی نے شاہ نامہ میں اسکی
 انتہا یوں لکھی ہے :- کہ میان بن مرداس بن ارم بن سام بن حضرت
 نوح علیہ السلام۔

وفات حضرت شیخ محمد شاہ ملتانی صاحب مد
 اللہ سرہ اور تاریخ رحلت

صبح کیا ہوئی کہ کسی کے ماتم میں سحر نے اپنا گریبان چاک کیا۔ آفتاب کیسے چمکا کر اس کی
 اشک خون برسا لگا۔ شام کیا ہوئی کہ آفتاب نے کیسے سوگ میں روپوش ہو گیا۔
 رات کیا آگئی کہ اوس نے کسی دنیا سے خست ہونے والے کے غم میں سیاہ ماتی
 لباس پہن لیا۔ چاند کیا نکلا کہ اوس نے ہی غم سے داغ رخ و الم چپا نہ سکا بڑے سیان
 ستاروں کی چمک کہہ رہی ہے کہ وہ اب ہمیشہ کے لئے کسی نزار مقدس پر ہر ایک
 سیر کرنے والے پرند بھی بین کر کے رو کر اویلا کر رہے ہیں۔ کہسار اور سیدان سحر کے
 شعبہ آئینہ بہار ہی ہے۔ غنچہ ہائے شگفت کی مہار کو انبی آئینوں سے الودہ داند
 بنارہی ہے۔ ادھر نسیم بھی پہولون کو خوشبو کی چادر لیکر کسی نزار پاک پر چڑھانیکو طیارہ
 باڈ صرصر بھی ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بہر رہی ہے۔ آفت آخر وہ حسرت فراوان بھی
 آگیا کہ اُس قطب الجلیل کو اپنے تمام یاران ہمدرد و خلعتائے محترم کو جھوٹا بنا پڑا۔ شراب
 کے پیالے اوندھے ہو گئے۔ وجد و طرب رقص و سرود کی محفلیں بے رونق ہو گئیں۔
 قطبیت اور محویت کے عالم کا جہاڑ طوفان مین آگیا۔ قوالوں کی مجلسیں بے بسی کی گھنٹی
 تو گون کی مرادین پوری کرانے کا وسیلہ دنیا سے اُٹھ گیا۔ عشق حقیقی کا نردبان ٹوٹ
 گیا۔ علم معرفت کا عالم دنیا سے جیل بسا۔ القصد حبیب حضرت شیخ محمد شریف قادری
 نقیانی کا پیاناہ عمر لبریز ہو گیا اور آپ کے معبود حقیقی دے پروردگار جل و علی کی یاد
 آپ کو بے قرار کرنے لگی تو آپ نے ملک بقا کے سفر کی تیاری شروع کی۔ چنانچہ ہفت
 سالہ عمر میں آپ کا عہد فطر کے روز ۹۳۵ھ میں آپ نے اس جہان فانی سے تشریف
 لے کر جوار دان کی طرف رحلت فرمائی جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے۔
 جوار دان سے تشریف لے کر جوار دان کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ کے دوستوں۔ صریدوں۔ مستحقوں

اور علیغور میں سے بعض کئی سال تک آپ کی وفات مسرت آیات کا ماتم کیا چنانچہ اس کا حال آپ کے کرامات کے بیان میں کیسے مفصل لکھا جا چکا ہے۔ ایک ہی تاریخ و ملت کے ہر کالی ہے وہ یہ ہے۔

قطعہ تاریخ و وفات

بہم معرفت در اہل عرفان بحسبم سال تاریخ ذائقہ محمد شاہ ملتانى ست کامل ۹۳۰ خدا ایدہ بولی
بعضوں نے آپ کے نقل مکان کی تاریخ دوم ماہ شوال ۹۳۰ مسکھی ہے۔ شاید کہ وہ
ہمیشہ مشتبہ واقع ہوا ہوگا۔ اس لئے انہوں نے تاریخ دوسری ماہ شوال ۹۳۰ قرار دی مگر
تحقیق طور پر معلوم ہوا ہے کہ آپ کا وصال باری تعالیٰ سے پہلی تاریخ ماہ شوال ۹۳۰
شعبہ یک عید کے دن ہوا۔ آپ اپنے والد کے مقبرہ شریف کے تحت میں دفن کئے گئے
روضہ حضرت ملتانى صاحب اور اس کے متعلق چند
تاریخی حالات

حضرت ابو الفتح شمس الدین بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری الملتانى قدس سرہ
روضہ متبرکہ شہر بیدر میں واقع ہے۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے روضہ متبرکہ
کے سابقہ اور موجودہ حال سے (جو بڑی مشکل اور محنت سے ہم یونیا گیا ہے) ناظرین
آگاہ کیا جاوے۔ کہتے ہیں کہ سابق میں آپ کی تربت مبارک پر ایک بڑا گنبد تعمیر کیا
گیا تھا۔ وہ گنبد علی برید شاہ کے عہد سلطنت میں حصار قلعہ بنانے کی وقت توڑ گیا
شیخ شہر الملک آپ کے مرید خاص اور وقت موفع یلگاؤں میں تھے۔ بہر خبر و خشت اثر
شکر آپ بہت روست اور بہت مضطرب حیران ہوئے۔ آپ ایک روز شام کے وقت
صحرا اور کوہ و ہامون میں تشریف لے جاتے تھے کہ آگاہ آپ سے یہ اور غیب سے

سنی۔ گنبد کے ٹوٹنے سے تو کیوں مغموم ہے۔ یہ ہماری بھلی بھلی گنبد
 ٹوٹی اس سے ہماری اور ہمارے دوست کے درمیان کا پردہ اٹھ گیا۔ سیری
 بیقرار می عبت ہے۔ شیخ شہر اللہ علیہ الرحمہ بیان کرتے تھے کہ وہ آواز حضرت
 مرشد کی تھی۔ اس سے آپ کی تسکین خاطر ہوئی اور اضطراب رفع ہوا اور خوش ہو گئے۔
 ایک مدت مدید اور عہد بعد یک ایک ترقیت مبارک میدان میں پہلی ہی رہی۔
 عرصہ حال میں یعنی اس واقعہ کے بہت دنوں کے بعد میر کلان خان قلعہ دار
 اپنی قلعہ داری کے زمانہ میں فرار مقدس کے گرد ایک جو کھنڈی تعمیر کرائی
 اور جن کے اطراف حصار کی طرح پر ایک دیوار بنوائی۔ علاوہ اسکے ایک باہری
 عمیق کھدائی۔ جسکی تین سو ساٹھ پٹریں ہیں۔ یہ چیزیں اب قائم
 ہیں۔ آپ کے فرار مبارک پر جو کھنڈی موجود ہے۔ وہ اس وقت کی بنائی
 ہوئی ہے۔ میر کلان خان صاحب مذکور کو آپ سے زایا وہ عقیدت تھی۔ اور
 اپنی وصیت کے بموجب حضرت کے زیر سایہ ہی میں وہ دفن کئے گئے۔ اب اس کا
 قبر حضرت کے درخت مبارک کے قریب وجوار میں موجود ہے۔ تذکرہ بالا تعمیر و
 کچھ روز بعد میدک واسے مشایخ پیر یا شاہ صاحب نے جو آپ کی اولاد سے تھے
 ایک گمان دار عالیشان دروازہ بنوایا۔ شاید اس وقت آپ کی قدرت کے تحت
 شکی دروازہ دیون ناقص اور ادھورانہ رہ جاتا۔ خیر جیسا کچھ آپ نے
 بنوایا وہ اس وقت آپ کی یادگار تصور کیا جاتا ہے۔ اس میں جینی ہیک
 نائب خان جہان خان بہاد قلعہ دار نے ارادہ کیا تھا کہ درگاہ مبارک کے
 مقابل کے مکانات تشرذکر ایک دروازہ عالیشان تھیک شارع عام بنوایا

اور علاوہ اسکے انہوں نے یہ بھی چاہا تھا کہ درگاہ مبارک کے سامنے ایک حوض اور اوس
 کے اندر دروازہ کے مقابل جیسیدک کے شایخ صاحب نے بنوایا تھا ایک تقار خانہ تعمیر
 کر کے مگر سب کام یوں ہی رہ گئے۔ ایک نے بھی علی صورت اختیار نہ کی۔ اور جب
 نواب یکتا ز جنگ بہادر کا عمل آیا تو اس نے یہی کہ وہ سب کے بعد دیگرے انصرام کو تو
 مگر سب ناتمام ہی رہے۔ شہنشاہین خانبہان خان مذکور نے حیدر آباد سے روئے
 پہنچ کر مسجد کا پایہ نئے سرے سے ڈلوایا۔ تعمیر شروع کر لی اور پختہ بنوانا چاہا۔
 مگر اونسے یہ کام انصرام کو پہنچ سکا۔ ناتمام ہی رہا جاتا تھا کہ شہنشاہین غلام میر تقی
 خان عامل کو ہیر نے کام شروع کر آیا۔ اسی عرصہ میں اوسکا عالمی سے تغیر ہو گیا۔ آخر
 ہمت نہ ہار کر اوسنے چند ماہ کے بعد کچھ روپیے اور پہنچا کر اوس کام کو اختتام کو پہنچایا
 کہتے ہیں کہ یہ مسجد حضرت قدس اللہ سرہ کے زمانہ میں گہاس کی تھی۔ بعدہ جوینہ
 کی بنی۔ آخر وہی ٹڑوا کر جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے پختہ کر دیا گیا۔ یہی بسا
 مسجد ہے جس میں حضرت ہمیشہ نماز پڑھتے تھے۔ اسی کے بارو میں ایک حجرہ تھا جس میں
 آپ ہمیشہ معتکف رہتے تھے۔ اوسکے متصل کی باؤلی بھی اوسی وقت کی ہے اور
 اس باؤلی کے بازو جو ایک بہتر بڑا ہوا ہے یہ وہی ہے جس پر حضرت وضو کیا کرتے تھے۔
 اوسنا ہے کہ وہ بہتر اس وقت تک وہیں موجود ہے۔

حضرت شیخ محمد الشریف قادری الملتانی کے اولاد و خاندان

حضرت ابی الفتح شمس الدین بندگی مخدوم شیخ محمد قادری الملتانی کے پانچ فرزند تھے۔
 پہلے فرزند حضرت بندگی مخدوم شیخ ابراہیم المعروف بمخدوم جی۔ دوسرے فرزند حضرت

شیخ اسماعیل - تیسرے فرزند حضرت شیخ اسحق - چوتھے فرزند حضرت شیخ عبداللہ بن
 یاقچون فرزند آپ کے حضرت شیخ فخر الدین قدس سرہما العزیز تھے - حضرت مہر الدار
 (جنکا بیان ادب پر ہو چکا ہے) ایام صغر سنی ہی نقل کر گئے - اور ان چار بزرگوں اور ان
 اس قدوۃ الابرار کے اولاد کا نام سلسلہ وار قائم و برقرار چلا آتا ہے - اب ہر چار حضرات
 کا سبب ذکر علیحدہ چار فصلوں میں بیان کیا جاتا ہے - مگر اس بیان سے قبل ناظرین
 کو یہ بھی بتانا ضرور ہے کہ ان حضرت کی دخترین بھی چار ہی تھیں - انہیں سے ہر دو
 لڑکیاں تھیں بی بی مریم اور بی بی عایشہؓ اس حضرت عالی صفات کی حیات ہی میں لاوڑ
 نقل کر گئیں اور تیسری صاحبزادی جنکا نام بواجی تھا ٹھیکہ سے بیاہی گئی تھیں - ایک لڑکا
 جنکو مریم اور اس لڑکی کے خود ہی بیٹے مادر و دختر ہر دو نقل کر گئیں - یہ بی صاحبہ کے
 کوئی لڑکا بالائے تھا - لہذا سلسلہ ہی ان سے باقی نہ رہا - حضرت کی چوتھی صاحبزادی
 اسمہ بی بی الدینی تھیں - حضرت نے ان صاحبزادی صاحبہ کو بی بی منتہی العین
 صاحبہ کے واسطے سے سید محمودین سید محمدین بندگی مخدوم سید محمد گیسو دراز قیس
 سہرہ کے ساتھ بیاہا تھا - ان کی اولاد سے ایک لڑکا اسمہ سید بڑے زندہ رہا جسکو
 لڑکے ہوئے - انہیں سے دو اولاد ولد نقل کر گئے - ایک لڑکا جسکا نام سید عیاض
 تھا - اسکو دو دختر ہوئیں - انہیں سے ایک دختر کی اولاد ثابت رہی - اور سید
 مذکور کو بھی ایک لڑکی تھی - اس لڑکی سے بھی اولاد کا ہونا ثابت ہے - لیکن سید
 صاحب کو فرزندوں کی جانب سے مخدومی ہی رہی - کوئی اولاد نہ رہی نہ رہی جس
 سلسلہ جاری رہتا - پہلی فصل
 حضرت بندگی مخدومی قدس سرہ کے اولاد و احفاد

حضرت بندگانِ مخدوم شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی قادری قدس سرہ حضرت فیضی
 بنگالی شیخ جی قادری قدس سرہ کے اولاد اول بہادر کبریتھے۔ ایکلی شادی شیخ سنہ ۱۰۰۰
 کی اولاد سے کسی خیر سے شہر گلبرگ میں ہوئی تھی۔ اسکا کچھ حال اوپر بھی مذکور ہے
 ایکابین شریف نور سال سے گذر چکا تھا۔ آپ اپنے والد بزرگوار سے فیض حاصل
 کر کے کمال کو پہنچ چکے تھے۔ علم تصوف میں آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف
 کی تھیں جو اب تک آپ کی یادگار چلی آتی ہیں۔ آپ بہت بڑے ہو کر عمر طبعی کو پہنچ
 چکے تھے۔ آپ نے تاریخ ۲۱۔ ماہ شوال ۱۰۰۰ میں اس جہان فانی سے سفر
 جاودانی کی طرف رحلت فرمائی۔ آپ کی درگاہ شہر بیدکوئہ قریب قصبہ جدری میں آج
 حضرت کے چار لڑکے اور تین لڑکیاں تھیں۔ آپ کے پہلے فرزند شیخ رفیع اللہ
 دوسرے فرزند شیخ حسین۔ تیسرے فرزند شیخ مظفر اور چوتھے شیخ لطف اللہ
 تھے۔ ہونا لڑکے جو سب صاحبِ حیات والا ہی ہیں اس جہان سے لا ولد
 گذر گئے۔ حضرت کے چوتھے منظم و مکرم تھے۔ ایک سید اسماعیل ملقب بہ جنگلی باگ
 دوسرے خلیفہ شاہ منتخب قادری ساکن دہول جاو اقع ہندوستان تھے۔ آپ
 قوم شیخ سے تھے اور صدیقی کہلاتے تھے۔ حضرت مخدوم جی قدس سرہ
 کے تیسرے فرزند شیخ مظفر کو دو فرزند تھے۔ ایک شاہ بیان اور دوسرے
 شاہ حیدر۔ شاہ بیان صاحب کو ایک صاحب زادہ تھا۔ آپ کا نام شاہ ولی تھا
 آپ لا ولد جن کی حوا رحمت میں بیوست ہو گئے۔ پس آپ کی نسل منقطع ہو گئی۔
 شاہ حیدر صاحب کو تین لڑکے تھے۔ نینون اپنے پد بزرگوار کے سامنے صفر
 سنی ہی میں نقل کر کے انہیں داغ مفارقہ دے گئے۔ ان کے پد بزرگوار

کوئی لڑکا نہ ہوا اور آئندہ کے لئے مناسب قائم نہ رہا۔ دوسرے بیٹے شیخ حسین صاحب اپنے والد بزرگوار حضرت بندگی مخدوم جی قدس سرہ کی حیات ہی میں دو بیٹے شیخ محمد اور شیخ احمد جوڑ کر نقل کر گئے۔ ان دو صاحب زادوں میں شیخ احمد لا ولد فوت ہوئے۔ اور شیخ اپنے جد بزرگوار کی حضور میں رہا کرتے تھے۔ آنحضرت نے از روئے شفقت اپنے بوجہ شہرہ کی متولی گرمی آپکو عنایت فرمائی تھی۔ آپ سے فرزند نکالنا ثابت ہے۔

شیخ رفیع اللہ صاحب حضرت مخدوم جی قدس سرہ کے اولاد اول و بیس بزرگ تھے حضرت موصوف نے خاص آپ ہی کو اپنی سجادہ گری تفویض کی تھی۔ آپ کے ایک صاحب زادے تھے جنکا نام شیخ علی تھا۔ آپ نے او کو اپنی جگہ میں نصب کر کے اس جہان سے خلا برین کی طرف رحلت فرمائی شیخ علی صاحب فرزندوں کا ہونا ثابت ہے۔ ایک کی نسل رہا موجودہ تک باقی ہے اور سلسلہ نسل جاری ہے۔ اور یہ بیان ہو چکا ہے کہ حضرت

شیخ ابراہیم المعروف بہ مخدوم جی قادری قدس سرہ کے تین خیرین تھیں۔ آپ بڑی دختر اپنے بیٹے سید بیٹ صاحب کو دی تھی۔ جنکا ذکر اوپر لکھا جا چکا ہے۔ آپ کی نسل سے کوئی لڑکا زندہ نہ رہا جس سے سلسلہ نسل قائم رہتا۔ آپ کی دوسری دختر بی بی فاطمہ تھیں۔ آپ کو ایک لڑکا شیخ اسماعیل پیدا ہوا تھا۔ وہ لا ولد انتقال کر گیا۔ اس سے

کوئی اولاد نہ رہی۔ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ آپ کی تیسری صاحبزادی اسمہا تھیں بی بی تھیں جنکو آپ نے شیخ بہاد الدین صاحب سے بیاہا تھا۔ ان کے تین لڑکے ہوئے

۱۰۔ شاہ بیان - ۲۔ شیخ امان اللہ - اور ۳۔ شیخ محمود۔ ان تینوں صاحبزادوں سے فرزندوں کا ہونا ثابت ہے۔ کثر ہم اللہ تعالیٰ فی قوام الشریع الشریع (زائد کر کے او کو اللہ تعالیٰ شریع شریف کے قائم کرنے میں)

دوسری فصل حضرت قطب الجلیل بندگی مخدوم شیخ اسماعیل قدس سرہ کے اولاد و خاندان

حضرت قطب الجلیل بندگی مخدوم شیخ اسماعیل قدس سرہ - حضرت بندگی مخدوم شیخ
الشریف القادری الملتانی قدس سرہ کے دوسرے فرزند تھے۔ آپ کے اوصاف و صفات
عمر شاہ جو ملک براؤ کا صاحب جاہ و شہرت بادشاہ تھا آپ کو اپنے پاس بلایا تھا۔ اس نے
تو سب سے پہلی میں آپ کو بہت کچھ انعام و اکرام عطا فرمایا۔ آپ کے ساتھ اس کو نہایت حد
عزت تھی۔ آپ زیادہ تر قصبہ تہری ہی میں رہا کرتے تھے۔ آپ کے متعلق یہ بات
تحقیق نہ ہوئی کہ آپ کی عمر شریف کتنی تھی مگر یہ ابھی طرح معلوم ہے کہ آپ ادھر پڑے
یہ بھی جگہ تھی۔ آپ نے بتاریخ ۱۳ - ماہ رمضان المبارک اس دار فناء سے خلد بریں
کی طرف رحلت فرمائی۔ آپ کا روضہ مبارک قصبہ تہری میں واقع ہے اور اس
کرامت جاری ہے۔ آپ کے بانی فرزند سے جن کے نام حسب ذیل ہیں :-
۱۔ شیخ عبداللہ ۲۔ شیخ یوسف ۳۔ شیخ فتح اللہ ۴۔ شیخ سلیمان اور
۵۔ شیخ میران جی انہیں سے چوتھے فرزند شیخ سلیمان لا ولد نقل کر گئے۔
پس فرزند جناب شیخ فتح اللہ صاحب کا سلسلہ اولاد جاری ہے۔ دوسرے فرزند
شیخ یوسف صاحب کو نین و خیرین تھیں۔ ان سے لڑکوں کا ہونا پایا جاتا ہے۔
یہ نون فرزند شیخ میران جی صاحب صرف ایک لڑکا اسمہ شیخ عبدالقادر جو لڑکے
نقل کر گئے۔ اس صاحب زادے سے سلسلہ اولاد جاری رہی۔ اور حضرت
فرزند شیخ عبداللہ صاحب زادوں سے بڑے تھے۔ ان ہی کو حضرت نے اپنا بیٹا

نشین کیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت کے انتقال کے بعد کچھ امور بہ سختی کو
 نہایت خوش سلوکی سے کر دکھایا اور سلسلہ جاری رکھا۔ انکے باپ کے تھے
 جنکے نام یہ ہیں۔ ۱۔ شاہ عالم۔ ۲۔ شیخ مجن۔ ۳۔ شیخ اسماعیل۔ ۴۔
 مخدوم جی اور ۵۔ شیخ علی۔ علاوہ ان صاحب زادوں کے آپ کے چار لڑکے
 بھی تھے۔ ان چاروں لڑکیوں سے ہر ایک کو لڑکے اور لڑکیاں ہوئیں۔ ان سے
 سلسلہ اولاد جاری ہے کثرہم اللہ تعالیٰ فی قوام الاموال النعمیۃ الشریفہ
 (زائد کرے اذکواللہ تعالیٰ احکام شریع شریف کے قائم کرنے میں)۔

شرفیہ فضل
 حضرت قطب نایب بالاتفاق بندگی مخدوم شیخ اسحق
 سرورہ کی اولاد و حفا و

ذوالاشواق حضرت شیخ اسحق قدس سرہ حضرت بندگی مخدوم شیخ محمد شریف
 القادری قدس سرہ کے تیسرے فرزند تھے۔ یہ قیاساً کہا جاتا ہے کہ آپ نے اپنے
 انتقال کے وقت غایت سے غایت درجہ پچاس سالہ تھے۔ لیکن آپ کی عمر شریف
 مشخص و محقق نہ ہوئی جس سے تعین نہیں ہو سکتا۔ آپ اپنے تمام
 برادران سے پہلے اس جہان نامیائدار سے طرف دار بقا کے رحلت کر گئے۔ شریک
 طرح آپ کی وصال کی تاریخ ۱۵ اشوال المکرم بیان کی جاتی ہے۔ آپ اپنے والد
 بزرگوار مخزن الاسرار و منہج الارباب کے گنبد کے پہلو میں بجانب مشرق و زمین کی گہر
 اس وقت آجکار و قدس تہبکہ دہن واقع ہے۔ آپ کے چار بھائی جن سے تھے جنکے

اسما کے گھر اسی پر رہتے تھے۔ (۱) شیخ جلال صاحب شیخ جمال (۳۵) شیخ شمس الدین اور (۳۶) شیخ عیسیٰ اور صاحب زادے میں بھی آپ کی چار بی بی تھیں۔ مگر ان کی اولاد میں جلد جلد انتقال کرتی لگیں اس لئے صرف چند لڑکوں کا رہنا ثابت ہے۔ آپ کے فرزندوں میں سے شیخ جلال الاول مدفوت ہوئے۔ اور شیخ شمس الدین صاحب کو دو فرزند تھے۔ ان میں سے ایک فرزند الاول مدفوت کر گیا اور دوسرے کا بہتہ نہ لگا کہ کہاں غائب ہو گیا۔ غرض شیخ شمس الدین صاحب کے لڑکے مرنے لگے مگر آپ کو چند لڑکیاں تھیں ان سے لڑکوں کا ہونا اور ان کا نام رہتا پایا جاتا ہے۔ شیخ عیسیٰ صاحب کے صرف ایک ہی فرزند تھے۔ جسے سلسلہ اولاد ابھی تک قائم چلا آتا ہے۔ اور شیخ جلال جو حضرت شیخ اسماعیل کے بڑے فرزند تھے۔ آپ کو حضرت نے رہنا سچا وہ نشین کیا تھا۔ پس آپ اپنے والد کی جگہ بیٹھ کر مشغول بحالایا کرتے تھے۔ آپ کے چار فرزند ارجمند تھے جن کے نام نامی حسب ذیل ہیں:-

(۱) شیخ حسین (۲) شیخ عبد الحمید (۳) شیخ حسین (۴) شیخ حسن۔ شیخ حسین الاول مدفوت کر گئے اور شیخ حسن نے دو لڑکیاں چھوڑ کر رحلت فرمائی اور اب ان دونوں لڑکیوں کی اولاد کا سلسلہ جاری ہے گزیرہم اللہ تعالیٰ۔

جو حقی فیض

حضرت قطب الدین گیلانی مخدوم شیخ بد الدین قدس سرہ اولاد و حفا

آپ حضرت بندگی مخدوم قطب الاول الفتح شمس الدین بن شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ نے کامل عیادت (۹۶) سال کی عمر کو پہنچ کر

بتاریخ ۳۸ - ماہ زیتعدہ ۱۰۹۱ھ میں اس عالم سے جلد برین کو علت فرمایا۔ اس قدر وہ الاراکہ
 روضہ سنورہ قلند کے حصار کے باہر اپنے بیانی بزدگی خدمت جی قدس سرہ کے روضہ شہر کے
 کے نزدیک ہے۔ دونوں حضرات کے روضے ہم واقع ہیں۔ آپ کے چار فرزند ارجمند تھے
 جنکے نام حسب ذیل ہیں :- (۱) شیخ محمد (۲) شیخ احمد (۳) شیخ ابراہیم اور (۴)
 شیخ علی۔ اور دخترین بھی ایک چار ہی تھیں۔ ان میں سے ایک صاحب زادی عالم
 صغریٰ ہی میں نقل کر گئیں۔ اور میں صاحب زادوں کے نام جو سیاہی گئیں اور
 جسے اولاد و احفاد کا سوا ثابت ہے یہ ہیں :- (۱) خورنہ فاطمہ (۲) بی بی
 (۳) بواجی - خورنہ فاطمہ صاحبہ جو سید محمد ابن سید حنیف قدس سرہ سے
 بیابھی گئی تھیں اولاد انتقال کر گئیں۔ بی بی اللہ دینی صاحبہ سے جو شیخ امان اللہ
 شیخ بہار الدین سے بیابھی گئی تھیں سلسلہ اولاد جاری ہے۔ اور بواجی صاحبہ سے
 بھی اولاد جاری ہے جو شاہ عالم بن شاہ عبداللہ سے بیابھی گئی تھیں۔ آپ کے
 صاحب زادوں میں سے شیخ ابراہیم کو دو لڑکے تھے۔ یہ دونوں لڑکے اولاد نقل
 کر گئے۔ ان سے کوئی نسل قائم نہ رہی۔ شیخ علی کو دو لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ ان
 دو لڑکیوں میں سے ایک لڑکی نے ایک لڑکی جوڑ کر منت کی۔ اور دوسری لڑکی بھی
 کمال بی بی اس تقیر مولف کے نرند ابوالقاسم غنیاء الدین محمد سے بیابھی گئی۔ ان سے
 فرزند نکاحا سلسلہ جاری ہے۔ شیخ احمد اور شیخ عبدالقادر کے لڑکے سرور و فرزند ان
 رکھتے تھے۔ اور شیخ محمد جو اس قطب الاولاد کے اکبر اولاد تھے۔ اپنے پدر بزرگوار کی بیگم
 بیگم امرو مشیت تمامہ انجام دیتے ہیں۔ آپ کا سن شریف انتقال تک اکسیر سال کو
 پہنچا تھا۔ آپ ۱۰۹۹ھ میں مولد ہوئے پانچ تاریخ تولد سید محمد نے حسب ذیل نکالی ہے

قطعہ تاریخ ولادت

فرزند نیک اختر کا بیداری الہ جا * مرشح بدر الدین راہوہوب از خدا
تاریخ زادش را از دل سوال کردم * گفتا کہ روز معین در راحت البقا
شمارہ بین بتاریخ ۲۴ - ماہ شوال المکرم آپ نے اس چھانے رحلت فرمائی۔ آپ کا انتقال
شہر بجا پور میں واقع ہوا۔ وہاں سے آپ کا جنازہ شہر بیدر میں لایا گیا اور آپ کے والد
بزرگوار صاحب اسرار کے روضہ منورہ میں بتاریخ ۳۰ ماہ ذیقعدہ ۱۰۲۸ آپ کو دفن کیا گیا
آپ کے صرف ایک ہی فرزند سعادت مند باقی رہے جس کا نام مبارک شیخ بدر الدین تہا جس
آپ اپنے والد بزرگوار کی جگہ میں بیٹھ کر امور ریخت بجالاتے تھے۔ آپ کے کئی دیگر فرزند
آپ کا سلسلہ اولاد باقی ہے۔ اس خاکسار مولف کے والد بزرگوار کی محذوم شیخ احمد قدس سرہ
والد بزرگوار حضرت شیخ بدر الدین قدس سرہ کے قائم مقام و سجادہ نشین ہو کر امور ریخت بجالاتے
اور حضرت قدس سرہ نے انہی زندگی ہی میں حضرت بندگی محذوم ابو الفتح شمس الدین
شیخ محمد الشریف القادری قدس سرہ کے روضہ منیرہ کی متولی گری آپ کو دی
تھی۔ آپ اس منصب کو باحسن انجام دیتے تھے۔ آپ اپنے بہادر بزرگوار حضرت
شیخ محمد کوستا کو سب عمر میں صرف دو برس چھوٹے تھے۔ آپ کی ولادت ۱۰۲۸
بین دفن ہوئی تھی۔ اپنے بڑے بھائی صاحب انتقال کے بعد دو سال تک
آپ زندہ رہے۔ اور ۱۰۲۸ میں آپ اس جہان فانی سے تربت گاہ جادوانی
بسیط نقل کر گئے۔ آپ کی وفات عجیب عمدہ طریق پر واقع ہوئی۔ اخیر دم تک
آپ ایسے خاصے تھے۔ کسی نوع کا نقص آپ کی صحت میں معلوم نہ ہوتا تھا۔
اور نہ آئندہ سے کوئی مرض ذات بابرکات کے لاحق تھا۔ اس روز آپ بہشت

خوش تھے۔ کسی نوح کا گسل تک مزاج میں نہ تھا۔ آپ نے نماز کے لئے وضو کیا۔ اور
جاکے جانا نماز پر نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ جسوقت آپ نے تکبیر اٹھا کر کھڑے ہوئے
ہیبت بردوزن پاتھ سینے کے نیچے باندھے بس وسیوقت حق تعالیٰ سے آپ کا
ہو گیا اور مرغ روح نفس عنصری سے نکل کے گلشن جنت کی طرف پرواز کر گیا۔ آپ کی
وفات اثنائے راہ میں واقع ہوئی۔ جمعہ کا دن تھا۔ خطبہ کا وقت قریب آگیا تھا۔
ماہ رمضان المبارک سنہ ہجری کی ۹۔ وین تاریخ تھی۔ آپ بہاگ نگر کو گئے ہوئے
اور اسی روز وہاں سے شہر بیدر کی طرف چلے آ رہے تھے۔ کاشا اور راہ ہی میں آپ
داعی اجل کو لبیک کہا اور حق سبحانہ تعالیٰ کی حور رحمت میں پیوست ہو گئے۔ وہاں
ماہ رمضان المبارک سنہ کی تیسری تاریخ آپ کا جنازہ شہر بیدر میں لایا گیا اور اسی
روز آپ کے والد کے گہند کے نزدیک بجانب مغرب آپ دفن کئے گئے انا للہ
انا الیہ راجعون۔ اس خاکسار مولف کو اگرچہ اجازت خلافت اپنے جد بزرگوار صا
امیر حضرت شیخ بدر الدین قدس لہ سرہ سے حاصل تھی۔ مگر حضرت والد شیخ رحمہ
نے بھی مزید لطف فرما کر مجھے فرقہ خلافت پہنایا اور اپنا قائم مقام و سبب و نشین کر دیا
حضرت قطبی بندگی مخدوم شیخ محمد الشریف القادری قدس اللہ سرہ العزیز کے رضی
مقبورہ کی متولی کر لی عطا فرمائی۔ الحمد للہ تعالیٰ علی ذلک۔ آپ کی آنحضرت
و خیرین تہیں۔ جسکے نام یہ ہیں :-

- (۱) بی بی خدیجہ - (۲) خونسرہ زینب - (۳) خونسرہ رقیہ -
- (۴) چاند بی بی - (۵) خونسرہ رابعہ - (۶) خونسرہ آمنہ -
- (۷) خونسرہ مریم - اور (۸) خونسرہ کلثوم - بی بی خدیجہ شاہ ابوتاب

بن شیخ علی بن شیخ رفیع اللہ بن حضرت مخدوم جی قدس اللہ سرہ سے بیابا ہی گئیں۔
 انہیں کئی ایک فرزند ہوئے۔ اولاد کا سلسلہ قائم و برقرار چلا آتا ہے۔
 (۲) خنزہہ زینب صفہ حسنی امی بن نقل کر گئیں۔ (۳) خنزہہ رقیہ کو حضرت نے
 شاہ حیدر بن شیخ مظفر بن حضرت مخدوم جی قادری قدس اللہ سرہ سے بیابا تھا۔
 یہ بی صاحبہ چار فرزند چھوڑ کر نقل کر گئیں۔ اور افسوس کہ وہ چاروں فرزند ہی اولاد
 نقل کر گئے۔ ان سے ایک بھی لڑکا والا زندہ نہ رہا۔ جس سے سلسلہ جاری رہا۔
 (۴) خاندانی صاحبہ سید محمود بن سید من اللہ بن سید بابو سے بیابا ہی گئیں۔
 ان سے کئی ایک فرزند ہوئے۔ سلسلہ اولاد جاری ہے۔ (۵) خنزہہ رابعہ
 شیخ رفیع اللہ نسیرہ شیخ زین الدین گنج نشین کو دی گئی تھیں۔ اس نے کوئی فرزند
 اس لئے سلسلہ باقی نہ رہا۔ (۶) خنزہہ آمنہ کو حضرت نے اپنے خواہر زادہ
 شیخ سلیمان بن شاہ عالم سے بیابا تھا۔ ان سے کئی ایک فرزند ہوئے اور سلسلہ
 چلا آتا ہے۔ (۷) خنزہہ میرم شیخ مصطفیٰ بن شیخ شہابی سے بیابا ہی گئیں اور
 (۸) خنزہہ کلثوم سیدہ بن سید راجہ سے بیابا ہی گئیں۔ انکو اولاد میں
 فرزند ہوئے۔ حضرت کے تین صاحب زادے تھے۔ انہیں سے ایک مولف
 فیض عبد القادر۔ دوسرے صاحب شیخ بدر الدین اور تیسرے صاحب شیخ محمد تھے
 موصوف لہذا صاحب کا عالم طفلی ہی میں انتقال ہو گیا۔ اور اب ہم دونوں بھائیوں
 سے حضرت موصوف کی نسل قائم اور سلسلہ اولاد جاری ہے۔ کثر ہم اللہ تعالیٰ
 شانہ التزیر والبقا ہم الی یوم الدین بحرمت البنی وآلہ الطیبین الطاہرین اجمعین علیہ
 الف التحیۃ والثناء۔

عند

از سر سر در گزشتہ وصل جا بیا فتم
عاشقانه سلاک ارم از ابائی تنگنام
درین اس غلعت انسان تبلیس آمده
مصطفیٰ خیر البشر سلطان جملہ انبیا
صاحب لولاک شائش شافع ز رخا
رہروان راہ دین را رہنماست متقنم
پیشوائے سید سلطان عالم محی الدین
پیرم شاہ محمد مقتدا کبر و کون
پیر عالم گیر یا شیخ المشائخ بدر دین
والد ما شیخ احمد ابن شاہ بدر دین
مادر من فاطمہ در عصر خود چون فاطمہ
ز آنکہ بدش نعمت اللہ سیوہ باع نبی
از خرابات منان از جام جم جام ہشرا

در دم ہجرش بس کشیدم تاکہ در بان
زانکہ من اسرار حق در خاکساران یافتم
وز عطائے خالق افلاک ایمان یافتم
حمد اللہ دین پاک شاہ سلطان یافتم
ایچنین من صفا او در جملہ قرآن یافتم
چونکہ ہادی شاہ مردان شیر نردن یافتم
در جمیع ادیسا چون شاہ شایان یافتم
خزناش بر جمیع نازداران یافتم
نور روشن ہر دو عالم ہر تابان یافتم
سایہ او سر سر خود لطف رحمان یافتم
شکر نشہ ہر دو رخ و پا گد امان یافتم
فصل او بر فاضلان اہل کربا یافتم
راہی مستیانہ و از دست ویشا یافتم

خاتمہ

لئے الحمد للہ کانے لگی محنت میری بدٹے ہوئی آجکی منزل میں مسافت میری
حضرات ناظرین!

اب اس کتاب کا ترجمہ اور ترتیب ختم ہو چکی۔ یہ کتاب جناب عبدالقادر
سید حمزہ مین فارسی زبان میں تالیف کی تھی۔ کتاب کے تمام ہونے کی تاریخ
موصوف صاحب مذکور نے ہم لکھی ہے۔ مگر یہ نہیں لکھا کہ تاریخ مذکور کون سی ہجریہ
تھی شاید کاتب کی نشتی ہوگی کہ اس نے صرف تاریخ لکھ کر مہینہ اڑا گیا۔ یہ کتاب
حضرت محمد اشرف صاحب قبلہ قاضی سیدک علاقہ سرکار ابد پائیہ دار دام اقبال
کے فیض میں ایک مدت مدید سے تھی۔ حضرت موصوف نے ادا اہل ماہ رمضان ۱۳۸۲
میں قطب الوقت پیر سنگیر حضرت حاجی شیدہ عبدالقادر صاحب قبلہ قادری کبیر
فیض درجہ تین اسکو بطریق مذکور گزارا۔ حضرت موصوف بھی کی بدولت ماہ مبارک
شعبان المعظم ۱۳۸۲ میں یہ جلد طبع سے آراستہ پیراستہ ہو کر شائع ہوئی اور اس کے
مطالعہ سے شائقین سلسلہ عالیہ قادریہ کو دولت جاودانی و نعمت لایزال حاصل ہوئی
اور عوام کو بزرگوں کے فیض سے مستفید ہونے کا موقع ملا۔

جناب عالی ہم مصدر فیض و کرم ہمہ تن خلق سرایا مروت میرے آقا کے ولی نعمت
حضرت عباس علیہ صائب قبلہ خانسا باپیشی علیہ حضرت کو بزرگان دین بہت
عقیدت ہے۔ اور آپ ان کے حالات کو بہت شوق سے ملاحظہ فرماتے ہیں۔ جب یہ
کتاب آپ کی نظر مبارک سے گزری تو آپ نے مجھے خاکسار کو فرمایا کہ یہ کتاب دلچسپ ہے

اسمیں بزرگانِ سلطنت اور عاقلانِ زمانہ کے حالات نہایت مفید و ضرورتِ شیخ محمد حسام
نسائی کے کمالات قابلِ دید ہیں۔ شاید فارسی عبارت میں ہونے سے اسکی قدر اور شہرت
ابتداً نہیں ہوئی۔ کیونکہ اس زمانہ میں لوگوں کو اردو کی طرف زیادہ رغبت ہے۔ اسلئے
مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تو اسکو اردو میں ترجمہ کر کے تیرا نام ہو اور بزرگانِ مین کا فیض عام ہو
ابک تو میرے آقا سے ولی نعمت کا فرمانا دوسرے مین نے اس امر کو موجبِ سعادت جانا۔
بجائے دل منفقہ کرنا تعمیلِ ریشا دینِ مشغول ہوا۔ خدا کا تبارک و تعالیٰ ہے کہ میں نے صرف
پینتالیس دن میں اسکا ترجمہ ختم کیا۔ حکم کی تعمیل پوری کی۔ جیسا کچھ برا بھلا آتا تھا ٹوٹی
پھوٹی زبان میں لکھ کر رکھ دیا۔

ناظرین اسمیں شک نہیں کہ میرا ایسے کم علم کی یہ جرات آپ ایسے لایقِ اور ذی
کے سامنے قابلِ خندہ زنی ہے مگر مجھے امید ہے کہ آپ اسکی غیور سے چشم پوشی
فرما کر خلعتِ قدردانی سے سرفراز فرمائیں گے۔ اگرچہ میں نے اسکو اپنی حساب خواہ نہ
لکھ سکا (میں نے اسکے وجوہاتِ ریاجہ میں لکھ دئے ہیں) تاہم میری محنت اور
عقربریزی اس سے ظاہر ہے کہ ایک تینیں عرصہ میں لکھا ہے۔ اسد کہ قدردان
پبلک اس ایڈیشن کو ہاتھوں ہاتھ خرید لیں گی۔

۲۷۲۸ کترین محمد کریم الدین عفی عنہ

اٹاجی دفتر معتمد سرکار عالی صیفہ لاگڑاری
تمام شد

صحت نامہ اغلاط مخزن الکلمات

صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط	صحیح	غلط
یا پنی اسکت	پنی اسکت	دیکھانے	دیکھانے	۲۹	۹	کبھی	۳
قاسم برید	قاسم برید	ظاہر کر دیا	کہو لکھ دیا	۱۰	۲۰	ہو - مین	۲۰
دالے	دالے	×	طالت	۱۳	۵۱	الحسنی الحسنی	۱
مینر	مینر	کاش	گاش	۳	۵۲	کا اور	۱۱
جواب	جواب	مجھ	مجھے بھی	۲	۵۳	جب کہ وہ	۱۶
بہری طبیعت	میر طبیعت	لے گئے	بے کیے	۵	۱۲	ارضاء عنہا	۱۲
×	نہ	اکہ	آلہ	۲	۶۱	فرحت	۶
تیری طرف	تری طرف	مگر	گو	۱۲	۱۱	گشت	۱۱
اطا و فرما بیفراری	اطا فرمان برداری	خفا	فانی	۱۳	۶۶	+	۱۳
سی	بھی	جل	چیل	۱۰	۶۷	بے گناہ	۶
خلیفہ زمان	خلیفہ زبان	بہیرے	پہرے	۱۶	۶۸	کھڑا	۱۲
روان	ردانہ	ہولی	ہولی	۱۵	۶۹	عنا	۱۰
چھوٹے	چھوڑے	السا لکین	السا بلکین	۱۲	۷۰	اجازت مطلقہ	۱۳
متبصر	متبصر	آپ کا	آپ کا	۱۳	۷۱	ظاہر	۱۲
غرض	عرض	نظر	نظر	۱۳	۷۳	گردانے	۱۶
میری	تیری	سال کی تھی	سال تھی	۵	۷۴	چہٹ	۱۳
بارہ	باما	کشائش	کشائش	۱۶	۷۵	محدوم	۷
زور	زور	نورس	نورس	۱۵	۷۶	دینا	۷
تفریح	تفریح	×	لے	۱۸	۷۸	خط	۱۶
مانند	انند	جانے	جانے	۱۷	۷۹	عرض	۷
انتہائے	انتہائے	ولایت و طبیعت	ولا طبیعت	۱۸	۸۰	بیشمار	۸
چندر	چندر	ہوئے	ہوئے	۵	۸۱	ختم	۱۵
اگر	گر	مین دیکھی	مین نے دیکھی	۱۵	۸۲	نہ	۶
کہ جب	کہ جب	نے	انے	۱۷	۸۳	منکومہ	۱۸
آجائے	آجائے	الشرف	الشرف	۱۹	۸۵	ہوں کہ	۱۷

